فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

تجلیات

حضرت سیدنا عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہیدِ قرآن

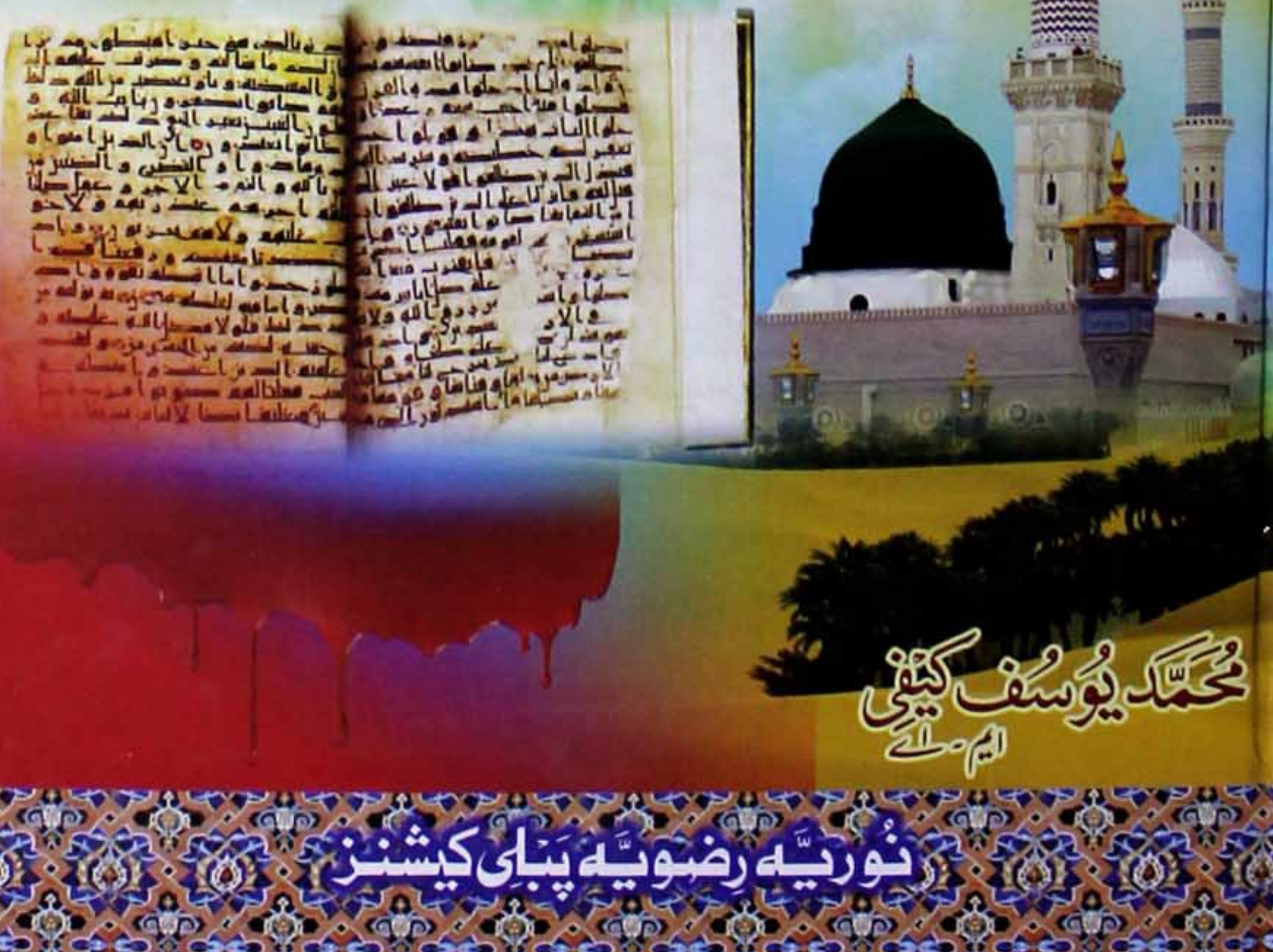

محمد یوسف کیفی
ایم۔اے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

جان تو دے دی مگر ملت کو ٹکڑے نہ کیا
ملت اسلام کے غم خوار، ذوالنورین ہیں

تجلیات

حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہیرِ قرآن

مصنف

محمد یوسف کیفی

ایم۔ اے

صدر شعبہ علوم اسلامیہ پاکستان ہمدرد سکول وکالج کویت

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11۔ داتا گنج بخش روڈ لاہور 042-37313885, 37070663

Marfat.com

﴿جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں﴾

نام کتاب ——— تجلیات حضرت سیّدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ

مصنف ——— محمد یوسف کیفی ایم۔اے

تعداد صفحات ——— ۳۰۴

بار اوّل ——— رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ اگست ۲۰۱۱ء

طابع ——— سیّد محمد شجاعت رسول قادری

مطبع ——— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

کمپیوٹر کوڈ ——— 1N0061

قیمت ——— 250 روپے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11- گنج بخش روڈ، لاہور

فون 37313885-37070663

Email:nooriarizvia@hotmail.com

مکتبہ نوریہ رضویہ بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے فیصل آباد

فون:041-2626046

Marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ

☆☆☆

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

☆☆☆

یَاصَاحِبَ الْجَمَالِ وَ یَاسَیِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَّجْھِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرِ
لَایُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ
بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(حضرت شمس الدین محمد حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

اے پیکر حسن اور اے سرتاجِ انسانیت! یقیناً (چودھویں کا) چاند آپ ہی کے نورافشاں چہرے سے درخشاں (ہوا) ہے (پوری انسانیت بھی ایک زبان ہو کر) آپ کے اوصاف وکمالات بیان کر پائے؟ یہ ممکن ہی نہیں! اس (بے پناہ) داستان کو یوں مختصر کرتا ہوں کہ خدا کے بعد آپ ﷺ ہی کی ذات بزرگ وبرتر ہے۔

☆☆☆☆

Marfat.com

حسنِ ترتیب

ہدیہ درود وسلام بحضور سرورِ کائنات ﷺ ۳

شرفِ انتساب ۱۲

بہ حسنِ تصرف/ بہ فیضانِ کرم/ بہ فیضانِ نظر ۱۳

آغازِ سخن: از مؤلف (محمد یوسف کیفی ایم-اے) ۱۴

کلماتِ تشکر: از مؤلف (محمد یوسف کیفی ایم-اے) ۱۷

تقریظ: جناب عطاء اللہ خان صاحب پرنسپل پاکستان انگلش سکول وکالج کویت ۲۱

تصانیف محمد یوسف کیفی: از شاعر جناب محمد اقبال سندھو ملتانی صاحب ۱۴

ارشادِ باری تعالیٰ/ فرمانِ رسولِ رحمت ﷺ ۲۷

منظوم حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ۲۸

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ۲۹

ابتدائی حالات: نام ونسب/ خاندان ۳۰

پیدائش/ ذریعۂ معاش/ حلیہ مبارک ۳۱

قبولِ اسلام/ قبولِ اسلام کے بعد آپ رضی اللہ عنہ پر جبر وتشدد ۳۲

سخاوت ودریا دلی/ غزوات میں شرکت ۳۳

عشرۂ مبشرہ میں شمار/ انتخابِ خلافت ۳۴

خلافتِ عثمانی رضی اللہ عنہ میں پہلا مقدمہ ۳۶

عثمانی رضی اللہ عنہ فتوحات ۳۷

فتح ایران کی تکمیل/ مشرق میں فتوحات ۳۸

ایشیائے کوچک کی فتح/ فتح طرابلس ۳۹

افریقہ کی فتح ۲۷ھ/ قبرص کی جنگ ۴۰

Marfat.com

مسلمانوں کا بحری بیڑا اور عظیم الشان بحری جنگ ۴۱
متفرق فتوحات/رومیوں کے زبردست بحری بیڑے کی پسپائی ۴۲
فتنہ کا آغاز اور فتنہ انگیزی کے اسباب/کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رحلت ۴۵
سردارانِ قریش کا انتشار/غیر قریش سرداروں کا حسد/مفتوحہ اقوام کا جذبۂ انتقام ۴۶
مروان کے غلط مشورے ۴۶
بنو ہاشم اور بنو اُمیہ کی رقابت ۴۷
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اپنے عزیز و اقارب سے سلوک/معزول شدہ گورنروں کی مخالفت ۴۷
عادل حکام کا فقدان/حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نرم مزاجی ۴۸
عبداللہ بن سبا اور اس کی فتنہ انگیزی/عبداللہ بن سبا کی تحریک ۴۹
خلیفہ کے خلاف پراپیگنڈہ ۴۹
شورش کا آغاز/عراق/شام ۵۰
مصر/تحقیقاتی کمیشن کی تشکیل اور رپورٹ/حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اعلانِ عام ۵۱
عمال کی کانفرنس/سبائی پارٹی کا منصوبہ ۵۲
اہل مدینہ سے مشورہ (۳۴ ہجری) ۵۳
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف الزامات اور اُن کا تجزیہ/صحابہ کی برطرفی ۵۳
کنبہ پروری/معزز صحابہ سے بدسلوکی ۵۴
بیت المال کا ناجائز استعمال/بقیع کی چراگاہ/اُموی عمال کی بدعنوانیوں پر چشم پوشی ۵۵
بدعات کی ترویج/اقارب و اعزہ میں تقسیمِ اراضی ۵۶
قرآنی نسخے جلانا/حکم بن العاص کو مدینہ بلانا/مصری وفد کے ساتھ بدعہدی ۵۷
انقلاب کی کوشش ۵۸
خلافت سے علیحدگی کا مطالبہ/حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ ۵۹
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خطاب ۶۰
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جنگ کے لیے اصرار ۶۱
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خواب/شہادت کا سانحہ ۶۲

Marfat.com

مظلومی کی شہادت _____ ۶۳

شہادت کے اثرات ونتائج _____ ۶۴

شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اضطراب/ برکاتِ نبوت کا اُٹھ جانا _____ ۶۶

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خواب _____ ۶۷

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بے مثال صبر واستقامت _____ ۶۸

قاتلانِ عثمان رضی اللہ عنہ کا عبرتناک انجام _____ ۷۰

قاتلانِ عثمان کا انجامِ بد _____ ۷۲

عہدِ عثمانی رضی اللہ عنہ کے کارناموں پر ایک نظر/ بغاوتوں کا خاتمہ _____ ۷۳

فتوحات کی وسعت/ انتظامی اصلاحات/ نئی فوجی چھاؤنیاں _____ ۷۴

بحری فوج اور اسلامی بیڑہ/ بیت المال کے محاصل ومصارف _____ ۷۵

مدینہ کو سیلاب سے محفوظ کرنا _____ ۷۵

مسجد نبوی رضی اللہ عنہ کی تعمیر وتوسیع/ حفاظتِ قرآن _____ ۷۶

مجلسِ شوریٰ/ رفاہِ عامہ کے کام _____ ۷۷

کبوتر بازی اور غلیل بازی کا خاتمہ/ عدالتی نظام/ رعایا کی خبر گیری/ مذہبی خدمات _____ ۷۸

اوّلیاتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ _____ ۷۹

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت واخلاق/ سیرتِ عثمان رضی اللہ عنہ/ خوفِ خدا _____ ۸۰

حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/ صبر وتحمل _____ ۸۱

زُہد وتقویٰ/ ایثار/ سخاوت وفیاضی _____ ۸۲

عدل وانصاف/ اعزہ واحباب سے حُسنِ سلوک _____ ۸۳

فضل وکمال/ لباس _____ ۸۴

ازواج واولاد _____ ۸۵

منظوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ _____ ۸۶

جامع مناقبِ شیخین وعثمان رضی اللہ عنہم _____ ۸۷

شہادت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ _____ ۹۱

Marfat.com

شہادتِ عثمان و حسین رضی اللہ عنہم کا ایک تقابلی جائزہ _____ ۹۲

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تصوف/ چاروں خلفاء راشدین صاحبِ ولائت تھے _____ ۹۶

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور تصوف/ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ.....امام الاصفیاء ۹۷

خلت _____ ۹۸

منظوم حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ _____ ۱۰۱

سیّدنا حضرت عثمان ذُوالنورین رضی اللہ عنہ قرآن کے آئینے میں _____ ۱۰۲

منظوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ _____ ۱۰۵

فضائل و مناقب حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ احادیث رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں ۱۰۶

منظوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ _____ ۱۴۳

عثمان رضی اللہ عنہ پر کہے گئے مراثی کا ذکر _____ ۱۴۴

عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر جنات کا نوحہ _____ ۱۴۹

آثر و اوصافِ عثمان رضی اللہ عنہ _____ ۱۵۰

بے نفسی/ تواضع/ صبر/ حیاء _____ ۱۵۱

رفیقِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/ مشابہت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم _____ ۱۵۲

آخری نکتہ _____ ۱۵۵

حیات شہیدِ قرآن حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ.....ایک نظر میں _____ ۱۵۶

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک سو خصوصیات _____ ۱۵۹

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی تحریک _____ ۱۶۶

بعض غلط فہمیوں کا ازالہ _____ ۱۷۰

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے اقوالِ زریں اور ارشاداتِ عالیہ _____ ۱۷۲

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ارشاداتِ عالیہ _____ ۱۷۴

فرمانِ رسولِ رحمت ا (حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے بارے میں) ۱۷۷

حضرت عثمان غنی ذُوالنورین رضی اللہ عنہ کے پسندیدہ اعمال _____ ۱۷۹

ایک اعتراض اور اُس کا جواب _____ ۱۸۰

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے المناک تاثرات ۱۸۴

آپ کی شہادت کے دُوررس نتائج ۱۸۵

شاعر دربارِ رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مرثیہ ۱۸۶

فزدق کا چچا خباب بن یزید کا مرثیہ/ قاسم بن اُمیہ بن ابی الصلت کا مرثیہ

زینب بنت العوام کا مرثیہ/ لیلیٰ اخیلیہ کے اشعار ۱۸۹

اوّلیات وایجادات حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ۱۹۰

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہد میں انتقال فرمانے والے مشاہیر ۱۹۲

فقہ واجتہاد حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ / وضو ۱۹۳

قرآن/ ذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ۱۹۵

نماز ۱۹۶

جہاد ۱۹۸

زکوٰۃ ۱۹۹

توبہ ۲۰۰

زیارتِ قبور/ شوریٰ ۲۰۱

سحر (جادو) ۲۰۲

خاتم (انگوٹھی) ۲۰۳

حلی/ رؤیا (خواب) ۲۰۴

خلع ۲۰۵

حمل کی مدت/ الخمر (شراب) ۲۰۶

حد ۲۰۷

حمام (کبوتر) ۲۰۸

بدعت ۲۰۹

خضاب/ کلب (کتا) ۲۱۰

سلامِ مظلومِ مدینہ ۲۱۱

Marfat.com

کراماتِ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ / زنا کار آنکھیں ۲۱۴
ہاتھ میں کینسر / گستاخی کی سزا ۲۱۵
خواب میں پانی پی کر سیراب ہونا ۲۱۷
اپنے مدفن کی خبر ۲۱۷
ضروری انتباہ! ۲۱۸
شہادت کے بعد غیبی آواز / مدفن میں فرشتوں کا ہجوم / گستاخ درندہ کے منہ میں ۲۱۹
خاندانِ بنی ہاشم اور خاندانِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رشتہ داریاں.....ایک نظر میں ۲۲۱
ازواج واولاد (حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ) ۲۲۲
داماد ۲۲۴
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غیروں کی نظر میں ۲۲۶
کیمرٹین / تھامس کارلائل / سر ولیم میور / نپولین بوناپارٹ ۲۲۷
ڈاکٹر برمنگھم / ایڈورڈ گبن / باسورتھ اسمتھ / سر ولیم میور ۲۲۸
مہاتما گاندھی / کملادیوی ۲۳۰
محمد اکے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اول درجہ کی لیاقتیں تھیں ۲۳۱
گاڈفری ہگنس / ۲ - مشہور مؤرخ گبن ۲۳۱
سر ولیم میور ۲۳۲
اہلِ ایمان کی شانِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ ۲۳۳
حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بزبانِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ۲۴۰
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ۲۴۲
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح اور شادی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے مخلصانہ اعانت اور امداد ۲۴۴
''کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ'' اور ''بحار الانوار'' سے ۲۴۵
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح کا شاہد وگواہ ہونا ۲۴۶
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مؤمن، صالح، متقی، محسن ہونے کی مرتضوی شہادت ۲۴۷

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیانات کی روشنی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ _____ ۲۴۸

اُمت میں مقامِ عثمان رضی اللہ عنہ کا تعین حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی زبان سے _____ ۲۵۰

دینِ عثمان رضی اللہ عنہ کا مقام علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی نظروں میں _____ ۲۵۱

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق سابق الخیرات
اور غیر معذب ہونے اور جنتی ہونے کی گواہی _____ ۲۵۲

عثمانی خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قرآن سنانا _____ ۲۵۲

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قراءۃ عثمانی کی سماعت کرنا _____ ۲۵۳

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سواری عنایت فرمانا _____ ۲۵۴

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو دعوتِ طعام دینا _____ ۲۵۴

حصرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں ہاشمیوں کے بیانات _____ ۲۵۵

سیّدنا امام جعفر صادق بن سیّدنا محمد باقر رضی اللہ عنہما کا بیان _____ ۲۵۵

نتائج وفوائد (حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اور دیگر ہاشمیوں کے فرمودات کی روشنی میں) ___ ۲۵۶

ہاشمی اکابر کی زبانی حضرت عثمان کا مقام/سیّدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کا بیان _ ۲۵۸

سیّدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ/حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت _____ ۲۵۹

حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے حق میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان _ ۲۵۹

مالی حقوق کی ادائیگی کا مسئلہ _____ ۲۶۰

فوائد ونتائج _____ ۲۶۱

شہیدِ قرآن ابوعبداللہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں ___ ۲۶۴

ذُوالنورین _____ ۲۶۶

اسلام کا سفیرِ اوّل/شہیدِ قرآن _____ ۲۶۷

خلیفۂ مظلوم/کمال حیاء وایمان _____ ۲۶۸

حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا علم وفضل/کتابتِ وحی/قراءتِ قرآن ___ ۲۷۰

حدیث/فقہ _____ ۲۷۱

اجتہاداتِ فقہ _____ ۲۷۲

Marfat.com

مرض الموت میں طلاق _____ ۲۷۵
اکابر صحابہ میں اعتماد و اعتبار _____ ۲۷۶
تحریر و خطابت _____ ۲۷۶
فرامین و مراسلات/خطبات _____ ۲۷۷
شعر و شاعری _____ ۲۸۰
ملفوظات _____ ۲۸۲
حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان دینی کارنامہ ''جمع قرآن'' _____ ۲۸۳
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کی اہمیت _____ ۲۸۶
اختلافات قرأت کی نوعیت _____ ۲۸۷
متفرقات/نسب پاک/ذوالہجرتین/خدمتِ قرآن/مرویات کی تعداد _____ ۲۹۱
سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم _____ ۲۹۲
ذوالبیعتین.....دو بیعتوں والے _____ ۲۹۳
ذوالبشارتین.....دو بشارتوں والے _____ ۲۹۴
ذوالنورین.....دو نوروں والے _____ ۲۹۴
شہید مظلوم/شہید قرآن _____ ۲۹۶
عثمان کا دشمن، دشمنِ خدا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے _____ ۲۹۶
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں/اللّٰھم صل علی رُقیّۃ _____ ۲۹۷
مقامِ عثمان بزبان حضرت علی رضی اللہ عنہ _____ ۲۹۸
دین عثمان کا مقام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظروں میں _____ ۲۹۹
حادثۂ قتل کی تحقیق _____ ۳۰۰
مآخذ و مراجع _____ ۳۰۱
مصنف کی دیگر زیرِ تکمیل تصانیف _____ ۳۰۴

Marfat.com

شرفِ انتساب

بنام

سرورِ کائنات امام الانبیاء نبی اکرم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضراتِ صحابہ کرام وخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

و جملہ خواجگانِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہم

از حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تا خواجہ ومخدوم من فخر المشائخ قدوۃ العارفین، زبدۃ السالکین، قبلہ سیّدی مرشدی حضرت خواجہ الحاج صوفی عزیز الرحمٰن صاحب صدیقی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ بیت الرحمٰن، رحمٰن آباد، برکی لاہور

اور

اپنے والد گرامی چراغ دین ولد فضل دین رحمۃ اللہ علیہما اور اپنی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کے نام!
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کا پہلا سبق مجھے انہی سے ملا۔ انہی ہستیوں کی دعاؤں کے صدقے احقر یہ کتاب لکھنے کے قابل ہوا۔
قارئین کرام سے التماس ہے کہ جو بھی اس کتاب کا مطالعہ فرمائے میرے والدین ماجدین کی ارواحِ طیبہ کے لئے دعا فرما کر مجھ عاجز وحقیر پر احسان فرمائے۔ اللہ تعالیٰ میرے والدین کریمین کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بابرکت قدموں میں جگہ عطا فرمائے۔

رب ارحمهما كما ربيني صغيرا

آمین بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر حقیر سراپا تقصیر

محمد یوسف کیفی (ایم اے)

Marfat.com

بہ حُسنِ تصرف

قطب العارفین، غوث المحققین، برہان الولایت المحمدیہ، محبوب صمدانی، قیومِ زمانی، امام ربانی، مجدّدالف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

جن کی نگاہِ تصرف کے صدقے یہ کتاب بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئی۔

بہ فیضانِ کرم

زُبدۃ الاصفیاء، مخزن علم وحکمت، مرجع علماء وصوفیاء، واقفِ اسرارِ شریعت ورموزِ طریقت، منبع رشد وہدایت، اوتادِ زماں، خزینۃ العرفان، اَوحدِ زماں، ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید صدیقی نقشبندی مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ

کیونکہ ع دین ودنیا میں جو پایا اُنہی سے پایا

جن کا ہر فرمان ؎ گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

کے مصداق تھا۔

بہ فیضانِ نظر

فخر المشائخ والعلماء، قدوۃ العارفین، زبدۃ السالکین، پیرِ طریقت رہبرِ شریعت، زینت القراء قبلہ حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن صدیقی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

یہ سب آپ کی نگاہِ کرم کا فیض ہے کہ احقر راقم الحروف یہ چند حروف لکھنے کے قابل ہوا۔

ع گر قبول اُفتد زہے عز وشرف

Marfat.com

☆آغازِ سُخن☆

حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شخصیت تاریخ اسلام میں جس درجہ اہم اور نہایت عظیم الشان ہے' اسی درجہ میں ان کا واقعہ شہادتِ اسلام کا سب سے بڑا المیہ ہے۔ لیکن غلط سلط تاریخی روایات نے اُلجھاؤ سا پیدا کر دیا ہے اور ضرورت اس امر کی تھی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ہر گوشہ' ان کی فکر اور عمل کے انفرادی اور اجتماعی پہلو' ان کا اندازِ جہاں بینی' ان کا سلیقہ جہانبانی' ان کی دینی بصیرت' ان کا فقہی اجتہاد.....سب پر گہرے غور و فکر کی ضرورت ہے' تاکہ دین و شریعت کی روح کو سمجھا جا سکے اور صحیح تفسیر و تعبیر کی راہیں سامنے آ جائیں۔ کیونکہ بعض معترضین اور مستشرقین نے ادبی بددیانتی کا بھی ثبوت دیا ہے۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام میں جو فضیلت و عظمت حاصل ہے' وہ اظہر من الشمس ہے۔ وہ السابقون الاوّلون میں تھے۔ حضرت ابوبکر' حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کے بعد وہ شخص تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ وہ ''ذوالنورین'' تھے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیوں کو ان کے نکاح میں دیا' اور فرمایا:

''اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو (انہیں) یکے بعد دیگرے عثمان کے نکاح میں دے دیتا''۔

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''عثمان (رضی اللہ عنہ) کی سفارش سے ستر ہزار ایسے اشخاص جنت میں داخل ہوں گے جن پر جہنم کا عذاب واجب ہو چکا ہوگا''۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ہی کے لیے بیعت الرضوان لی۔ اُنہیں کاتب وحی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اُنہوں نے تمام عالم اسلام کو ایک مصحف اور قراءت پر جمع کیا اور ''جامع القرآن'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ان کی سیرت کے غیر معمولی اوصاف

Marfat.com

کے پیشِ نظر اُمت نے ان کے لیے ''کامل الحیاء والایمان'' کے الفاظ استعمال کیے۔ زندگی کے یہ کتنے مختلف النوع گوشے ہیں' جہاں اُنہوں نے اپنی سیرت کا غیر فانی نقش چھوڑا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے باغیوں کا مقابلہ نہ کرنے کا فیصلہ عدم استطاعت کی بناء پر نہیں بلکہ ملت کے وسیع تر مفاد کے پیشِ نظر کیا تھا۔ باغیوں کو درپے شہادت پا کر ایک بار کہا:

''یاد رکھو! بخدا اگر تم نے مجھے قتل کر دیا پھر تا قیامت نہ ایک ساتھ نماز پڑھو گے نہ ایک ساتھ جہاد کرو گے''۔

ان کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کی وحدتِ ملّی کا شیرازہ بکھر گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب مسجد نبوی میں شہادتِ عثمان کی خبر ملی تو پکار اُٹھے:

''جاؤ! اب ہمیشہ کے لیے تمہارے واسطے ہلاکت اور بربادی ہے''۔

اور حقیقت حال بھی یہی ہے کہ شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ سے اسلام کی وحدت میں جو رخنہ پیدا ہوا وہ آج تک پُر نہیں ہو سکا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر فرمایا:

''عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے وہ رخنہ پیدا ہو گیا ہے جسے پہاڑ بھی بند نہیں کر سکتا''۔

بقول علی اصغر چودھری:

''سبائی تحریک اب بھی زندہ ہے' اگرچہ اب زیرِ زمین پنپتی اور کام کرتی ہے' لیکن کبھی کبھی علی الاعلان بھی اپنا مکروہ چہرہ دکھا دیتی ہے۔ وطنِ عزیز میں فرقہ وارانہ فسادات اور جدیدیت اس تحریک کی تباہ کن تعبیریں ہیں۔ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد شعوری اور لاشعوری طور پر اس تحریک کی اسیر ہے اور ان کے اعمال و افعال اس کی تصدیق کرتے ہیں''۔

امیر المؤمنین' خلیفۃ المسلمین' حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ بے شمار خوبیوں و فضائل رکھنے والی شخصیت ہیں۔ آپ کی سیرتِ مبارکہ اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ غیرتِ ایمانی کی تصویر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ پر لگائے گئے الزامات سب مکر و فریب کی پیداوار ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کا دامن ان سب سے پاک ہے' ہم نے خلیفۂ راشد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

روحانی اور نظریاتی عظمتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تنقیدی اور اختلافی اُمور سے گریز کیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''تجلّیات حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ'' خلفائے راشدین سیریز کی تیسری اہم کڑی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی سیرتِ مبارکہ کے مختلف گوشوں کو نہایت اختصار مگر جامعیت وصحت کے ساتھ احاطہ کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

شوکت ایماں تھا ہر اک جانشینِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پاسدارِ علم و حکمت' باخدا و باصفا
بزمِ ہستی لا نہیں سکتی کبھی ان کی نظیر
اُن کا اُسوہ جانِ فطرت' ہر ادا شمع ہدیٰ

(محمد اکرم رضا)

قارئین محتشم! عین ممکن ہے کہ بہت سی خامیاں اور غلطیاں اس کتاب میں رہ گئی ہوں۔ اگر اس کتاب میں خامیاں ہیں تو ان کی تمام ذمہ داری مجھ پر ہے اور اگر کچھ خوبیاں ہیں تو وہ سب میرے پروردگار علیم وخبیر کی عطاء کردہ ہیں۔ کیونکہ میں نہ تو کوئی مشاق مصنف ہوں اور نہ ہی ادیب' فقط ادنیٰ سا طالب علم ہوں۔ بس السعی منّی والاتمام من اللہ وما توفیقی الا باللہ۔

ہر صاحبِ ایمان کے لیے اس کتاب کا مطالعہ باعثِ برکت وسکون اور ایمان کی مضبوطی کا سبب ہے۔ اللہ رب العزت اپنے حبیب مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل میری اس حقیر علمی وقلمی خدمت کو اپنے فضل وکرم سے شرفِ قبولیت عطاء فرمائے اور اس کو میرے لیے اور میرے والدین مرحومین' میرے مشائخ عظام' اساتذہ کرام اور تلامذہ واحباب سب کے لیے سامانِ آخرت وذریعہ مغفرت بنائے۔ آمین

اللہ کا ہے انعام' محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا ہے
اک صاحبِ ایماں پہ یوں لطف ہوا ہے

احقر العباد
سراپا تقصیر: محمد یوسف کیفی

Marfat.com

☆کلماتِ تشکر☆

☆ اللہ رب العزت اور محبوب رب العالمین ﷺ کے بعد والدین کریمین ک نام جو میری پیدائش اور تربیت کا وسیلہ بنے۔ اللہ تعالیٰ ان کے جنت میں درجاتِ بلند فرمائے۔آمین!

☆ فیضانِ اولیاء پیارے وطن عزیز پاکستان اور اُمتِ مسلمہ کے نام جس کا میں فرد ہوں اور جو میری پہچان ہے۔

☆ سیّدی مرشدی قدوۃ الاولیاء منبع رشد و ہدایت حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن صدیقی نقشبندی مجددی مدّ ظلہ العالی کے نام جن کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی کی بناء پر مجھے یہ کتاب تالیف کرنے کا حوصلہ ملا۔

جملہ رفقائے محترم بالخصوص جناب حافظ شبیر احمد صاحب مدظلہ العالی' فضیلۃ الشیخ حضرت سیّد یوسف ہاشم الرفاعی مدظلہ العالی' جناب محمد یوسف بختاور صاحب مدظلہ العالی' جناب الحاج صوفی محمد لطیف صاحب' جناب صاحبزادہ حافظ ڈاکٹر عتیق الرحمٰن صاحب صدیقی نقشبندی مجددی' محترم جناب ریاض احمد ڈوگر صاحب' پرنسپل جناب محترم عطاء اللہ خان صاحب' وائس پرنسپل جناب احسن رضا ہاشمی صاحب' محترم جناب رانا محمد ادریس صاحب' جناب حافظ امداد اللہ محمود صاحب مدظلہ العالی' جناب علامہ ڈاکٹر احمد علی سراج صاحب' جناب حافظ محمد عدیل صاحب' جناب پروفیسر قیصر مشتاق صاحب' سپورٹس ٹیچر جناب عبدالستار صاحب' پروفیسر مسز میمونہ مشہود صاحبہ' پروفیسر محمد اکرم شاکر صاحب' پروفیسر محمد نواز صاحب کے نام' جن کی حوصلہ افزائی اور قدر شناسی کی بناء پر مجھے یہ کتاب تالیف کرنے کا حوصلہ ملا۔

☆ تمام قارئین کرام' ناظرین اور ''تجلیاتِ حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ'' پڑھنے

Marfat.com

سمجھنے اور اس پر عمل کرنے والے خوش نصیبوں کے نام جو اس کتاب سے اس استفادہ کر کے عمل صالح کی راہ پر گامزن ہو کر اپنی زندگیوں کو سنواریں گے اور آخرت میں بھی کامیاب و کامران ہوں گے۔ (انشاءاللہ)

☆ تمام موجود اور مرحوم علماء کرام اور ادیبوں کے نام جن کی کتب اور تحریروں سے میں نے خوشہ چینی کی۔ جزاہم اللہ تعالیٰ!

☆ پسرانِ باسعادت محمد شہباز، سہیل اختر، محمد نعیم، محمد ابراہیم، دختران نیک اختران، رفیقہ حیات اور برادرم محمد یٰسین صاحب کے نام جو اس کتاب کی تیاری میں ممد و معاون ثابت ہوئے۔

☆ کتاب کے ناشر جناب سیّد محمد شجاعت رسول قادری، اس کتاب کے کمپوزرز اور آرٹسٹ کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں، جنہوں نے کتاب کے حسن میں عملاً حصہ لے کر زادِ آخرت بنایا۔ اس کی طباعت میں جو حسن و کمال کارفرما ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد ناشر کی سرپرستی اور مخلصانہ توجہ کا نتیجہ ہے۔

جزاھم اللہ تعالیٰ عنا وعن جمیع المسلمین۔

☆ آخر میں عاجز مؤلف ان تمام حضرات کی کرم فرمائیوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہے، جنہوں نے اپنا قیمتی وقت حرج کر کے اس کتاب کی ترتیب و تصنیف کے سلسلہ میں تحریری، تقریری، قولی، فعلی اور اخلاقی امداد فرما کر ''تجلیات حضرت سیّدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ'' سے اپنی دلی محبت کا ثبوت فراہم کیا۔

اے خدائے ہر بلند و پستی
شش چیز عطا بکن ز ہستی
ایمان و امان و تن درستی
علم و عمل و فراخ دستی (سیدابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ)

دعاگو:
محمد یوسف کیفی (ایم۔اے)

Marfat.com

☆خصوصی تعاون واشتراک☆

ہم

☆ جناب محترم محمد یوسف صاحب (والد محترم جناب قاسم نعمان صاحب' رضوان یوسف صاحب)

☆ والدہ محترمہ (جناب قاسم نعمان صاحب اور رضوان یوسف صاحب)

☆ محترم جناب قاسم نعمان صاحب

☆ زوجہ محترمہ (جناب قاسم نعمان صاحب)

☆ محترم جناب رضوان یوسف صاحب

☆ بہت ہی پیاری بیٹی محترمہ تحسین یوسف

کے شکر گزار ہیں کہ جن کے خصوصی تعاون واشتراک سے کتاب ہذا کی طباعت میں سہولت میسر آ سکی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو دین و دنیا کے کاموں میں آسانیاں عطاء فرمائے۔ ان کے جان و مال' عمر اور علم و عمل میں برکتیں عطاء فرمائے۔ ان کو ہمیشہ صحتِ کاملہ سے نوازے اور ان سب کو صحت و تندرستی والی عمرِ خضر علیہ السلام عطاء کرے۔ آمین!

☆ ہم والدہ محترمہ (جناب قاسم نعمان صاحب) کے لیے خصوصی دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ اور عاجلہ عطاء فرمائے' آمین یارب العالمین!

☆ بہت ہی پیاری بیٹی تحسین یوسف کے لیے بھی دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں خصوصی برکت عطاء فرمائے' آمین!

☆ اور جناب قاسم نعمان صاحب کے کاروبار میں برکت عطا فرمائے آمین۔

Marfat.com

برائے ایصالِ ثواب (والدین کریمین جناب ابوقاسم محمد یوسف صاحب)

(۱) عنایت علی والد محترم مرحوم

(۲) اللہ رکھی والدہ محترمہ مرحومہ

اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو منور فرمائے' کشادہ فرمائے اور جنت کے باغات میں سے ایک باغ بنائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

☆ اللہ تعالیٰ تمام مؤمنین اور مؤمنات کی مغفرت فرمائے' آمین!

☆ یا اللہ! ہمیں علم نافع عطاء فرما اور اس میں خیر و برکت عطاء فرما' آمین!

☆ یا اللہ! ہمارے اعمال میں اخلاص پیدا فرما اور اُنہیں قبول فرما کر ہمارے نامۂ اعمال میں درج فرما! ہماری لغزشوں کو معاف فرما' ہمیں اپنے والدین کریمین کا فرماں بردار اور اطاعت گزار بنا' یا اللہ! ہمارے والدین پر رحم کر! ان کی بخشش فرما اور ان کو اپنی رضا اور خوشنودی عطاء فرما اور ان پر اپنے لطف و کرم کی بارشیں برسا' آمین یا رب العالمین!

دہر کو سیرتِ سرکار سکھا دی جائے
سنگ باری جو کرے کوئی دُعا دی جائے
جو ہیں محرومِ ثناء خوانیِ شاہِ بطحا ﷺ
یا خدا! اُن کو بھی توفیقِ ثناء دی جائے

(محمد اکرم رضا)

دعا گو:

فقیر حقیر سراپا تقصیر:

محمد یوسف کیفی (ایم۔اے)

Marfat.com

☆تقریظ☆

معروف دانشور، مشہور ماہر تعلیم، تجربہ کار اُستاذ، مخزن علم و حکمت، محقق، عاشقِ رسول ﷺ، صاحبِ علم و عرفان محترم جناب عطاء اللہ خان، سلطان احمد صاحب، پرنسپل پاکستان انگلش سکول و کالج، جلیب الشیوخ، کویت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

تصنیف و تالیف اور فکر و ادب کے حوالے سے محمد یوسف کیفی کا نام محتاجِ تعارف نہیں۔ کویت میں ان کی تحریریں تواتر سے اخبارات اور رسائل و جرائد کی زینت بن رہی ہیں۔ ان کا قلم صداقت کے گلہائے رنگا رنگ صفحۂ قرطاس پر منتقل کرتا ہے۔ ان کی کتب اور مقالات میں تحقیقی عنصر بطورِ خاص غالب نظر آتا ہے۔ تحقیق محض ایک لفظ نہیں بلکہ اس کے پس پردہ برسوں کی فکری ریاضت کارفرما ہوتی ہے۔ میرے لیے یہ بڑی سعادت ہے کہ میں آج ان کی نئی کتاب ''تجلیات حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ'' پر تقریظ لکھ رہا ہوں۔ محمد یوسف کیفی صاحب میرے سکول و کالج کے سینئر استاد اور صدر شعبۂ اسلامیات ہیں۔ اس کتاب سے پہلے ان کی سات کتابیں ''تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ، شوقِ ناتمام، عبرتناک قرآنی قصے، سیرتِ رسولِ ہاشمی ﷺ، تذکرہ قرآنی خواتین اور سبق آموز قصے، تجلیات حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور تجلیات حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ'' قارئین کرام سے دادِ تحسین حاصل کر چکی ہیں اور اس کے علاوہ ان کی کئی کتابیں زیرِ طباعت اور تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں۔ کیفی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے نورانی اور روحانی اقدار کے ساتھ ساتھ نظریاتی اقدار سے بھی جی بھر کر نوازا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریریں دلوں کی وادیوں میں بہت جلد اپنا مقام بنا لیتی ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت میرے فاضل

Marfat.com

دوست محترم جناب محمد یوسف کیفی صاحب کواور زیادہ نورانی قوت، روحانی طاقت اور علم وعمر میں برکت کے ساتھ علمی تحقیقی زورِ قلم کے ساتھ دینِ اسلام کی خدمت میں قبول فرمائے۔آمین یارب العالمین!

زیرِنظر تصنیف ''تجلیات حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ'' خلیفہ راشد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی سیرتِ طیبہ کے احوال پر مشتمل ایک مکمل، جامع اور مستند کتاب ہے۔اور خلیفۂ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ کو بڑے پیارے اور خوبصورت انداز میں تحریر کیا ہے۔تحریر کے دلنشین اندازِ بیان وحسن اسلوب اور الفاظ کی جامعیت نے کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔اس کے علاوہ یہ کتاب دینی اور تاریخی اہمیت کی حامل، جامع اور مستند حوالوں سے ترتیب دی گئی ہے۔اور یہ مصنف کتاب کا خاصہ ہے کہ ہر واقعہ نہایت عرق ریزی، جانفشانی اور عام فہم زبان میں تحریر کرتے ہیں۔

میرے علم کے مطابق یہ ایک ایسی جامع اور نافع تالیف ہے جو اپنی خصوصیت میں انفرادیت کا درجہ رکھتی ہے۔انشاءاللہ ہر خاص وعام اس کی قدر کریں گے اور عنداللہ شرفِ قبولیت کے ساتھ شائع ہوتی رہے گی۔اس حصولِ سعادت پر محترم جناب محمد یوسف کیفی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست وبازو بن کر اسلام کے پرچم کو پورے خطۂ ارض پر لہرانے کا عزمِ صمیم کرلیا۔اور اس عظیم مقصد کی خاطر ہر قسم کے مصائب اور مشکلات کو خندہ پیشانی سے قبول فرمایا۔یہی وجہ ہے کہ سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کرام کو آسمانِ ہدایت کے ستارے قرار دیا۔ان میں سے جس کے دامن سے وابستگی ہوجائے، ہدایت کا حصول ممکن ہی نہیں، ضروری ہوجاتا ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فضائل وکمالات کے حامل ہیں، لیکن ان میں سے چاروں خلفائے راشدین کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

Marfat.com

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اسلام کے لیے بے بہا دولت خرچ کرنے کا اعزاز رکھتے ہیں، وہاں آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ رضی اللہ عنہ کے عقد نکاح میں آئیں۔

ان پاکیزہ شخصیات کی سیرت اور خدمات سے آگاہی حاصل کرنا اپنے مستقبل کو سنوارنے کے ساتھ ساتھ اپنے ایمان کو تازگی بخشنا بھی ہے۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے اخلاق وفضائل، خدماتِ اسلام اور ان کے عہد میں ان کے سیاسی وانتظامی معاملات، فہم وفراست، حسن تدبر اور علمی کارناموں پر یہ تحقیقی تصنیف ہے۔ اور یہ کتاب خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمتوں کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہیں۔ یہ تصنیف نامور صاحبِ قلم، ممتاز محقق اور صاحب اسلوب، انشاء پرداز جناب محمد یوسف کیفی کی کاوشِ علمی کا کمال ہے، جس میں اُنہوں نے حقائق اور تاریخ کو یکجا کر کے اصحابِ ذوق کی رہنمائی کے لیے سامان مہیا کر دیا ہے ع

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

میں ان کی اس عظیم کاوش پر ان کو اپنی طرف سے، سکول انتظامیہ اور تمام اساتذہ کرام کی طرف سے دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اللہ رب العزت کے حضور دُعاگو ہوں کہ ان کی یہ کاوش ان کے لیے آخرت میں ذریعۂ نجات ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اہلِ بیت رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

دُعاگو:

عطاء اللہ خان سلطان احمد

پرنسپل پاکستان انگلش سکول وکالج، کویت

Marfat.com

☆تصانیف محمد یوسف کیفی.....محمد اقبال سندھو ملتانی

☆(شاعر کی نظر میں)☆

یہ کسی عافیت سے کم تو نہیں
جو حقائق سمو دیئے تو نے
مستند معتبر کتابوں میں
سچے موتی پرو دیئے تو نے
ایسی شفاف ، آبیاری کی
بیج نسبت کے بو دیئے تو نے
روح کو کر دیا تر و تازہ
خشک دیدے بھگو دیئے تو نے
نثر پڑھنے سے جو گریزاں ہیں
ان کو نشتر چبھو دیئے تو نے
اپنی دانست سے چنے نسخے
ایک کے بدلے سو دیئے تو نے
زنگ سا چڑھ رہا تھا سوچوں پر
پھر خیالات دھو دیئے تو نے
جو ہمہ صفت قیمتی موتی
اپنے احباب کو دیئے تو نے
اُن کو اقبالؔ سر پہ رکھے گا
یہ تحائف ہیں جو دیئے تو نے
درس و تدریس کام ہے ان کا

Marfat.com

کتنا اعلیٰ مقام ہے ان کا
خوش نصیبوں میں نام ہے ان کا
چونکہ نازک اندام ہے ان کا
چاق و چوبند گام ہے ان کا

جیسی نیت مراد ہے ویسی
گل سے گلدستہ بن گئی ہستی
جب سے یوسف کو مل گئے کیفی
قادری نقشبندی و چشتی

صوفیانہ نظام ہے ان کا

اس کو کہئے نظر کی جولانی
یا بلاغت کی ورق گردانی
اس کی تمہید بھی ہے طولانی
ہاتھ میں ہے قلم جو سلطانی

اک طرح فیضِ عام ہے ان کا

دیکھ کر علم کی یہ گہرائی
ہیچ لگتی ہے کوہ پیمائی
قابلِ رشک ہے پذیرائی
جو چھلکتی ہے اس کی رعنائی

حاصلِ ابتسام ہے ان کا

پھر فصاحت کا باب دیکھ لیا
ایک دلکش سا خواب دیکھ لیا
پُرشکوہ آفتاب دیکھ لیا
عرضِ دل نے جواب دیکھ لیا

آج ماہِ تمام ہے ان کا

Marfat.com

طرزِ تحریر ٹھوس اور سادہ
لوگ تقلید پر ہیں آمادہ
علم و عرفان کا کھلا جادہ
دے خدا اِن کو اور بھی زیادہ
یہ جو شیریں کلام ہے اِن کا

سیرتِ ہاشمی، ﷺ کو پڑھ کے لگا
ہے یہی اِرتقائے فہم و ذکا
تذکرہ نقشبندیہ کی عطاء
قصے قرآنی اعلیٰ و اولیٰ
کوبکو احترام ہے ان کا

تم بھی اقبالؔ ان کو شیخ کہو
ان کی خدمت میں پیش پیش رہو
ان کے دستِ عطاء کو سر پہ رکھو
باوضو ان کے ساتھ ساتھ چلو
مُرشدوں میں قیام ہے ان کا

یہ منظوم محمد یوسف کیفی کی کتب ''تذکرہ نقشبندیہ مجدّدیہ مجیدیہ' سیرتِ رسولِ ہاشمی ﷺ اور عبرتناک قرآنی قصے'' کی تقریب رونمائی پر پڑھا گیا' جو مؤرخہ ۴' اپریل ۲۰۰۸ء کو ''اقبال ہال'' پاکستان اسکول وکالج' جلیب الشیوخ' کویت میں منعقد کی گئی تھی۔

(محمد اقبال سندھو ملتانی) کویت ۰۴-۰۴-۲۰۰۸

Marfat.com

☆ارشادِ باری تعالیٰ☆

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ج (الفتح:۱۰)

ترجمہ: ''(اے حبیب ﷺ!) بے شک جو لوگ آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں' ان کے ہاتھوں پر (آپ ﷺ کے ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ ہے''۔

☆فرمانِ رسولِ رحمت ﷺ☆

(حضرت ابوبکر صدیق' عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے بارے میں)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول کریم ﷺ فرمانے لگے کہ آج کی رات ایک نیک شخص کو خواب میں دکھلایا گیا کہ جیسے ابوبکر رضی اللہ عنہ' رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ لٹکے ہوئے' یعنی جُڑے ہوئے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ' ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ' عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ہم لوگ (یہ سن کر) رسول کریم ﷺ کی مجلس مبارک سے اُٹھے تو (اپنے اجتہاد اور ظنِ غالب کے مطابق) ہم نے (آپس میں) کہا کہ ''نیک شخص'' سے مراد تو خود رسول کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ اور رہا بعض کا بعض کے ساتھ لٹکنا یعنی جُڑنا تو یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ یہ تینوں حضرات (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ' عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ مذکورہ ترتیب کے مطابق یکے بعد دیگرے) اس مشن کے سربراہ ہوں گے' جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نبی کریم ﷺ کو اس دنیا میں بھیجا ہے''۔ (ابوداؤد شریف)

حضرتِ بوبکر رضی اللہ عنہ و فاروق رضی اللہ عنہ و غنی رضی اللہ عنہ و مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
مصطفےٰ صلِ علیٰ کی چار یاری واہ وا!

Marfat.com

☆حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ☆

جانشینِ احمدِ مختار، ذوالنورین ہیں
روحِ فطرت، صاحبِ کردار، ذوالنورین ہیں
کر دیا محفوظ قرآن کو ہمیشہ کے لیے
سطوتِ ایمان کا اظہار، ذوالنورین ہیں
نطقِ احمد سے ملی تھی جن کو جنت کی نوید
ہاں وہ دامادِ شہِ ابرار، ذوالنورین ہیں
کشتِ ایماں کو دیا نم اپنے خونِ پاک سے
جانِ عرفان حلم کا شہکار، ذوالنورین ہیں
لاج پر جن کی حیاء آنے لگی جبریل کو
وہ دعائے احمدِ مختار، ذوالنورین ہیں
جان تو دے دی مگر ملت کو ٹکڑے نہ کیا
ملتِ اسلام کے غم خوار، ذوالنورین ہیں
سرورِ کونین نے ان کو نوازا بارہا
مردِ کامل، صاحبِ اسرار، ذوالنورین ہیں
ان کی عظمت کا امیں ہے "جیشِ عسرت" اے رضاؔ!
بحرِ حق کے گوہر شہوار ذوالنورین ہیں

(محمد اکرم رضاؔ)

Marfat.com

☆امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ☆

☆ زمانۂ خلافت: محرم ۲۴ ہجری تا ذوالحجہ ۳۵ ہجری/نومبر ۶۴۴ء تا ۱۷ جون ۶۵۶ء☆

☆ ''ہر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک رفیق ہے اور میرے رفیق جنت میں عثمان رضی اللہ عنہ ہیں''۔

(ترمذی شریف)

☆ ''شاید خداوند تعالیٰ تجھ کو ایک قمیص پہنائے (یعنی خلعتِ خلافت عطاء فرمائے) پھر اگر لوگ تجھ سے مطالبہ کریں کہ اس قمیص کو اتار ڈال تو ان کی خواہش سے اس قمیص کو نہ اُتارنا (یعنی خلافت کو ترک نہ کرنا)۔

(مشکوٰۃ مترجم جلد سوم ص ۲۵۴۔۲۵۵، ترمذی، ابن ماجہ)☆

☆ ''کیا میں اُس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں، یعنی عثمان سے''۔(مسلم شریف)☆

☆ نام: عثمان (رضی اللہ عنہ)☆

☆ کنیت: ابوعبداللہ، ابوعمر☆

☆ لقب: ذوالنورین (دونوروں والا)☆

☆ والدِ ماجد: عفان بن ابی العاص☆

☆ والدۂ ماجدہ: اَروٰی بنت کریز☆

☆ مدتِ خلافت: ۱۲ دن کم ۱۲ سال (گیارہ سال گیارہ مہینے اور ۱۸ دن)☆

☆ مورثِ اعلیٰ: اُمیہ بن عبد شمس☆

☆ مقام: جامع القرآن (پوری اُمت کو ایک قرآن پر متحد کرنے والے، دین کے سب سے بڑے خادم)☆

Marfat.com

☆ابتدائی حالات☆

☆نام ونسب☆

آپ رضی اللہ عنہ کا نامِ نامی اسم گرامی عثمان بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصیٰ تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اروٰی بنت کریذ بن ربیعہ ابنِ حبیب بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصیٰ تھیں.....اروٰی کی والدہ اُم حکیم (طبقات ابن سعد میں اُم حکم لکھا ہے) جن کا نام البیضا بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ابن قصیٰ تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعمرو تھی' جب اسلام قبول کیا تو حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے یہاں ایک بیٹا پیدا ہوا' جس کا نام اُنہوں نے عبداللہ رکھا اور اسی نام سے اپنی کنیت رکھ لی۔ مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو ''ابوعبداللہ'' کے نام سے پکارا۔ (طبقات ابن سعد) آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کی شادی ہوئی تھی۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ ''ذوالنورین'' (دونوروں والا) کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔

☆خاندان☆

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے مورثِ اعلیٰ اُمیہ بن عبدالشمس قریش کے بڑے دبدبہ وشکوہ کے رئیس تھے۔ پانچویں پشت پر آپ رضی اللہ عنہ کا نسب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ ماں کی طرف سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ اور بھی قریب ہے۔ ''اروٰی'' حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی اُم حکیم البیضا (بنت عبدالمطلب) کی بیٹی تھیں۔ یوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن کے لڑکے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد

Marfat.com

تھے۔

بنواُمیہ کا خاندان زمانۂ جاہلیت سے نہایت معزز چلا آتا تھا۔ پورے قریش میں بنی ہاشم کے سوا کوئی ان کا ہمسر نہ تھا۔

قریش کا مشہوہ عہدہ ''عقاب'' یعنی فوجی نشان کی علمداری اسی میں تھی۔ بالفاظِ دیگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خاندان شرافت' ریاست اور عزت کے لحاظ سے عرب میں نہایت ممتاز تھا۔ (تاریخ اسلام از شاہ معین الدین احمد ندوی)

☆ پیدائش ☆

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے چھٹے سال یعنی ہجرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سینتالیس (۴۷) سال قبل پیدا ہوئے۔ بچپن کے زیادہ حالات پردہ خفا میں ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بچپن ہی میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔

☆ ذریعۂ معاش ☆

معاش کا ذریعہ تجارت تھا' اس میں اپنی امانت و دیانت اور راست بازی سے اتنی ترقی کر لی تھی کہ قریش کے دولت مند ترین لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ دولت و ثروت کی وجہ سے ''غنی'' کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ اسلام سے پہلے بھی آپ اپنی صداقت' دیانت اور خوش معاملگی کے لیے مشہور تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا چونتیسواں سال تھا کہ اسلام کا ظہور ہوا۔

☆ حلیہ مبارک ☆

آپ رضی اللہ عنہ میانہ قد' ہلکے چیچک کے نشان کے ساتھ خوبصورت شخص تھے۔ ڈاڑھی گھنی تھی' اس کو حنا سے رنگین رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ہڈی چوڑی تھی۔ رنگت میں سرخی جھلکتی تھی۔ پنڈلیاں بھری بھری تھیں' ہاتھ لمبے لمبے تھے' جسم پر بال تھے' سر کے بال گھنگھریالے تھے' دونوں شانوں میں زیادہ فاصلہ تھا۔ دانت بہت خوبصورت تھے۔ کنپٹی کے بال بہت نیچے تک آئے ہوئے تھے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن حزم کا قول ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوبصورت کسی مرد یا عورت کو نہیں دیکھا۔ (تاریخ اسلام از مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ قبولِ اسلام ☆

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گہرے مراسم تھے' صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ نے انہیں اسلام کی طرف مائل کرلیا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی منجھلی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا عقد ان کے ساتھ کردیا۔ (اصابہ واسد الغابہ) ابن سعد رقمطراز ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ' زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے نشانِ قدم پر نکلے۔ دونوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں پر اسلام پیش کیا۔ اُنہیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ حقوقِ اسلام سے آگاہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے بزرگی کا وعدہ کیا' تو دونوں ایمان لے آئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں حال ہی میں شام سے آیا ہوں۔ ہم لوگ معان اور الزرقا کے درمیان قریب قریب سو رہے تھے کہ ایک منادی ہمیں پکارنے لگا کہ اے سونے والو! جلدی ہوا کی طرح چلو' کیونکہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے میں آ گئے۔ یہاں آئے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا۔

عثمان رضی اللہ عنہ کا اسلام قدیم تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دارالارقم میں داخل ہونے سے پہلے آپ مسلمان ہوئے۔ (طبقات ابن سعد)

☆ قبولِ اسلام کے بعد آپ رضی اللہ عنہ پر جبر وتشدد ☆

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خاندان ان دنوں اسلام کا سخت دشمن تھا۔ آپ دینِ حق کے حلقہ بگوش ہوئے تو اعزہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو کڑی کڑی سزائیں دیں۔ لیکن آپ کی ثابت قدمی میں فرق نہ آیا۔ کچھ عرصہ تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بنوامیہ کے مظالم برداشت کرتے رہے۔ جب ہجرت کی اجازت ملی تو اپنی اہلیہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو لے کر حبشہ چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد وہاں یہ افواہ اُڑی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشرکین کے ساتھ صلح ہوگئی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور دیگر مہاجرین واپس آ گئے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ خبر غلط تھی'

Marfat.com

بہت سے مسلمان پھر حبشہ چلے گئے' لیکن آپ رضی اللہ عنہ مکہ ہی میں مقیم رہے' پھر چند دنوں کے بعد ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے۔ (طبقات ابن سعد)

☆ سخاوت و دریا دلی ☆

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بڑے کشادہ دل اور فیاض تھے۔ مالی جہاد میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دولت سے مسلمانوں کو بڑا فائدہ پہنچا۔ مدینہ شریف میں میٹھے پانی کا صرف ایک ہی کنواں تھا جو ''بئر رومہ'' کہلاتا تھا۔ یہ کنواں ایک یہودی کی ملکیت تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی تکلیف دیکھی تو 20 ہزار درہم دے کر یہ شیریں کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ جنگِ تبوک میں دس ہزار دینار نقد کے علاوہ ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے ساز و سامان سمیت دیئے تھے۔ (الاستیعاب ج ۲ ص ۴۸۸) اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آج کے بعد عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اُس کا کوئی عمل نقصان نہیں پہنچا سکے گا''۔

☆ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں توسیع کی ضرورت ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے 25 ہزار درہم کے لگ بھگ رقم سے جگہ خرید کر دی۔ خانہ کعبہ کی توسیع کے لیے قریباً دس ہزار میں زمین خریدی۔

☆ غزوات میں شرکت ☆

مدینہ آنے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں شریک ہوئے تھے۔ بدر میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی علالت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روک دیا تھا اور فرمایا تھا کہ تمہیں جنگ میں شرکت کا ثواب اور مالِ غنیمت دونوں ملیں گے۔ (صحیح بخاری و ترمذی)

غزوۂ اُحد میں بھی شریک ہوئے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی جھوٹی خبر (افواہ) سن کر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاؤں اُکھڑ گئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ان ہی میں سے تھے ان کو سخت قلق تھا۔ جب وحی الٰہی نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بری قرار دیا اُس وقت آپ رضی اللہ عنہ کو اطمینان ہوا۔ حدیبیہ کی صلح سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر مکہ بھیجا۔ قریش نے آپ رضی اللہ عنہ کو روک لیا۔ افواہ پھیل گئی کہ آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا

Marfat.com

گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے خون کا انتقام لینے کے لیے سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیعت لی جسے ''بیعتِ رضوان'' کہتے ہیں۔ حضرت عثمان کے لیے یہ ایک عظیم شرف ہے۔

اس موقع پر حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کہہ کر اپنے دائیں ہاتھ پر مارا اور اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت لی۔ یہ شرف کسی اور صحابی رضی اللہ عنہ کو نصیب نہ ہوا۔ اس منظر کو دیکھ کر ایک صحابی بول اُٹھے:

''عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے نبی ﷺ کا ہاتھ خود ان کے ہاتھ سے بہتر ہے''۔

اسی بیعت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ''اللہ ان سے بیعت کرنے والوں سے راضی ہو گیا۔

۱۰ ہجری میں آنحضور ﷺ کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فریضۂ حج ادا کیا' آپ رضی اللہ عنہ زمانۂ رسالت میں کاتبانِ وحی میں سے بھی تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید حفظ کر رکھا تھا۔ آنحضور ﷺ کے تمام اہم مشوروں میں جہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شریکِ مجلس ہوتے تھے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ہوتے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مجلسِ شوریٰ کے ممتاز رکن رہے۔

عشرۂ مبشرہ میں شمار

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے' جن کو نبی کریم ﷺ نے نام بنام جنت کی بشارت دی تھی' یہ حضرات عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔

☆ انتخابِ خلافت ☆

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سفرِ آخرت کے وقت لوگوں کے اصرار سے منصبِ خلافت کے لیے ''عشرہ مبشرہ'' میں سے چھ اصحاب رضی اللہ عنہم: حضرت علی' حضرت عثمان غنی' حضرت زبیر بن عوام' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم کی مجلسِ شوریٰ نامزد کر دی کہ ان میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کر لیا جائے اور تاکید کی کہ میری وفات کے تین روز کے اندر اندر باہمی مشورہ سے انتخاب کا فیصلہ ہونا

Marfat.com

چاہیے۔(ابن سعد ''تذکرہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ'')

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اُن دنوں مدینہ میں نہ تھے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اگر وہ ان ایام میں آ جائیں تو اُنہیں شریکِ مشاورت کرنا' ورنہ اُن کے بغیر ہی فیصلہ طے کر لینا' کثرتِ آراء پر عمل کرنا' آراء برابر ہوں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ثالث بنا کر اُن سے فیصلہ کرانا' لیکن اُن کا خلافت میں کوئی حق نہیں' اگر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فیصلہ قبول نہ ہو تو اُس فریق کی رائے ماننا جس میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہوں''۔(تاریخِ طبری)

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین کے بعد انتخاب کا مسئلہ پیش ہوا' اور دو دن تک اس پر بحث ہوتی رہی' لیکن کچھ فیصلہ نہ ہوا۔ آخر تیسرے دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تجویز پیش کی کہ وصیت کے مطابق خلافت چھ آدمیوں میں دائر ہے' لیکن اس کو تین شخصوں میں محدود کر دینا چاہیے اور جو اپنے خیال میں جس کو مستحق سمجھتا ہے' اس کے حق میں دست بردار ہو جائے۔ اس پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں' حضرت سعد رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہو گئے۔ ان تینوں میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا:

''میں اپنا حق چھوڑتا ہوں' اس لیے اب یہ معاملہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر منحصر ہے اور ان دونوں میں سے جو کتاب اللہ تعالیٰ' سنتِ رسول اللہ اور سنتِ شیخین کی پابندی کا عہد کرے گا' اُس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی۔

بعد ازاں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ دونوں اپنا فیصلہ میرے ہاتھ میں دے دیں' چنانچہ انتخاب کا اختیار اُن کو سونپ دیا گیا''۔(طبری)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے علیحدہ علیحدہ ارکانِ مجلس کی رائے لی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی علیحدہ علیحدہ بات چیت کی اور اُن کے

Marfat.com

آئندہ طرزِ عمل کے متعلق متعدد سوالات کیے۔ علاوہ ازیں آپ رضی اللہ عنہ تین روز تک شہر میں عوام وخواص کی رائے بھی پوچھتے رہے۔ حتیٰ کہ دروازوں پر جا کر پردہ نشین خواتین سے بھی پوچھا۔ مدینے میں باہر سے آئے ہوئے لوگوں کی رائے بھی معلوم کی۔ دریں اثناء خود بھی غور وفکر اور دعا واستخارہ میں مصروف رہے۔ بالآخر تین دن کے غور وخوض اور صلاح ومشورہ کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ کوئی مخالف صدا نہ اُٹھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بیعت کرتے ہی سب نے والہانہ شوق کے ساتھ بیعت کی۔ بیعتِ عام کے بعد محرم ۲۴ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سریر آرائے خلافت ہوئے۔ اُس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک تقریباً ستر سال تھی۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۴۲)

شہادتِ عمر رضی اللہ عنہ اور بیعتِ عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیانہ ایام میں حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق امامتِ نماز کے فرائض انجام دیتے رہے۔ (طبری)

مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور لوگوں کو عملِ صالح کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

''چند روزہ جاہ وجلال پر مائل ہو کر شیطان کے پھندے میں نہ پھنسو اور اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں گزارو''۔

☆ خلافتِ عثمانی رضی اللہ عنہ میں پہلا مقدمہ ☆

زمامِ خلافت سنبھالتے ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سامنے سب سے پہلا مقدمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے قصاص کا پیش ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قاتل ''ابولولو فیروز'' نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد فوراً اُسی خنجر سے خودکشی کر لی تھی۔ لیکن بعض واقعات کی بناء پر عبیداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو شک تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت ایک سازش کا نتیجہ تھی جس میں ابولولو کے ساتھ حیرہ (عراق) کا ایک عیسائی جفینہ اور ہُرمُزان (جواب مسلمان ہو چکا تھا) بھی برابر کے شریک تھے۔ اس شک کو عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے بیان نے مزید تقویت دی

Marfat.com

کہ ایک شام اُنہوں نے فیروز ابولولوٴ ہرمزان اور جفینہ کو ایک ساتھ بیٹھے مشورہ کرتے دیکھا تھا۔ اُن کے قریب جانے سے جب وہ گھبرا کر اُٹھے تو اُن میں سے کسی کے پاس سے خنجر گر پڑا' جو حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے بیان کے مطابق بعینہٖ اُسی طرح کا تھا جس سے فیروز نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر وار کیے اور جس سے اُس نے خودکشی کر لی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے غیظ و غضب میں اُن کو قتل کر دیا' اس کے لیے بیعتِ خلافت کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ عبیداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو قصاص میں قتل کر دینا چاہیے کہ اُن کا جرم ثابت ہے اور اُن کو قانون ہاتھ میں لینے کا حق نہ تھا۔ لیکن بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی مخالفت کی کہ یہ بات ہرگز مناسب نہیں کہ کل عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور آج اُن کے بیٹے کو قتل کر دیا جائے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مقتولین کے وارثوں کو خون بہا دے کر قتل معاف کر دینے پر راضی کر لیا اور اپنے پاس سے خون بہا ادا کر کے اس قضیہ کو ختم کر دیا۔

☆عثمانی رضی اللہ عنہ فتوحات☆

جہاں کو ہے یاد ان کی رفتار اب تک
کہ نقشِ قدم ہیں نمودار اب تک
ملایا میں ہیں ان کے آثار اب تک
انہیں رو رہا ہے ملیبار اب تک
ہمالہ کو ہیں اُن کے واقعات اَزبر
نشان اُن کے باقی ہیں جبرالٹر پر

(مولانا الطاف حسین حالی)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں شام اور مصر اور ایران کو فتح کر کے ممالک محروسہ

Marfat.com

میں شامل کرلیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ نظم ونسق کو بحال رکھنے کے لیے قوانین وضع کیے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے میدان صاف تھا۔ اُنہوں نے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی نرمی اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سیاست کو اپنا شعار بنالیا اور ایک سال تک قدیم طریقِ نظم ونسق میں کوئی تبدیلی نہ کی۔ البتہ خلیفۂ سابق کی وصیت کے مطابق حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی جگہ کوفہ کا والی بنا کر بھیجا۔ یہ پہلی تقرری تھی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے عمل میں آئی۔

خلافتِ عثمانی کے ابتدائی چند سالوں میں مملکت اسلامیہ میں امن وامان قائم رہا۔ ملک کا نظام بہت خوش اسلوبی سے چلتا رہا۔ فتوحات کا سلسلہ جاری رہا اور اسلامی سلطنت کی حدیں مشرق اور مغرب دونوں طرف سے وسیع ہوتی چلی گئیں۔ (ابن اثیر ج ۳ ص ۶۱)

☆فتح ایران کی تکمیل☆

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایران کا بیشتر حصہ فتح ہو چکا تھا۔ مگر بعض علاقے پوری طرح مطیع نہیں ہوئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے کچھ دن بعد فارس میں بغاوت ہوئی۔ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ جو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی جگہ بصرہ کے گورنر مقرر کیے گئے تھے۔ فوراً فارس پہنچے اور اس علاقہ کو پوری طرح زیر کرلیا۔ اس عرصہ میں سعید بن العاص رضی اللہ عنہ حاکم کوفہ نے طبرستان کو دوبارہ فتح کرنے کے بعد نیشاپور کا محاصرہ کرلیا۔ ایک ماہ کے بعد وہاں کے حاکم کو اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا۔ ایران کا بدقسمت بادشاہ یزدگرد جس کے دل میں ایران کو واپس لینے کی تڑپ آخری دم تک زندہ رہی' ۳۱ھ میں ایک چکی والوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ کاشانۂ خسروی کے اس آخری چراغ کے گل ہونے سے ایران کا باغی عنصر دب گیا اور ایران کی فتح مکمل ہوگئی۔

سر بکف میدان میں آ جوشِ ایمانی کے ساتھ
قوم کی رنگت بدل دے اپنی قربانی کے ساتھ

☆مشرق میں فتوحات☆

فتح ایران کی تکمیل کے بعد عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے مشرق کی طرف فوجیں روانہ

Marfat.com

کیں۔تھوڑے ہی عرصہ میں کرمان' سیستان' طخارستان' ہرات' غزنی اور کابل کے علاقے فتح ہو گئے اور اس طرح اسلامی سلطنت کی سرحدیں پاکستان کی سرحد تک آ پہنچیں۔اس عرصہ میں آرمینیا اور آذربائیجان میں بغارت ہوئی' جس کو ولید بن عقبہ نے دبا دیا۔حبیب بن مسلمہ' مسلمہ بن عبدالرحمٰن بن ربیعہ اور سلیمان بن ربیعہ کی کوششوں سے اس سارے علاقے پر تسلط ہوا۔

☆ایشیائے کوچک کی فتح☆

خلافت فاروقی میں ایشیائے کوچک فتح نہیں ہوا تھا۔رومیوں نے وہاں پھر فوجیں جمع کرنی شروع کیں اور خطرہ پیدا ہو گیا کہ یہ لوگ شام پر حملہ کریں گے۔ان کے مقابلہ کے لیے حبیب بن مسلمہ کو بھیجا گیا۔اُنہوں نے عیسائیوں کو شکست دے کر بہت سے شہروں پر قبضہ کرلیا۔اسی دوران میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جوان دنوں شام کے حاکم تھے' ایشیائے کوچک پر حملہ کر کے انطاکیہ اور طرطوس کے درمیانی علاقہ میں بہت سے قلعوں کو فتح کیا اور وہاں اسلامی نوآبادیاں قائم کیں۔

☆فتح طرابلس☆

مہم طرابلس کا اہتمام تو ۲۵ ہجری میں ہی ہوا تھا۔لیکن باقاعدہ فوج کشی ۲۷ھ میں ہوئی۔عبداللہ بن ابی سرح سپہ سالار تھے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دارالخلافت سے بھی ایک لشکر جرار کمک کے لیے روانہ کیا۔جس میں عبداللہ بن زبیر' عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ شامل تھے۔اسلامی فوجیں مدت تک طرابلس کے میدانوں میں معرکہ آراء رہیں۔آخرکار مسلمانوں کی شجاعت' جانثاری اور پامردی کے آگے طرابلس کے جنگجوؤں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔عبداللہ بن ابی سرح نے فوج کے چھوٹے چھوٹے دستے بنا کر تمام ملک میں پھیلا دیئے۔طرابلس کے امراء نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا مقابلہ ممکن نہیں ہے تو عبداللہ بن ابی سرح کے پاس آ کر پچیس لاکھ دینار پر مصالحت کرلی۔(فتوح البلدان بلاذری ص ۲۳۵)

Marfat.com

☆افریقہ کی فتح ۲۷ھ☆

مصر سے متصل شمالی افریقہ کا آباد علاقہ افریقیہ (عربی تلفظ) کہلاتا تھا۔ یہاں بَربَر قوم آباد تھی۔ افریقہ کا بادشاہ قیصر روم کا باجگزار تھا۔ قیصر کے اشارہ سے اس کے قبائل آئے دن مصری سرحدوں پر لوٹ مار کرتے رہتے تھے۔ اس کے سدِ باب کے لیے حضرت عمرو بن العاص حاکمِ مصر نے عبداللہ بن ابی سرح کے پاس ایک مہم بھیجی، جس نے ملحقہ علاقوں کی سرکوبی کی اور کچھ خراج پر وہاں کے باشندوں سے صلح کر لی۔ مگر افریقہ کے حملے پھر بھی جاری رہے۔

۲۲ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی سرح کو جو اُس وقت حاکم مصر تھے، افریقہ پر فوج کشی کی اجازت دے دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے وعدہ کیا کہ فتح کی صورت میں خمس (غنیمت کا پانچواں حصہ) ان کو بطور انعام دیا جائے گا۔ ایک لشکر آپ نے مدینہ سے بھیجا اور بعد میں ایک کمک مزید روانہ کی۔ افریقہ کے اجنبی اور دشوار گزار علاقہ میں بربری جنگ آزماؤں سے اُلجھنا آسان کام نہ تھا۔ پندرہ ماہ کے صبر آزما اور خون ریز معرکوں کے بعد دشمن کا زور ٹوٹا۔ افریقہ کا بادشاہ مارا گیا اور ملک عربوں کے زیرِ نگین آ گیا۔

(تاریخ طبری وابن اثیر)

☆قبرص کی جنگ☆

قبرص جس کو اب سائپرس (Cyprus) کہتے ہیں۔ بحرِ روم میں شام کے قریب ایک نہایت زرخیز جزیرہ ہے، یہ یورپ اور روم کی طرف سے مصر و شام کی فتح کا دروازہ ہے۔ مصر و شام کی حفاظت اس وقت تک نہیں ہو سکتی تھی جب تک بحری ناکہ بندی مسلمانوں کے قبضہ میں نہ ہو۔ اس لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافتِ فاروقی ہی میں اس پر فوج کشی کی اجازت طلب کی تھی۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بحری جنگ کے خلاف تھے، اس کے بعد ۲۸ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے باصرار قبرص پر لشکر کشی کی اجازت طلب کی اور اطمینان دلایا کہ بحری جنگ کو جس قدر خوفناک سمجھا جاتا ہے، اس قدر خوفناک نہیں ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ تمہارا بیان صحیح ہے تو حملہ میں مضائقہ نہیں۔ لیکن اس مہم میں

Marfat.com

اسی کو شریک کیا جائے جو اپنی خوشی سے شرکت کرے۔

☆ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بحری بیڑا تیار کرایا اور عبداللہ بن قیس کی زیر قیادت قبرص پر پہلا بحری حملہ کیا۔ قبرص کے باشندے جنگجو نہ تھے۔ اس لیے سات ہزار دینار سالانہ ادا کرنے اور بحری جنگوں میں رومی بیڑوں کی نقل وحرکت کی اطلاع بہم پہنچانے کی شرط پر صلح کر لی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبرص کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ کئی سال تک یہ صلح قائم رہی لیکن ۳۳ھ/۵۴-۶۵۳ء میں اہلِ قبرص نے رومیوں کو امداد دی اور معاہدۂ صلح توڑ دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبرص پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور وہاں باقاعدہ مسلمان فوج اور بحری بیڑا متعین کیا۔ اسی زمانہ میں قیصرِ روم نے پھر مصر پر حملہ کیا۔ لیکن مسلمانوں کے بحری بیڑے نے بروقت امداد کر کے رومیوں کو پسپا کر دیا اور اسکندریہ کے علاقہ میں کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ (تاریخ طبری وکامل ابن اثیر)

☆مسلمانوں کا بحری بیڑا اور عظیم الشان بحری جنگ☆

۳۱ھ میں قیصر روم نے ایک عظیم الشان جنگی بیڑا جس میں قریباً پانچ سو جہاز تھے۔ سواحلِ شام پر حملہ کے لیے بھیجا۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ رومیوں نے مسلمانوں کے مقابلہ میں ایسی عظیم الشان قوت کا مظاہرہ کبھی نہیں کیا تھا۔ امیر البحر (موجودہ عہدہ ایڈمرل Admiral) عبداللہ بن ابی سرح نے مدافعت کے لیے اسلامی بیڑے کو آگے بڑھایا اور سطح سمندر پر دونوں آپس میں مل گئے۔ دوسری صبح کو مسلمانوں نے اپنے تمام جہاز ایک دوسرے سے باندھ دیئے۔ فریقین میں نہایت خونریز جنگ ہوئی' بے شمار رومی مارے گئے۔ مسلمان بھی بہت سے شہید ہوئے لیکن مسلمانوں کے استقلال وشجاعت نے رومیوں کے پاؤں اُکھاڑ دیئے اور ان کی بہت تھوڑی تعداد زندہ بچی۔ قیصرِ روم خود اس جنگ میں زخمی ہوا اور اسلامی بیڑا فاتحانہ شان سے اپنی بندرگاہ پر واپس آیا۔ (ابن اثیر ج ۲ ص ۹۱)

☆ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بحیرہ روم میں اسلامی بحری بیڑے کی بنیاد رکھی۔

☆ مسلمانوں کے پہلے امیر البحر (ایڈمرل Admiral) حضرت عبداللہ بن قیس تھے' اُن کی شہادت کے بعد یہ عہدہ سفیان بن عوف ازدی کو تفویض ہوا۔

Marfat.com

☆متفرق فتوحات☆

قبرص' طرابلس اور طبرستان کے علاوہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں اور بھی فتوحات ہوئیں۔ ۳۱ھ میں حبیب بن مسلمہ فہری نے آرمینیہ کو فتح کر کے اسلامی ممالک محروسہ میں شامل کر لیا۔ ۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قسطنطنیہ تک بڑھتے چلے گئے۔ ۳۲ھ میں عبداللہ بن عامر نے مرو' طالقان' فاریاب اور جورجان کو فتح کیا۔ ۳۳ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ارضِ روم میں حصن المروۃ پر حملہ کیا۔ اسی سال اہلِ خراسان نے بغاوت کر دی۔ عبداللہ بن عامر والیٔ بصرہ نے احنف بن قیس کو بھیج کر اسے فرو کرایا۔ اسی طرح ۳۴ھ میں اہلِ طرابلس نے نقص امن کیا۔ عبداللہ بن ابی سرح نے ایک لشکر جرار کے ساتھ چڑھائی کر اکر انہیں زیر کیا۔ (کامل ابن اثیر)

الغرض خلافت عثمانی میں اسلامی حکومت کی حدود ہندوستان کی سرحد سے لے کر شمالی افریقہ کے ساحل اور یورپ کے صدر دروازہ تک وسیع ہو گئیں۔

مسلمانوں کی یلغاریں کہاں روکے سے رُکتی ہیں
سمندر بھی جو رستے میں پڑے پایاب ہو جائے

☆رومیوں کے زبردست بحری بیڑے کی پسپائی☆

ہم اس کی تفصیل کے لیے جناب مولانا سعید احمد اکبر آبادی کی گرانقدر تصنیف ''عثمان ذوالنورین'' کے صفحات ۹۹ تا ۱۰۱ کا ایک طویل اقتباس پیش کرتے ہیں' تا کہ واقعات کی مکمل تصویر سامنے آ جائے۔ موصوف لکھتے ہیں:

رومی دیکھ رہے تھے کہ اسلام ایک عظیم الشان طاقت سے پھیلتا جا رہا ہے اور کئی ملک ان کے قبضہ سے نکل کر مملکت اسلامی میں داخل ہو رہے ہیں اور اب رومی سلطنت کے بحری مراکز بھی ان کے ہاتھ سے نکلنے لگے ہیں۔ اس بناء پر ۳۴ھ (۶۵۵ء) میں قیصر روم قسطنطین بن ہرقل ایک عظیم بحری بیڑا کے ساتھ جو عام مؤرخین کے بیان کے مطابق پانسو اور ابن اثیر کی ایک روایت کے مطابق چھ سو اور ابن اعثم کی روایت کے مطابق ایک ہزار جہازوں پر مشتمل تھا۔ سواحل شام سے فوج کشی کے خیال سے روانہ ہوا۔ شہنشاہِ روم خود اس

Marfat.com

بیڑا کی قیادت کر رہا تھا اور تمام جہاز اسلحہ اور جنگی ساز و سامان سے لادے ہوئے تھے۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو فوراً ایک طرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جو پورے شام کے گورنر تھے۔ لکھا کہ تمہارے پاس جو شامی لشکر موجود ہے اسے لے کر روانہ ہو جاؤ اور دوسری طرف عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جو مصر کے گورنر تھے' کو حکم بھیجا کہ تم مصر کا لشکر لے کر سمندر میں اترو۔ ابن اعثم کا بیان ہے کہ ان دونوں کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک تیسرا خط عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھی تحریر فرمایا کہ ان دونوں لشکروں کی مدد کریں۔

اس حکم کے مطابق مصر اور شام کی فوجیں بڑے ساز و سامان اور اسلحہ کے ساتھ پہلے عکا کے شہر پر فروکش ہوئیں' پھر وہاں سے اسلامی بحریہ دونوں نامور کمانڈروں (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ) کی مشترکہ قیادت میں پانچ سو جہازوں کا بیڑا سمندر میں روانہ ہوا۔ ان جہازوں پر گھوڑے' ہر قسم کے اسلحہ اور میگزین اور ساز و سامان رسد بافراط تمام لدا ہوا تھا۔ اسلامی فوج کے سمندر میں اترتے ہی قیصر روم کے جنگی بیڑے سے اس کا سامنا ہو گیا۔ مالک بن اوس بن عدنان رضی اللہ عنہ جو خود اس معرکے میں شریک تھے۔ ان کا چشم دید بیان ہے کہ اس وقت باد مخالف بڑی تیز و تند چل رہی تھی۔ ہم نے نظر بھر کر دیکھا تو قیصر روم کا نہایت عظیم الشان لشکر گھنگھور گھٹا بنا سمندر کی سطح پر موجزن نظر آیا۔

ہم پر خشوع و خضوع اور بارگاہِ خداوندی میں تضرع و ابتہال کا عالم طاری ہو گیا' اب ہم نے اپنے جہاز لنگر انداز کیے تو اوّل افواج نے بھی ہمارے بالمقابل لنگر ڈال دیئے' اس وقت ہوا رک گئی تھی اور دن بھی چھپ گیا تھا۔ مسلمانوں نے پوری شب تلاوتِ قرآن اور تسبیح و تہلیل میں بسر کی' ادھر رومی لشکر رات بھر شراب نوشی اور رقص و سرود میں مصروف رہا۔

صبح ہوئی تو دونوں طرف جنگ کی تیاری شروع ہو گئی۔ اس موقع پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے شہنشاہ روم کو پیغام بھیجا کہ اگر آپ نامناسب نہ سمجھیں تو بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں ساحل پر چل کر طاقت آزمائی کر لیں۔ ہم میں جو کمزور ہو گا وہ مارا جائے گا' رومی سپاہ نے اس پیش کش کو رد کر دیا اور کہلا بھیجا کہ اب ہمارا اور مسلمانوں کی تقدیر کا فیصلہ جو کچھ بھی ہو گا' سمندر میں ہو گا۔

Marfat.com

مالک بن اوس بن عدنان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اب دونوں لشکروں نے آمنے سامنے ہو کر صف بندی شروع کر دی۔ نیزے' تلوار' کمان اور تیر ہر ایک کے ہاتھ میں تھے۔ جنگ شروع ہوئی تو اس غضب کی گھمسان اور شدید جنگ تھی کہ ''لم یسمع بمثلہ'' ایسی تو کبھی سنی بھی نہیں گئی۔ نیزہ بازی اور تیر اندازی کی نوبت ہی نہیں آئی۔ تلواروں اور خنجروں سے دس بدست جنگ ہو رہی تھی۔ دونوں طرف کشت وخون کی اِفراط اس قدر تھی کہ سمندر کا پانی سرخ ہو گیا اور لاشوں کے تودے بن گئے' جنگ ابھی جاری تھی کہ شہنشاہ روم جو خود جنگ کی قیادت کر رہا تھا۔ اچانک اس کا سر اور جسم اس قدر شدید زخمی ہوئے کہ تڑپ کر پیچھے لوٹا اور اپنے بیڑے کا لنگر اُٹھا کر روانہ ہو گیا۔ اسے دیکھ کر رومی سپاہ کے قدم اکھڑ گئے اور اس نے بھی اسی طرح بدحواس ہو کر راہِ فرار اختیار کی کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ اب مسلمانوں کا بیڑا فتح و کامرانی کا پرچم اُڑاتا ہوا ساحل عکا پر لنگر انداز ہوا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے یہاں سے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوشخبری کا خط لکھا تو آپ نے اسے بڑھ کر مسرت کا اظہار فرمایا۔

☆ بحری جنگ کے نقطۂ نظر سے اس جنگ کی کیا اہمیت تھی؟ اس کا اندازہ پروفیسر فلپ ہٹی کے اس بیان سے ہوگا۔ لکھتے ہیں:

''۶۵۵ء میں معاویہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مشترکہ شامی اور مصری بیڑا نے بازنطینی بحری بیڑا کو جو پانچ سو جہازوں پر مشتمل تھا' فانکس کے قریب ساحل سے پرے ہٹ کر تباہ و برباد کر دیا۔ قسطنطین جو بنفس نفیس بیڑا کی قیادت کر رہا تھا۔ بس اپنی جان بچا کر نکل بھاگا۔ یہ جنگ جو عربی میں ذوالصواری (مستولوں کی جنگ) کے نام سے مشہور ہے' بازنطینی حکومت کی بحری برتری کے لیے ایک زبردست چیلنج تھی۔ اسلامی مملکت میں اندرونی اختلافات کے باعث مسلمان افواج قسطنطنیہ کی طرف اپنی پیش قدمی جاری نہ رکھ سکیں جو دراصل اُن کا مطمحِ نظر تھا''۔ (آئینہ اسلامی تہذیب وتمدن)

Marfat.com

☆ فتنہ کا آغاز اور فتنہ انگیزی کے اسباب ☆

''عنقریب ایک ایسا فتنہ پیدا ہوگا کہ اس میں بیٹھے رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا''۔(الحدیث)

کب ڈرا سکتا ہے غم کا عارضی منظر مجھے
ہے بھروسہ اپنی ملّت کے مقدر پر مجھے

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے ابتدائی پانچ چھ سال نہایت امن وسکون سے گزرے۔ اگرچہ مفتوحہ علاقوں میں چند بغاوتیں رونما ہوئیں' لیکن اُنہیں بزورِ شمشیر کچل دیا گیا۔ نئی فتوحات سے حدودِ سلطنت میں وسعت ہوئی۔ مالِ غنیمت' محاصل اور خراج سے بیت المال بھر گیا۔ وظائف کی کثرت اور زراعت وتجارت کی ترقی نے ملک کو فارغ البالی' سیم وزر کی فراوانی اور سامانِ تعیش سے معمور کر دیا۔ دولت کی ریل پیل کے نتیجے میں عوام میں بغض وحسد' رشک ورقابت اور اخلاقی پستی نے جنم لیا۔ جس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی خدشہ رہا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ دولت کی بہتات مسلمانوں کے اخلاق کو نہ لے ڈوبے! چنانچہ بیرونی کامرانیوں اور اندرونی تغیرات نے مل کر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک ایسا انقلاب بپا کر دیا کہ جس نے نہ صرف نظامِ خلافت کو درہم برہم کر دیا بلکہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر منتج ہوا۔ اس فتنہ انگیزی اور انقلاب کے اسباب حسب ذیل تھے:

☆ (۱) کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رحلت ☆

سب سے پہلی وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی وہ نسل جو فیضِ صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

Marfat.com

براہِ راست مستفیض ہوئی تھی، ختم ہو چکی تھی، جو لوگ موجود تھے وہ پیرانہ سالی کی وجہ سے گوشہ نشین ہو گئے تھے اور ان کی اولاد ان کی جگہ لے رہی تھی۔ یہ نوجوان زہد و تقویٰ، عدل و انصاف، حق پسندی و راست بازی میں اپنے بزرگوں سے کمتر تھے۔ اس بناء پر رعایا کے لیے ایسے فرشتۂ رحمت ثابت نہ ہوئے، جیسے ان کے اسلاف تھے۔

☆(۲) سردارانِ قریش کا انتشار☆

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے دور اندیش انسان تھے، اُنہوں نے اپنے زمانے میں قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو مدینہ سے باہر نہ جانے دیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ لوگ ان کے حکمران خاندان سے تعلق کی بناء پر ان کی خوشامد کریں گے۔ اور ان کے دل میں حکومت کی ہوس پیدا ہو جائے گی، جو ان کے درمیان باہمی جنگ و جدل کا باعث بن جائے گی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ پابندی اُٹھائی۔ قریش سردار تمام مقبوضہ علاقوں میں پھیل گئے۔ مفسد لوگ ان کی آڑ لے کر فتنے پیدا کرنے لگے۔ مدینہ کی مرکزیت ختم ہو گئی۔ بصرہ، کوفہ، دمشق، فسطاط وغیرہ اہمیت حاصل کرنے لگے۔

☆(۳) غیر قریش سرداروں کا حسد☆

اب تک سلطنت کے اہم معاملات پر قریش چھائے ہوئے تھے، مگر فتوحات میں کارہائے نمایاں دکھانے کے باعث قریش کے علاوہ دوسرے عرب قبائل کے سردار قریش سے ہمسری کا دعویٰ کرنے لگے اور ان سے حسد کرنے لگے، ان سے ملک میں رقابتیں شروع ہو گئیں۔

☆(۴) مفتوحہ اقوام کا جذبۂ انتقام☆

اگرچہ مقبوضہ علاقوں میں مفتوحہ اقوام کے ساتھ مسلمانوں کا سلوک نہایت اچھا تھا، مگر ان کے دلوں میں انتقامی جذبات موجود تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے وقت کی نزاکت سے فائدہ اُٹھا کر سازشوں کا جال پھیلا دیا اور مملکتِ اسلامیہ میں بدنظمی پیدا کر دی۔

☆(۵) مروان کے غلط مشورے☆

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مروان کو اپنا سیکرٹری مقرر کیا اور اس کے مشورہ پر عمل کرنے

Marfat.com

لگے۔ مروان کسی حد تک قابلِ اعتماد نہ تھا۔ اس نے اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرنا شروع کر دیا۔ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ بدعنوانیاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کر رہے ہیں' اس لیے لوگ ان سے بدظن ہونا شروع ہو گئے۔

☆(۶) بنو ہاشم اور بنو اُمیہ کی رقابت☆

بنو ہاشم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبی تعلق کی وجہ سے خلافت کو اپنا موروثی حق خیال کرتے تھے۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت سے خوش نہ تھے۔ بنو ہاشم اور بنو امیہ میں پرانی رقابت چلی آ رہی تھی۔ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو یہ مخالفت دب گئی مگر اب پھر اُبھرنے لگی اور بنو ہاشم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت شروع کر دی۔

☆ یاد رہے کہ اُمیہ' ہاشم سے ٹکرایا' ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑائی کی' معاویہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ میں جنگ ہوئی' یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرایا۔ اولادِ مروان سے بنی اُمیہ کی خلافت کا آغاز ہوا' جسے اولادِ عباس رضی اللہ عنہ نے ختم کر دیا۔ ہاشم اور عبدشمس جڑواں پیدا ہوئے تھے' تلوار سے جدا کیے گئے' اسی لیے ان کی باہمی لڑائی کا شگون لیا گیا تھا' جو مذکورہ بیان سے ظاہر ہے۔

☆(۷) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اپنے عزیز و اقارب سے سلوک☆

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نہایت ہی شریف انسان تھے' وہ اپنے رشتہ داروں کا بڑا خیال رکھتے تھے اور ان کی مدد کرتے رہتے تھے۔ شرارت پسند لوگ کہنے لگے کہ وہ بیت المال کو اپنے خاندان پر صرف کر رہے ہیں' اس طرح اُنہوں نے لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف اُبھارا۔

☆(۸) معزول شدہ گورنروں کی مخالفت☆

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کچھ گورنروں کو بعض وجوہات کی بناء پر ان کے عہدوں سے معطل کر دیا تھا۔ یہ گورنر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ناراض تھے اور ان کے خلاف کارروائیوں کی یا تو ہمت افزائی کرتے تھے یا چشم پوشی کرتے تھے۔

Marfat.com

☆(۹)عادل حکام کا فقدان☆

خلافت کو کامیاب بنانے کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ حکومت کے افسر نہایت قابل فرض شناس اور وفادار ہوں۔ بدقسمتی سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ایسے اہل کار نہ مل سکے' گورنر اپنے کام کو بہتر طریقہ پر سرانجام نہ دیتے تھے۔ بیشتر افسر خاندان بنواُمیہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے غفلت اور سستی سے کام لیتے تھے' جس سے نظامِ حکومت بگڑ گیا اور حالات بے قابو ہو گئے۔

ہم نے اپنے آشیانے کے لیے
جو چبھے دل میں وہی تنکے لیے!

☆(۱۰)حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نرم مزاجی☆

بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ ان تمام فتنوں کا اصلی سبب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نرم مزاجی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ حد سے زیادہ حلیم تھے۔ وہ اتنی مخالفت کے باوجود نہ چاہتے تھے کہ کسی کلمہ گو کا خون بہایا جائے۔ وہ ہمیشہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے سابقین کے اُسوۂ حسنہ کو مدنظر رکھتے تھے۔ کئی دفعہ گورنروں نے مشورے دیئے کہ ان فتنوں کو طاقت کے ذریعے دبایا جائے مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں مسلمانوں کا خون بہانا نہیں چاہتا۔ اس طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شرافت اور فروتنی سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے سازشیں شروع کر دیں۔

اندازِ حکیمانہ' اخلاق کریمانہ
پیمانہ و میخانہ ہے پھر بھی تماشائی

Marfat.com

☆عبداللہ بن سبا اور اس کی فتنہ انگیزی☆

۲۳ ہجری سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک سوچی سمجھی تحریک کا آغاز کیا گیا۔ اس تحریک کا اصل بانی عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا۔ یہ بظاہر مسلمان ہو گیا تھا' اس کا اصلی وطن صنعاء (یمن) تھا۔ اسے ''ابن سوداء'' بھی کہتے تھے۔

☆عبداللہ بن سبا کی تحریک☆

عبداللہ بن سبا نے چند دن مدینہ میں رہ کر اسلام کے حالات کا مطالعہ کیا۔ اس کے بعد صوبوں میں جا کر عجیب و غریب عقائد ایجاد کر کے پھیلائے۔ اس نے لوگوں کو اپنی چرب زبانی کے ذریعے اپنی طرف مائل کرنا شروع کر دیا۔ اموی عمال کو بدنام کر کے اور خلیفہ کی کنبہ پروری کی داستانیں سنا کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک جماعت کھڑی کر دی۔ عبداللہ بن سبا کی یہ تحریک عجم میں زیادہ کامیاب ہوئی۔ عجمی لوگ اپنی شکستوں کا بدلہ لینے کے لیے بے تاب تھے۔ سبائیوں نے اپنی تحریک کو اس طرح پھیلایا کہ ملکی فضا کو بدل کر رکھ دیا۔ پہلے عبداللہ بن سبا نے یہ تحریک بصرہ سے شروع کی' وہاں سے نکالا گیا تو کوفہ میں اپنے مقصد میں کافی حد تک کامیاب رہا۔ اس کے بعد وہ شام چلا گیا' مگر وہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُسے کوئی کامیابی نہ حاصل کرنے دی' پھر وہ مصر گیا۔ وہاں اُس نے سب لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس طرح عبداللہ بن سبا نے تمام سلطنتِ اسلامیہ میں مسلمانوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بھڑکایا اور حالات ایسے خراب ہو گئے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے ان پر قابو پانا مشکل ہو گیا۔

☆خلیفہ کے خلاف پراپیگنڈہ☆

عبداللہ بن سبا نہایت ہی مکار اور سازشی شخص تھا۔ اُس نے اپنی تحریک کو کامیاب

Marfat.com

بنانے کے لیے مسلمانوں کو بہت گمراہ کن عقائد سکھائے۔اس نے اعلان کیا کہ آنحضرت سرورِ کائنات ﷺ اس دنیا میں تشریف لائیں گے' نیز ہر پیغمبر کا ایک ''وصی'' ہوتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ''وصی'' ہیں۔ وہی ان کی جانشینی کے حقدار ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) غاصب ہیں' ان کو معزول کر دینا چاہیے۔اس طرح اس نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ بہت سے پختہ یقین لوگ بھی اس کے فریب میں آ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عمال کے مظالم کی جھوٹی داستانیں لوگوں کو سنا کر بغاوت پر آمادہ کرنے لگے۔اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف ایسے ایسے الزام تراشے اور ان پر ایسی تہمتیں لگائیں جو قیاس میں نہیں آ سکتی تھیں۔شروع میں لوگوں کو ان پر یقین نہ آتا تھا مگر بعد میں اس نے ایسا پراپیگنڈہ کیا کہ بڑے بڑے نیک لوگ بھی اس سے متاثر ہوئے۔

☆شورش کا آغاز☆

☆عراق☆

عبداللہ بن سبا نے اپنی سرگرمیاں عراق سے شروع کیں۔ چونکہ ایرانی ہمیشہ سے بادشاہت کے عادی تھے اور وصی کا مسئلہ ان کی فطرت کے عین مطابق تھا' اس لیے وہ بہت جلد اس کے حامی بن گئے۔عراق کے کچھ لوگ جو اپنے عمال سے ناراض تھے' وہ بھی سازش میں شریک ہو گئے۔کوفہ میں سبائی پارٹی نے پہلے وہاں کے والی ولید بن عتبہ کے خلاف شکایت کر کے اسے معزول کرا دیا۔ پھر اس کے جانشین سعید بن العاص کو بدنام کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مجبور کیا کہ اس کی جگہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کر دیں۔

☆شام☆

شام میں اگرچہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حسن انتظام کے باعث کوئی عملی قدم نہ اُٹھا سکے۔تاہم اُنہوں نے ایک مقتدر صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے خلاف بھڑکایا' جس کی وجہ سے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو شام سے ہٹانا پڑا۔

☆مصر☆

مصر میں تو عبداللہ بن سبا کی تحریک نے خوب ترقی کی کیونکہ یہاں دو با اثر صحابی مل گئے اور وہاں کے گورنر عبداللہ بن ابی سرح کے خلاف لوگوں کو ورغلایا۔

☆تحقیقاتی کمیشن کی تشکیل اور رپورٹ☆

اگرچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کے مطالبہ پر گورنروں کو برابر تبدیل کرتے رہے' تاہم عراق اور مصر سے بے اطمینانی کی اطلاعات برابر موصول ہوتی رہیں۔ کیونکہ مفسدین نے اس طرح کی شکایات مسلسل بھیجنے کی اسکیم بنائی تھی۔ اس پر مدینہ میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے' ان کو تشویش ہوئی' اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ مختلف صوبوں میں تحقیقاتی وفد بھیجے جائیں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ' اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بصرہ' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو شام اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مصر بھیجا گیا۔ تاکہ حقیقتِ حال کا جائزہ لیں اور رپورٹ بھیجیں۔ پہلے تین صحابہ نے تو یہ رپورٹ دی کہ عمال کے خلاف شکایات بے بنیاد ہیں۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ البتہ مفسدین کے بہکانے میں آ گئے اور اُنہوں نے شکایت کو درست بتایا۔

☆حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اعلانِ عام☆

تحقیقاتی کمیٹیوں کی رپورٹ کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ میرا عمل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ہے۔ مجھ پر کنبہ پروری کا الزام ہے' لیکن یاد رکھو میرے رشتہ داروں کا حق عام مسلمانوں سے زیادہ نہیں۔ اگر کسی مسلمان کو مجھ سے اور میرے عمال سے کوئی شکایت ہو یا ظلم ہوا ہو' وہ حج کے موقع پر بیان کر کے مجھ سے اور میرے عمال سے اپنا حق حاصل کرے یا صدقہ کر دے کہ خدا تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ یہ اعلان ایسا مؤثر تھا کہ سارے مسلمان اسے پڑھ کر رو دیئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی۔ (شاہ معین الدین احمد ندوی ''تاریخ اسلام'' ص ۲۶۷' بحوالہ طبری' جلد ششم)

Marfat.com

☆عمال کی کانفرنس☆

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تحقیقاتی کمیشن کے علاوہ تمام صوبوں میں احکام بھیجے کہ آئندہ حج کے موقع پر تمام عمال جمع ہوں تا کہ لوگ ان کے خلاف شکایات پیش کر سکیں۔ جب حج کا موقعہ آیا تو عمال جمع ہوئے لیکن شکایات کرنے والا کوئی موجود نہ تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان عمال سے اس فتنہ کے بارے میں صلاح ومشورہ کیا۔ سب نے یہی کہا کہ یہ فساد چند شرارت پسند لوگوں نے پھیلا رکھا ہے۔ اس سازش کا علاج یہ ہے کہ مفسدوں کو سختی سے دبا دیا جائے اور اس فتنہ کے بانی، عبداللہ بن سبا کو قتل کر دیا جائے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی نرم دلی کے باعث یہ مشورہ قبول نہ کیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ مشورہ دیا کہ وہ ان کے ساتھ شام چلیں، جہاں وہ بالکل محفوظ ہوں گے۔ مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نہ چھوڑیں گے اور جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی حفاظت کے لیے ایک شاہی فوج بھیجنے کی پیشکش کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنی اکیلی جان کے لیے بیت المال پر بوجھ نہ ڈالوں گا۔ اس طرح یہ کانفرنس ناکام رہی۔

☆سبائی پارٹی کا منصوبہ☆

سبائی پارٹی کا منصوبہ یہ تھا کہ جب عمال حج سے واپس جانے لگیں تو فساد شروع کر دیا جائے، مگر کسی وجہ سے وہ اپنی سکیم میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آخر سوچ سمجھ کر انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ کوفہ، بصرہ اور مصر سے کچھ لوگ وفدوں کی صورت میں مدینہ جائیں۔ بہانہ یہ بنائیں کہ وہ حکام کی شکایات کرنے جا رہے ہیں تا کہ ان کا کوئی راستہ نہ روکے۔ چنانچہ تینوں مقامات سے وفود مدینہ پہنچے اور شہر سے دو میل دور ٹھہرے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب ان کی آمد کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کے پاس بھیجا تا کہ حقیقتِ حال سے آگاہ کریں۔ یہ صحابہ علیحدہ علیحدہ ہر وفد سے ملے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو آ کر اطلاع دی کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کی غلطیاں جتلا کر آپ کو خلافت سے ہٹانا چاہتے ہیں اور اگر آپ نے خلاف سے علیحدگی اختیار نہ کی تو آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ یہ سن کر مسکرائے۔

Marfat.com

☆اہل مدینہ سے مشورہ (۳۴ ہجری)☆

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے معززینِ مدینہ کو بلا کر مشورہ کیا' اُنہوں نے یہ رائے دی کہ مفسدوں کو پکڑ کر قتل کر دینا چاہیے تا کہ فتنہ یہیں ختم ہو جائے' مگر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسا کرنے کے لیے میرے پاس کوئی شرعی جواز نہیں ہے' پھر میں یہ کام کیسے کروں؟ اس پر تمام لوگ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ان وفود کو بلا کر صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے ان کی شکایات سنیں اور سب کا تسلی بخش جواب دیا۔ مگر فتنہ پردازوں نے ان جوابات کو بڑی بے پروائی سے سنا اور اپنے ارادہ سے باز آئے۔ لیکن یہ تباہ کن فتنہ شمعِ خلافت کو بجھا کر رہا۔ اس عظیم حادثے کے حالات لکھنے سے پہلے ان لوگوں (سبائیوں' باغیوں) نے جو اعتراضات یا الزامات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر تراشے تھے' اس کا اجمالی جائزہ لیا جائے۔

☆حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف الزامات اور اُن کا تجزیہ☆

☆(۱) صحابہ کی برطرفی☆

صحابہ کو برطرف کر کے ان کی جگہ اپنے خاندان کے نوجوان' ناتجربہ کار اور نااہل افراد کو مقرر کیا۔ مثلاً مغیرہ بن شعبہ' ابوموسیٰ اشعری' سعد بن ابی وقاص' عبداللہ بن مسعود' عبداللہ بن ارقم اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کو ان کے عہدوں سے علیحدہ کر دیا۔ دراصل اس الزام کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ ان لوگوں کو برطرفی کے معقول اسباب تھے۔ اگر معقول وجوہ کی بناء پر حکام کو معزول کرنا گناہ ہے تو بڑے بڑے عادل خلفاء بھی اس گناہ سے مبرا نہیں ہیں۔ حضرت عثمان پر الزام یہ لگایا گیا کہ اُنہوں نے نامور صحابہ کو برطرف کیا تو ان کے اسباب یہ تھے:

(۱) حضرت مغیرہ بن شعبہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت کی بناء پر معزول کیا گیا۔
(۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کا سبب اہلِ بصرہ کی یہ شکایت تھی کہ ان کے قول و فعل میں تضاد پایا جاتا ہے۔
(۳) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو برطرف کرنے کا سبب یہ ہے کہ اُنہوں نے ایک رقم بیت

Marfat.com

المال سے قرض کی تھی اور متواتر تقاضوں کے باوجود واپس نہیں کی تھی۔

(۴) عمرو بن العاص کی برطرفی کی وجہ یہ تھی کہ ان کے تحت مصر جیسے زرخیز صوبے کی آمدنی دن بدن گھٹ رہی تھی۔ جب خلیفہ نے اس کا سبب دریافت کیا اور اصلاح کے لیے لکھا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ ''اونٹنی اس سے زیادہ دودھ نہیں دے سکتی''۔ لیکن ان کے جانشین عبداللہ بن ابی سرح نے تھوڑے ہی عرصہ میں آمدنی دوگنی کر دی۔ اس کے علاوہ ان پر اسکندریہ کے لوگوں پر سختی کی بھی شکایت تھی' اس لیے ان کو معزول کرنا پڑا۔

(۵) حضرت عبداللہ بن ارقم ناظم بیت المال کی برطرفی پیری اور کمزوری کی وجہ سے تھی۔

(۶) یہ الزام کہ ان اصحاب کی جگہ ناتجربہ کار نوجوان مقرر کیے گئے' واقعات شاہد ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جن اصحاب کو عہدوں پر مقرر کیا تھا' وہ موزوں ترین اشخاص تھے' اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ نوجوان تھے' لیکن عہدہ کے لیے انتخاب اہلیت کی بناء پر ہوتا ہے نہ کہ عمر کے لحاظ سے۔

☆(۲) کنبہ پروری☆

مفسدین کا یہ الزام کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کے افراد کا بہت خیال رکھتے تھے اور ان کو بڑے عہدوں پر فائز کرتے ہیں' بالکل بیکار تھا۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خاندان کے کچھ افراد قابل تھے اور اُنہیں دوسروں کے حقوق کو نظر انداز کیے بغیر حکومت کے اہم عہدوں کے لیے منتخب کر لیا گیا تو اس میں کیا برائی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ اس بات کا اعتراف کیا کہ وہ اپنے کنبہ والوں کی سرپرستی کرتے ہیں اور اپنی گرہ سے ان کی امداد کرتے ہیں۔ اس کی دلیل فرماتے ہیں کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام قبائل عرب کے مقابلہ میں قریش کا خیال نہیں رکھتے تھے اور بنو ہاشم کی خاص طور پر اعانت نہیں کرتے تھے؟

☆(۳) معزز صحابہ سے بدسلوکی☆

مفسدین کا تیسرا الزام یہ تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے معزز صحابہ مثلاً حضرت ابوذر غفاری' عمار بن یاسر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ساتھ ناانصافی کی۔ مگر یہ

Marfat.com

الزام بھی بے بنیاد ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو جلاوطن نہیں کیا گیا تھا بلکہ وہ خود ہی ایک ویرانہ میں گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ عمار بن یاسر کے ساتھ سختی کی وجہ یہ تھی کہ وہ سبائی پارٹی کے ہم خیال ہو گئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا وظیفہ اس لیے بند کر دیا گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تمام مسلمانوں کو ایک قرآن پر متحد کرنا چاہتے تھے' مگر اُنہوں نے اس کام میں رکاوٹ ڈالی تھی اور اپنا نسخہ قرآن جو اصل قرآن سے مختلف تھا' تلف کرنے پر رضامند نہ ہوئے۔

☆(۴) بیت المال کا ناجائز استعمال☆

چوتھا الزام یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ بیت المال کا مال بے جا طور پر صرف کرتے اور اپنے خاندان والوں کو بھاری وظیفے دیتے تھے۔ لیکن یہ الزام بھی درست نہیں کیونکہ جتنے واقعات بھی اس کے ثبوت میں پیش کیے گئے وہ سب جھوٹے تھے' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیسے تونگر اور دولت مند شخص ایسا کام کب روا رکھ سکتے تھے۔ اُنہوں نے رشتہ داروں کو جو کچھ دیا وہ اپنی گرہ سے دیا۔ بیت المال سے ایک کوڑی نہ لی اور اگر کسی وقت کوئی غلط تقسیم ہو بھی جاتی تو اس کا فوراً ازالہ کر دیا کرتے تھے۔ حکم بن عاص اور عبداللہ بن خالد کو جو قوم دی گئیں' وہ آپ نے خود اپنے پاس سے دی تھیں۔ مروان کو خمس دینے کا واقعہ بھی بہتان تھا۔ مروان نے یہ حصہ خریدا تھا۔ عبداللہ بن سرح کو آپ نے خمس کا جو حصہ دیا تھا۔ اس کا مقصد ان کی حوصلہ افزائی کرنا تھا' مگر جب اس پر اعتراض ہوا تو رقم واپس لے لی گئی۔ (طبری ج۶ ص۲۹۵۳)

☆(۵) بقیع کی چراگاہ☆

مفسدین نے پھر یہ الزام لگایا کہ بقیع کی چراگاہ کو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے مخصوص کر لیا اور عام لوگوں کو اس سے فائدہ اُٹھانے سے روک دیا ہے۔ لیکن اس الزام کی بھی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ یہ چراگاہ عہدِ فاروقی ہی سے بیت المال کے مویشیوں کے لیے استعمال ہوتی تھی۔ (طبری ج۶ ص۲۹۴۹)

☆(۶) اُموی عمال کی بدعنوانیوں پر چشم پوشی☆

شورش پسندوں کا یہ الزام کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجرموں پر شرعی حدود جاری کرنے میں

Marfat.com

غفلت برتی۔ بالکل بے معنی تھا۔ عبداللہ بن سبا کے ساتھیوں نے دو واقعات اس کی دلیل میں پیش کیے۔ اوّل یہ کہ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہرمزان کے قتل کا بدلہ نہیں لیا گیا۔ دوسرے ولید بن عقبہ والی کوفہ پر شراب خوری کی حد جاری کرنے میں تاخیر برتی گئی۔ پہلے واقعہ کی تفصیل یہ یہ کہ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نومسلم ایرانی ہرمزان کو شبہ میں قتل کر دیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے میں اس کا ہاتھ تھا۔ سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عبیداللہ کو اس کے بدلے موت کے گھاٹ اُتارنا خلافِ مصلحت سمجھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی گرہ سے خون بہا کی رقم ادا کر دی تھی۔ دوسرا واقعہ ولید بن عقبہ کے شراب پینے کے متعلق مصدقہ شہادتیں بہت دیر بعد ملی تھیں۔ اس وجہ سے تفتیش میں دیر ہوگئی اور جلد کوئی شرعی حد جاری نہ ہوسکی۔ (طبری جلد ششم ص ۲۹۴۴)

☆(۷) بدعات کی ترویج☆

مذہب میں بدعات کو رواج دینے کا الزام نہایت لغو اور بے بنیاد ہے۔ اتباعِ سنت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقصدِ حیات تھا۔ مفسدین نے الزام لگایا تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ منٰی میں دوگانہ کے بجائے چار رکعت پڑھتے تھے۔ حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شرعی دلائل کی بناء پر منٰی میں پوری نماز پڑھتے تھے اور قصر کے قائل نہ تھے۔ چنانچہ جب صحابہ نے اس کو بدعت پر محمول کر کے اس پر اعتراض کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھرے مجمع میں چار رکعت نماز پڑھنے کی حسب ذیل وجہ بیان کی:

> ''صاحبو! جب میں مکہ پہنچا تو یہاں اقامت کی نیت کر لی' میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص کسی شہر میں اقامت کی نیت کرے' اس کو مقیم کی طرح نماز پڑھنا چاہیے''۔ (مسند احمد بن حنبل' جلد اوّل ص ۶۲)

☆(۸) اقارب واعزہ میں تقسیمِ اراضی☆

مفسدوں نے آپ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام بھی تراشا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو اطرافِ ملک میں زمینیں عطاء کرتے ہیں۔ اس الزام کی حقیقت یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے عہد میں بہت سے اہلِ یمن گھر بار چھوڑ کر مدینہ منورہ چلے آئے تھے۔

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو آبادکاری کے لیے زمین کے قطعے دیئے تھے اور اس کے بدلے ان کی یمن کی زمینیں لے لی تھیں۔ عراق میں کچھ زمین غیر آباد تھی، بعض لوگوں نے اسکو قابلِ کاشت بنایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو اس کا مالک بنا دیا۔

☆(۹) قرآنی نسخے جلانا☆

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف یہ الزام بھی لگایا کہ اُنہوں نے ایک قرآن کے علاوہ سب قرآن کے نسخوں کو جلا ڈالا۔ لیکن یہ ایک عظیم اسلامی خدمت تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک بہت بڑے فتنہ سے بچا لیا، اگر آپ رضی اللہ عنہ ایسا نہ کرتے تو آج ایک قرآن کی بجائے مسلمان کئی قرآنوں کے پیرو ہوتے اور آپس میں طرح طرح کے اختلافات پیدا ہو جاتے۔

☆(۱۰) حکم بن العاص کو مدینہ بلانا☆

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ایک الزام یہ بھی تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حکم بن العاص کو جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف جلاوطن کیا ہوا تھا، واپس بلا لیا۔ اس میں شک نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم بن العاص کو طائف جلاوطن کیا تھا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارش سے مدینہ آنے کی اجازت دے دی تھی۔ چونکہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت کا علم نہ تھا۔ اس لیے اُنہوں نے حکم بن العاص کو مدینہ آنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اقتدار سنبھالا تو اپنے ذاتی علم کی بناء پر ان کو مدینہ بلا لیا۔ ان کے لڑکے مروان سے اپنی ایک صاحبزادی کا نکاح کر دیا اور صلہ رحم کے طور پر جیبِ خاص سے حکم کو ایک لاکھ درہم عطاء فرمائے، نیز مروان کو جہیز میں ایک لاکھ درہم کا عطیہ مرحمت فرمایا۔ اصل واقعہ مفسدین نے توڑ مروڑ کر پیش کیا۔

☆(۱۱) مصری وفد کے ساتھ بدعہدی☆

مفسدین نے یہ الزام بھی تراشا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مصری وفد کے ساتھ بدعہدی کی۔ یہ الزام سرتاپا بے بنیاد اور حقیقت سے عاری ہے، اصلیت اس کی یہ ہے کہ

Marfat.com

شر پسند آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے پر تُلے ہوئے تھے اور جب کوئی معقول عذر اُن کے ہاتھ نہ آیا تو اُنہوں نے ایک جھوٹا فرمان جاری کر کے اُسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نام منسوب کیا اور مشہور یہ کیا کہ اس فرمان میں خلیفہ نے حاکمِ مصر کو ہدایت کی ہے کہ جونہی مصری وفد واپس پہنچے اُن سب کو تہ تیغ کر دیا جائے۔ جب ان وفود نے اعتراضات کے معقول جواب سنے تو خاموش ہو گئے' مگر وہ قائل نہ ہوئے۔ اُس وقت تو بظاہر وہ مطمئن ہو کر چلے گئے' مگر اپنی شر پسندی پر قائم رہے۔ ادھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس بے اطمینانی کو دور کرنے کی تدابیر سوچنے میں مشغول ہو گئے۔ ادھر شورش پسندوں نے فیصلہ کن اقدام اُٹھانے کی اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کی کوششیں شروع کر دیں۔

☆انقلاب کی کوشش☆

ادھر دربارِ خلافت میں اصلاحات کی تجویزیں پیش ہو رہی تھیں۔ دوسری طرف ملک میں ایک انقلاب کی سازش مکمل ہو چکی تھی۔ چنانچہ بصرہ' کوفہ اور مصر کے فتنہ پردازوں نے آپس میں طے کر کے اپنے اپنے شہر سے حاجیوں کی وضع میں مدینہ کا رخ کیا' تاکہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اپنے مطالبات تسلیم کرائیں تو پہچانیں نہ جائیں۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر شہر سے دو تین میل کے فاصلہ پر قیام کیا۔ چند آدمی جو اس جماعت کے سرکردہ تھے۔ باری باری حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے پاس گئے کہ وہ اپنی وساطت سے معاملہ کا تصفیہ کرا دیں لیکن سب نے اس جھگڑے میں پڑنے سے انکار کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ چونکہ فتنہ و فساد کو دبانا چاہتے تھے' اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس جماعت کو راضی کر کے واپس کر دیجئے۔ میں جائز مطالبات تسلیم کرنے کو تیار ہوں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وساطت سے مفسدین واپس چلے گئے۔ (ابن اثیر)

اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز مسجد میں خطبہ دیا اور متنازعہ اُمور پر روشنی ڈالی۔ لوگ بڑے خوش ہوئے کہ اب مدینہ میں امن قائم ہو جائے گا۔ لیکن یہ اُمید بر نہ آئی۔ ایک دن اچانک مدینہ کی گلیوں میں تکبیر کے نعروں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے شور

Marfat.com

قیامت برپا ہوگیا۔ کبار صحابہ گھبرا کر گھروں سے نکل آئے۔ دیکھا کہ مفسدین کی جماعت پھر واپس آ گئی ہے اور انتقام' انتقام کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر آنے کا سبب دریافت کیا۔ مصریوں نے کہا کہ راہ میں دربارِ خلافت کا ایک قاصد ملا جو نہایت تیزی سے مصر جا رہا تھا' اس کی مشتبہ حالت سے بدگمانی پیدا ہوئی اور خیال ہوا کہ ضرور ہم لوگوں کے متعلق والی مصر کے پاس احکام بھیجے جا رہے ہیں' تلاشی لی گئی تو ایک ایسا فرمان برآمد ہوا جس میں ہدایت کی گئی تھی کہ ہم لوگوں کو قتل کر دیا جائے۔ اس لیے ہم اس بدعہدی اور اس فریب کا انتقام لینے آئے ہیں۔ (طبقات ابن سعد)

☆ خلافت سے علیحدگی کا مطالبہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حیرت کے ساتھ اپنی لاعلمی ظاہر کی اور قسم کھا کر کہا: مجھے مطلقاً اس خط کی اطلاع نہیں ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انکار پر لوگوں نے قیاس کیا کہ یہ یقیناً مروان کی شرارت ہے۔ مصریوں نے کہا: کچھ بھی ہو' خلیفہ اس وقت غافل ہو کہ اس کی لاعلمی میں ایسے اُمور پیش آ جائیں اور اسے خبر نہ ہو' وہ کس طرح خلافت کا اہل ہو سکتا ہے؟ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مسندِ خلافت سے الگ ہو جانے کا مطالبہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک مجھ میں جان باقی ہے' میں اس خلعت کو جو خدا نے مجھے پہنایا ہے خود اپنے ہاتھوں سے نہیں اتاروں گا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کے مطابق اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک صبر کروں گا۔ (طبقات ابن سعد)

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انکار پر مفسدین نے جن کی تعداد پانچ سو کے قریب تھی۔ کاشانۂ خلافت کا نہایت سخت محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ چالیس دن تک مسلسل قائم رہا۔ اس عرصہ میں اندر پانی تک پہنچانا جرم تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اذنِ جنگ مانگا۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے ہر بار انکار فرمایا اور کہا: میں وہ خلیفہ نہیں بننا چاہتا جو مسلمانوں کا خون بہائے۔

ایک دفعہ اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ساتھ کھانے پینے کی کچھ

Marfat.com

چیزیں لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچنے کی کوشش کی مگر مفسدین کے قلوب نورِ ایمان سے خالی ہو چکے تھے۔ اُنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم محترم کا بھی پاس ولحاظ نہ کیا اور گستاخی کے ساتھ مزاحمت کر کے واپس کر دیا۔ (تاریخِ طبری) ہمسایہ گھروں سے کبھی کبھی رسد اور پانی کی امداد پہنچ جاتی تھی۔ مفسدین کی جرأت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن سلام' ابو ہریرہ' سعد بن ابی وقاص اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم جیسے اکابر صحابہ کی بھی توہین کی اور ان کی ایک نہ سنی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بلانے پر ان کے گھر اندر جانا چاہا تو لوگوں نے روک دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجبور ہو کر اپنا سیاہ عمامہ اتار کر قاصد کو دے دیا اور کہا: جو حالت ہے اس کو دیکھ لو اور بیان کرو۔

(طبقات ابن سعد ج ۳' باب ۱)

کاشانۂ خلافت کا محاصرہ کرنے والے باغیوں کو متعدد دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سمجھانے کی کوشش کی۔ ان کے سامنے مؤثر تقریریں کیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بھی تقریر کی' مگر ان لوگوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ (آئینہ اسلامی تہذیب وتمدن)

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خطاب

ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے قصر خلافت کے اوپر سے تقریر فرمائی:

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو مسجد تنگ تھی' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کون اس زمین کو خرید کر وقف کرے گا؟ اس کے صلہ میں اس کو اس سے بہتر جگہ جنت میں ملے گی' تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی تو کیا اسی مسجد میں تم مجھے نماز پڑھنے نہیں دیتے۔ تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو اس میں بئر رومہ کے سوا میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کون اس کو خرید کر عام مسلمانوں پر وقف کرتا ہے اور اس سے بہتر اس کو جنت میں ملے گا' تو میں نے ہی اس کی تعمیل کی' تو کیا اسی کے پانی پینے سے مجھے محروم کر رہے ہو۔ کیا تم جانتے ہو کہ تبوک کے لشکر کو میں نے ہی

Marfat.com

سازوسامان سے آراستہ کیا تھا؟ سب نے جواب دیا: خدا کی قسم! یہ سب باتیں سچ ہیں' مگر سنگ دلوں پر اس کا بھی اثر نہ ہوا پھر فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں' تم میں کسی کو یاد ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ ہلنے لگا' آپ ﷺ نے پہاڑ کو پاؤں سے ٹھوکر مار کر فرمایا: اے حرا! ٹھہر جا! تیری پشت پر اس وقت ایک نبی' ایک صدیق اور ایک شہید ہے اور میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ لوگوں نے کہا: یاد ہے' پھر فرمایا: تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں' بتاؤ کہ حدیبیہ میں مجھے آپ ﷺ نے مکہ کا سفیر بنا کر بھیجا تھا تو کیا خود آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک کو میرا ہاتھ قرار نہیں دیا تھا؟ اور میری طرف سے خود ہی بیعت نہیں کی؟ سب نے کہا: سچ ہے''۔ (مسند احمد جلد اوّل ص ۷۴' بخاری شریف' ترمذی شریف)

آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا:

''یاد رکھو! بخدا! اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو پھر تا قیامت نہ ایک ساتھ نماز پڑھو گے اور نہ ایک ساتھ جہاد کرو گے''۔ (طبقات ابن سعد)

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جنگ کے لیے اصرار

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گھر بہت وسیع تھا۔ گھر میں صحابہ اور عام مسلمانوں کی خاصی جمعیت موجود تھی' جس کی تعداد سات سو تھی۔ اس جمعیت کے سردار حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بہادر صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے' وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے امیر المؤمنین! اس وقت گھر کے اندر ہماری خاصی تعداد ہے' اجازت ہو تو میں ان باغیوں سے لڑوں۔ فرمایا: اگر ایک شخص کا بھی ارادہ ہو تو میں اس کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ میرے لیے اپنا خون نہ بہائے۔ (طبقات ابن سعد' جلد سوم)

گھر میں اس وقت بیس غلام تھے' ان کو بھی بلا کر آزاد کر دیا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا: امیر المؤمنین! انصار دروازہ پہ کھڑے اجازت کے منتظر ہیں کہ وہ دوبارہ اپنے کارنامے دکھائیں۔ فرمایا: اگر لڑائی مقصود ہے تو اجازت نہ دوں گا' اس

Marfat.com

وقت میرا سب سے بڑا مددگار وہ ہے جو میری مدافعت میں تلوار نہ اُٹھائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کیا تمہیں پسند آئے گا کہ تم تمام دنیا کو اور ساتھ ہی مجھے بھی قتل کر دو۔ عرض کی: نہیں! فرمایا: اگر تم نے ایک شخص کو بھی قتل کیا تو گویا سب قتل ہو گئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر لوٹ آئے۔ (طبقات ابن سعد' جلد سوم ص ۴۸)

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خواب

ذوالحجہ کا مہینہ تھا اور جمعہ کا روز۔ حج پر ابھی تین چار روز ہی گزرے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے۔ اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کہہ رہے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ صبر کیجئے' آج آپ رضی اللہ عنہ روزہ ہمارے پاس افطار کریں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ آج سفرِ آخرت کا دن ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ویسے تہمد باندھتے تھے' پائجامہ منگا کر پہنا کہ شہادت کے وقت ستر نہ کھل جائے۔ غلاموں کو آزاد کیا اور کلام اللہ کھول کر اس کی تلاوت میں مصروف ہو گئے۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۶۷)

☆ شہادت کا سانحہ

باغیوں کے لیے دروازہ سے داخل ہونا ممکن نہ تھا۔ اس کے علاوہ وہ چاہتے بھی نہیں تھے کہ قاتلوں کا سراغ ملے۔ کچھ آدمی عصر کے وقت چوری سے پیچھے کی طرف سے چھت سے گزر کر آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تھے۔ ان میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے چھوٹے صاحبزادے محمد بن ابی بکر بھی تھے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آغوشِ تربیت میں پلے تھے۔ یہ کسی بڑے عہدہ کے طلب گار تھے' جس کے نہ ملنے پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمن بن گئے تھے' اُنہوں نے آگے بڑھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ریش مبارک پکڑ لی اور زور سے کھینچی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھتیجے! اگر تمہارے والد زندہ ہوتے تو ان کو یہ فعل پسند نہ آتا۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر پیچھے ہٹ گئے۔

ایک دوسرے شخص کنانہ بن بشر نے آگے بڑھ کر پیشانی مبارک پر لوہے کی سلاخ اس زور سے ماری کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلو کے بل گر پڑے' اس وقت بھی زبان مبارک سے بسم اللہ توکلت علی اللہ نکلا۔ سودان بن حمران مرادی نے کاری ضرب لگائی جس سے خون کا

Marfat.com

فوارہ جاری ہوگیا اور ایک سنگدل عمرو بن الحمق سینہ پر چڑھ بیٹھا اور جسم کے مختلف حصوں پر پے در پے نیزوں کے نو زخم لگائے۔ کسی بد بخت نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا۔ وفادار بیوی حضرت نائلہ نے جو پاس ہی بیٹھی تھیں' وار ہاتھ پر روکا۔ تین انگلیاں کٹ کر الگ ہوگئیں۔ اس وار نے ذوالنورین کی شمع حیات بجھادی۔ اس بے کسی کی موت پر سب دنیا نے ماتم کیا۔ کائنات ارضی وسماوی نے خونِ ناحق پر آنسو بہائے۔ کارکنانِ قضاء وقدر نے کہا: جو خونِ آشام تلوار آج بے نیام ہوئی ہے' وہ قیامت تک بے نیام رہے گی اور فتنہ وفساد کا جو دروازہ کھلا ہے وہ حشر تک کھلا رہے گا۔ (صحیح بخاری' کتاب الفتن)

شہادت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے:

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (البقرہ:۱۳۷)

ترجمہ: ''اور تمہیں ان کے مقابلے کے لیے اللہ کافی ہے' وہ سننے والا اور جاننے والا ہے''۔

یہ سانحہ جمعہ کے دن ۱۸' ذوالحجہ ۳۵ھ/۶۵۶ء کو وقوع پذیر ہوا۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر ۸۲ سال تھی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ!

☆ مظلومی کی شہادت

شہادت کے وقت حضرت عثمان قرآن حکیم کی تلاوت فرما رہے تھے' جمعہ کے دن عصر کے وقت شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ دو دن تک لاش بے گور وکفن پڑی رہی۔ حرمِ رسول میں قیامت برپا تھی' باغیوں کی حکومت تھی۔ ان کے خوف سے کسی کو علانیہ دفن کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ ہفتہ کا دن گزر گیا تو رات کو چند آدمیوں نے ہتھیلی پر جان رکھ کر تجہیز وتکفین کی ہمت کی اور غسل دیئے بغیر اسی طرح خون آلود پیراہن میں شہید مظلوم کا جنازہ اُٹھایا۔ کل سترہ آدمیوں نے کابل سے مراکش تک کے فرمانروا کے جنازے کی نماز پڑھی۔ مسند ابن حنبل کی روایت کے مطابق حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اور بروایتِ طبقات ابن سعد' حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع کے قبرستان کے آخری حصہ میں دفن کیا گیا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد اوّل ص ۷۳)

Marfat.com

☆شہادت کے اثرات ونتائج

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تاریخِ اسلام کا بہت بڑا المیہ ہے۔اس افسوسناک واقعہ کے نتائج بڑے گہرے اور دوررس ثابت ہوئے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادتِ عظمیٰ معمولی واقعہ نہ تھا' اس سے نہ صرف عامۃ المسلمین دم بخود اور مضطرب و پریشان ہوئے بلکہ وہ مخالفین بھی جو آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں آپ رضی اللہ عنہ پر نکتہ چینیاں کرتے رہے' نادم و پشیمان ہوئے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی اس کا شدید ردِعمل ہوا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر فرمایا: خدایا! میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون سے بَری ہوں۔حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! اگر تمہاری اس بداعمالی کی سزا میں کوہِ اُحد تم پر ٹوٹ پڑے تو بجا ہے۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے وہ رخنہ پیدا ہوگیا ہے جسے پہاڑ بھی بند نہیں کرسکتا۔

دشمنانِ اسلام مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی سازش میں کامیاب ہو گئے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت نے وحدتِ ملّی اور اسلامی شیرازہ بندی کو کچھ اس طرح سے درہم برہم کیا کہ کسی کے سنبھالے نہ سنبھلی اور آپ رضی اللہ عنہ کی وہ پیشگوئی جو شہادت سے چند روز قبل آپ رضی اللہ عنہ نے باغیوں کو انتباہ کی صورت میں کی تھی: ''یاد رکھو! اگر تم نے مجھے قتل کیا تو پھر تا قیامت ایک ساتھ نماز نہ پڑھ سکو گے' نہ ایک ساتھ جہاد کرو گے'' حرف بحرف پوری ہوئی۔چنانچہ اُسی دن سے مسلمان دو سیاسی گروہوں میں بٹ گئے۔بعد میں اُن کے متعدد فرقے' سُنّی' شیعہ' خارجی وغیرہ عالمِ وجود میں آئے۔نیز اتحادِ اسلامی پارہ پارہ ہوگیا اور مسلمانوں میں خانہ جنگی کا آغاز ہوا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خون سے رنگین کُرتا اور حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی کٹی ہوئی انگلیاں شام میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئیں۔جب وہ کُرتا مجمعِ عام میں کھولا گیا اور اُنگلیاں لٹکائی گئیں تو ایک ماتم برپا ہوگیا اور انتقام کی آوازیں آنے لگیں' اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک جماعت قصاصِ عثمان کی دعوت لے کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اس جماعت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔اس طرح

Marfat.com

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اندوہناک شہادت سے جو مسائل پیدا ہوئے' وہ بڑی حد تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مشکلات کا باعث بنے۔ دوسری طرف بنواُمیہ کو قصاصِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ایک ایسا سیاسی نعرہ مل گیا جس کو اُنہوں نے حصولِ اقتدار کے لیے نہایت کامیابی سے استعمال کیا اور گو وہ اقتدار کے حصول میں کامیاب ہو گئے' مگر اس سے بنو ہاشم اور بنواُمیہ کی وہ قدیم مخاصمت از سرِ نو زندہ ہو گئی جسے اسلام نے دبا دیا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک مسلمان ایک عظیم قوم کی طرح متحد تھے۔ وہ ناقابلِ تسخیر عزم و استقلال کے ساتھ دشمنانِ اسلام کا مقابلہ کرتے اور اُن پر فتوحات حاصل کرتے چلے آ رہے تھے۔ لیکن اب وہ حسد و نفاق' تفریق اور ذاتی اغراض کے ایسے شکار ہوئے کہ نہ صرف باہمی جھگڑوں کے ایک لامتناہی سلسلے میں جکڑ کر رہ گئے' بلکہ اُن کی تلواریں غیروں کی بجائے اپنوں کا خون چاٹنے لگیں' فتوحات کا سلسلہ ختم ہو گیا' ترقی ماند پڑ گئی' غرضیکہ تباہی اور بربادی مسلمانوں کی قسمت کا جزو بن کر رہ گئی۔

فطرت اَفراد سے اِغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں مِلّت کے گناہوں کو معاف

بقول شاہ معین الدین احمد ندوی:

''حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت درحقیقت تنہا آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ نہ تھا' بلکہ وحدتِ اسلامی کی شکست اور مسلمانوں کے شیرازہ کی برہمی کا حادثہ تھا۔ اس حادثے سے مسلمانوں میں جو تفریق پیدا ہوئی' وہ قیامت تک نہ مٹے گی اور اس وقت جو تلوار بے نیام ہوئی تھی' وہ ہمیشہ بے نیام رہے گی۔ مسلمان' شیعہ' سنی' خارجی اور عثمانی فرقوں میں بٹ گئے اور جو متحدہ قوت غیر مسلموں اور اسلام کے دشمنوں کے مقابلہ میں صرف ہوئی تھی' وہ ایک دوسرے کے خلاف صرف ہونے لگی اور عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے جس خانہ جنگی کا آغاز ہوا' اس کا سلسلہ اب تک قائم ہے''۔

(تاریخِ اسلام)

Marfat.com

☆شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اضطراب

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہا:

''یاالٰہی! تو خوب جانتا ہے کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے خون سے بَری ہوں''۔

نیز فرمایا کرتے تھے کہ:

''عثمان کی شہادت کے دن میرے ہوش اُڑ گئے تھے''۔

☆ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا:

''اگر تمہارے اس معاملہ سے جو تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہے' خدا کا عرش اپنی جگہ سے ہل جاتا تو بعید نہیں تھا''۔

☆ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے:

''لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے اپنے اوپر ایسے فتنے کا دروازہ کھول لیا ہے جو قیامت تک بند نہ ہوگا۔ اب جو تلواریں کھنچ گئی ہیں وہ قیامت تک میان میں بند نہ ہوں گی''۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں:

''باغیوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا' حالانکہ وہ سب سے زیادہ صلہ رحم کرنے والے اور خدا سے ڈرنے والے تھے''۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے:

''اگر سب لوگ قتلِ عثمان رضی اللہ عنہ پر متفق ہو جاتے تو اُن پر مثل قومِ لوط علیہ السلام پتھر برستے''۔

☆برکاتِ نبوت کا اُٹھ جانا

اب تک مسلمان برکاتِ نبوت سے بہرہ مند ہو رہے تھے۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے یہ برکات اُٹھا لی گئیں۔ اس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تنگ دستی کا ذکر کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

اُنہیں کھجوروں کا ایک تھیلا دیا اور فرمایا کہ اس تھیلے کو اپنے پاس سنبھال کر رکھو۔ تمہیں جب بھی ضرورت پڑے' اس سے کھجوریں نکال سکتے ہو۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس تھیلے سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد تک فائدہ اُٹھاتے رہے' لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ تھیلا غائب ہو گیا' کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

''یہ تھیلا اُس وقت تک تمہارے پاس موجود رہے گا جب تک برکاتِ نبوت اُٹھا نہیں لی جاتیں''۔

☆حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خواب

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں فرمایا:

''لوگو! میں نے کل رات ایک عجیب وغریب خواب دیکھا' میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی عدالت لگی ہوئی ہے۔ پروردگارِ کائنات اپنے عرش پر متمکن ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور عرش کا ایک پایہ پکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر اچانک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس حالت میں عدالت میں آتے ہیں کہ ان کا کٹا ہوا سر ان کا ہاتھ میں رکھا ہوتا ہے اور وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں فریاد کناں ہوتے ہیں کہ ''اے پروردگار! میں ان بندوں سے جو تیرے آخری نبی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیوا ہیں اور جو خود کو مسلمان کہتے ہیں' پوچھا جائے کہ مجھے کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا گیا' شہید کیا گیا۔ (بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَ) میرا آخر کیا گناہ تھا' کون سا جرم تھا جس کے بدلے میں میرا سر کاٹا گیا''۔ اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ''عثمان رضی اللہ عنہ کی اس فریاد پر میں نے دیکھا کہ عرشِ الٰہی تھرایا اور آسمان سے خون کے دو پرنالے جاری کر دیئے گئے جو زمین پر خون برسانے لگے۔ (یہ خون کے دو پرنالے درحقیقت جنگِ جمل اور جنگِ صفین تھیں)۔

(شہیدِ مظلوم رضی اللہ عنہ از ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ص ۶۳)

Marfat.com

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بے مثال صبر واستقامت ☆

لیے دریا نے موتی، گل شجر نے، لعل پتھر نے
خریدا ہم نے سودا، دردِ اُلفت کا بشر ہو کر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت کے عظیم سانحہ کے موقع پر جس نرم دلی اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا، اس کی مثال ملنی مشکل ہے، حقیقت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو جو اقتدا رواختیار حاصل تھا، اگر اسے بروئے کار لاتے ہوئے ذرا سا بھی حکم یا اجازت صادر کر دیتے تو باغیوں اور شر پسندوں کا مکمل صفایا ہو سکتا تھا، لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بات پسند نہ کی کہ اُن کی وجہ سے مسلمانوں میں باہمی خونریزی ہو۔ اس لیے اس عظیم مقصد کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''حضرت عثمان کا کردار بحیثیت خلیفہ ایک مثالی کردار تھا، جس پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے، آپ رضی اللہ عنہ خود اس امر میں مانع تھے کہ اُن کے اقتدار کو بچانے کے لیے مدینۃ الرسول رضی اللہ عنہ میں مسلمان ایک دوسرے سے لڑیں۔ وہ تمام صوبوں سے فوجیں بُلا کر محاصرین کی تِکّہ بوٹی کرا سکتے تھے، مگر اُنہوں نے اس سے پرہیز کیا۔..... حقیقت یہ ہے کہ انتہائی نازک موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ طرزِ عمل اختیار کیا جو ایک خلیفہ اور ایک بادشاہ کے فرق کو صاف صاف کر کے رکھ دیتا ہے، ان کی جگہ کوئی بادشاہ ہوتا تو اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے کوئی بازی کھیل جانے میں بھی اس باک نہ ہوتا۔ اس کی طرف سے اگر مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بج جاتی، انصار و مہاجرین کا قتل عام ہو جاتا، ازواجِ مطہرات کی توہین ہوتی اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مسمار ہو جاتی تو وہ کوئی پرواہ نہ کرتا۔ مگر وہ خلیفۂ راشد تھے۔ اُنہوں نے سخت

Marfat.com

سے سخت لمحوں میں بھی اس بات کو ملحوظ رکھا کہ ایک خدا ترس فرمانروا اپنے اقتدار کی حفاظت کے لیے کہاں تک جا سکتا ہے اور کس حد پر پہنچ کر اسے رُک جانا چاہیے۔ وہ اپنی جان دے دینے کو اس سے ہلکی چیز سمجھتے تھے کہ ان کی بدولت وہ حرمتیں پامال ہوں جو ایک مسلمان کو ہر چیز سے بڑھ کر عزیز ہونی چاہئیں''۔

(خلافت وملوکیت ص ۱۱۶۔۱۲۰)

☆ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رقمطراز ہیں کہ:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے وقت کی عظیم ترین سلطنت کے فرمانروا تھے۔ ان کی حدودِ مملکت ذوالقرنین جیسے عظیم شہنشاہ سے بھی سہ چند تھیں۔ وہ اگر ذرا اشارہ کر دیتے تو اتنی فوجیں جمع ہو سکتی تھیں کہ جن کا شمار ممکن نہیں۔ مصر' شمالی افریقہ' مصر و فلسطین' یمن' نجد' حجاز' عراق اور ایران کے جانثار گورنر' سب ان کے ایک حکم پر لشکرِ جرار کے ساتھ حاضر ہو سکتے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انتہائی اصرار کرتے رہے کہ ہم کو اجازت دیجئے' ہم ان بلوائیوں' شورش پسندوں' فتنہ گروں اور باغیوں سے نمٹ لیں۔ لیکن عثمان رضی اللہ عنہ کی زبان پر ایک حکم تھا: ''نہیں!'' اگر اس پیکر صبر و رضا کی زبان سے ایک لفظ بھی اجازت کا نکل جاتا تو میں سچ کہتا ہوں کہ بلوائیوں اور باغیوں کہ تکہ بوٹی ہو جاتی اور ان کا نام و نشان ڈھونڈے سے بھی نہ ملتا..... لیکن عثمان رضی اللہ عنہ اس آزمائش میں صبر و ثبات اور حلم و تحمل اور قوتِ برداشت کے کوہِ ہمالیہ کی طرح جمے اور کھڑے نظر آتے تھے..... انہیں اپنی جان دینا قبول..... اپنی بے حرمتی منظور..... لیکن یہ بات کسی حال منظور نہیں کہ ان کی وجہ سے کسی بھی کلمہ گو کے خون کی ایک بوند گرے''۔ (شہید مظلوم رضی اللہ عنہ' ص ۳۱)

رہبرِ خلق بن گئے جو تیری راہ پر چلے
نازشِ کائنات ہیں تیرے غلام سب کے سب

Marfat.com

☆ قاتلانِ عثمان رضی اللہ عنہ کا عبرتناک انجام ☆

ابوقلابہ سے مروی ہے کہ:

''میں نے شام کے بازار میں ایک آدمی کی آواز سنی جو ''آگ آگ'' چیخ رہا تھا۔ میں قریب گیا تو دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر ٹخنوں سے کٹے ہوئے ہیں اور دونوں آنکھوں سے اندھا منہ کے بل پڑا گھسٹ رہا ہے اور ''آگ آگ'' چیخ رہا ہے' میں نے اس سے حال دریافت کیا تو اُس نے بتایا کہ ''میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گھسے تھے۔ جب میں ان کے قریب گیا تو ان کی اہلیہ چیخنے لگیں۔ میں نے ان کے طمانچہ مارا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ''تجھے کیا ہو گیا ہے؟ عورت پر ناحق ہاتھ اُٹھاتا ہے۔ خدا تیرے ہاتھ پاؤں کاٹے! تیری دونوں آنکھوں کو اندھا کر دے اور تجھے آگ میں ڈالے''۔ مجھے بہت خوف معلوم ہوا اور میں نکل بھاگا۔ اب میری یہ حالت ہے جو تم دیکھ رہے ہو' صرف آگ کی بددعا باقی رہ گئی ہے''۔

☆ نافع سے مروی ہے کہ:

''ایک بلوائی نے شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عصا لے کر اپنے گھٹنے سے توڑ ڈالا تھا.....اس کی پوری ٹانگ گل گئی''۔

☆ یزید بن حبیب سے مروی ہے کہ:

''جو لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر چڑھائی کر کے گئے تھے' ان میں سے اکثر پاگل ہو کر مرے''۔

واقفِ اسرارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ:

''جب بلوائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چلے تو لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کہ ''آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟'' انہوں نے کہا:

Marfat.com

''بخدا! عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں جائیں گے اور ان کے قاتلین کے لیے خدا کی قسم دوزخ ہے، جس سے کسی طور ان کو چھٹکارا نہیں ملے گا''۔

(شہید مظلوم رضی اللہ عنہ، ص ۶۲)

چمکتا ہے شہیدوں کا لہو قدرت کے پردے میں
شفق کا حسن کیا ہے، پھول کی رنگین قبا کیا ہے؟

Marfat.com

☆قاتلانِ عثمان کا انجامِ بد☆

(۱) محمد بن ابوبکر

جس نے آپ رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی پکڑ کر بدتمیزی اور بدکلامی کی تھی۔ معاویہ بن خدیج کے ہاتھوں قتل ہوا اور بعد میں اسے گدھے کی کھال میں بند کر کے جلا دیا تھا۔

(۲) اسود بن عمران

جس نے پہلے آپ رضی اللہ عنہ کو زدوکوب کیا پھر قتل کر دیا' اسے آپ رضی اللہ عنہ کے غلام نے وہیں قتل کر دیا۔

(۳) اشتر نخعی

جس نے لوگوں کو آپ کے خلاف خوب بھڑکایا' مصر جاتے ہوئے ساحلِ سمندر پر خراج وصول کرنے والے مقدم کے زہریلے کھانے سے مر گیا۔

(۴) عمر بن الحمق خزاعی

جس نے آپ رضی اللہ عنہ پر بہت زیادہ تشدد کیا تھا' اسے عبدالرحمٰن ابن اُم الحکم نے (جو موصل کا حاکم تھا) کوڑے مروائے' جس سے وہ مر گیا۔

(۵) کنانہ بن بشر

جس نے آپ رضی اللہ عنہ کو تلوار ماری تھی' عمرو بن عاص کے لشکر سے مقابلہ میں مارا گیا۔

(۶) عمیر بن حنابی

اس کو حجاج بن یوسف نے قتل کرا دیا۔

(۷) حکیم بن جبلہ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں مارا گیا۔

Marfat.com

(۸) کمیل بن زیاد

اس کو بھی حجاج بن یوسف ثقفی نے قتل کرادیا تھا۔

؎ رہبرِ دیں' نورِ ایماں بالیقیں عثمان ہے
خون میں لتھڑا ہے یہ کتنا حسیں عثمان ہے

☆عہدِ عثمانی رضی اللہ عنہ کے کارناموں پر ایک نظر☆

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اگرچہ اطمینان وسکون کے ساتھ حکومت کرنے کا موقعہ صرف پانچ سال ملا۔ لیکن اس قلیل مدت میں آپ رضی اللہ عنہ نے اُمتِ اسلامیہ کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مفتوحہ علاقوں میں رونما ہونے والی بغاوتوں کو فرو کیا اور بہت سے ممالک کو زیرِ نگیں کر کے مملکتِ اسلامیہ کی حدود کو وسعت دی۔ اس کے ساتھ ساتھ نظامِ خلافت جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی کے زمانے میں اتنا مکمل اور منضبط بنیادوں پر استوار ہو چکا تھا کہ اس میں کسی ترمیم واضافہ کی بالکل گنجائش نہ تھی۔ تاہم اس کے جو گوشے تشنۂ تکمیل رہ گئے تھے' اُن کی تکمیل کی۔ علاوہ ازیں صیغۂ فوج کی اصلاح' بحری فوج اور اسلامی بحری بیڑے کا قیام اور رفاہِ عامہ کے کام بھی آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے وہ کارنامے ہیں جن کے ذکر کے بغیر آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کی صحیح اور مکمل عکاسی ممکن نہیں۔ ذیل میں عہدِ عثمانی رضی اللہ عنہ کے ان کارناموں کا اجمالی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

☆بغاوتوں کا خاتمہ

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سے ان تمام عناصر کی حوصلہ افزائی ہوئی تھی' جو اسلامی حکومت کے خلاف باغیانہ منصوبے بنا رہے تھے۔ چنانچہ مصر میں قیصر روم نے اسکندریہ میں بغاوت پھیلائی' خراسان' آذربائیجان اور آرمینیا میں بھی بغاوتیں ہوئیں۔ غرضیکہ وہ تمام علاقے جو دارالخلافہ سے قدرے دور تھے' باغی ہونے لگے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نہ صرف ان تمام بغاوتوں کو کامیابی سے دبایا' بلکہ آئندہ کے لیے بغاوتوں کو روکنے کے مؤثر اقدامات کیے۔

Marfat.com

☆فتوحات کی وسعت

خلافت عثمانی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی چھ سات سال اسلامی عساکر نے مسلسل فتوحات حاصل کیں۔ایک طرف ایشیائے کوچک' شمالی افریقہ اور قبرص کی فتوحات حاصل ہوئیں اور دوسری طرف فارس وطبرستان وخراسان کی بغاوتوں کے خاتمے کے بعد کرمان وسجستان پر قبضہ کیا گیا اور اسلامی مملکت کی سرحدیں کابل سے لے کر یورپ تک جا پہنچیں۔(تفصیل پہلے گزر چکی ہے)

☆انتظامی اصلاحات

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نظامِ حکومت کو فاروقی خطوط پر قائم رکھا' البتہ شام کے چار صوبوں کو ملا کر ایک صوبہ بنا دیا۔جس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گورنر مقرر ہوئے' وہ چونکہ خود اچھے منتظم اور جرنیل تھے' اس لیے نہ صرف اس علاقہ کا نظم وضبط بہتر ہوا۔ بلکہ مزید فتوحات میں شام نے اہم کردار ادا کیا۔امن وخوشحالی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فطری فراخ دلی ونرمی کی وجہ سے احتساب کا وہ نظام تو برقرار نہ رہا جو عہدِ فاروقی کا طرۂ امتیاز تھا۔تاہم حج کے موقع پر گورنروں کا احتساب ہوتا تھا اور عوام کو شکایات کا موقع ملتا تھا۔

بقولِ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ:

''حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو سیاسی اُمور میں خصوصی ملکہ حاصل تھا لیکن چونکہ زمانۂ ابتلا میں مخالفوں کی نکتہ چینی عام ہو گئی تھی' اس لیے ان کا حسنِ انتظام اور مصالح سلطنت نظروں سے اوجھل ہو کر رہ گئے۔حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ نے سیاست ملّی میں ایسے ایسے اُمور اختراع کیے کہ جس کی نظیر کہیں اور نہ ملے گی''۔(تاریخ ابن خلدون' جلد اوّل)

☆نئی فوجی چھاؤنیاں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں نئی فتوحات سے اسلامی حکومت کی حدود اتنی وسیع ہو گئی تھیں کہ وسیع وعریض مملکت کو سنبھالنے کے لیے خصوصی اقدامات کرنے پڑے۔اس سلسلے میں عہدِ عثمانی میں شام ومصر کے علاقے میں بہت سی فوجی چھاؤنیاں بسائی گئیں۔جن میں

Marfat.com

فوجی ساز وسامان' گھوڑے اور فوجی جوان رکھے جاتے تھے۔ فوجی گھوڑوں کو پالنے کے لیے وسیع وعریض چراگاہیں بھی قائم کی گئیں۔

☆ بحری فوج اور اسلامی بیڑہ

اسلامی بحری فوج کا قیام حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ بنوامیہ مکہ کے فوجی سالار تھے۔ اس لیے اُموی گورنروں نے فوج کو ہر طرح سے ترقی دی' قیصر روم نے شمالی افریقہ ومصر میں بغاوت پھیلائی تو فیصلہ کیا گیا کہ بحری فوج کی ترقی کے بغیر رومی مداخلت روکنا مشکل ہے' لہٰذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پرانے منصوبے پر عمل کرنے کا موقع مل گیا اور بحری بیڑا تیار کر کے بحیرۂ روم میں رکھا گیا۔ قبرص کے جزیرہ پر اس بحری بیڑے نے قبضہ کیا تھا۔ جب قیصر روم نے ۳۱ھ میں چھ سو جہازوں پر مشتمل بحری بیڑے سے شام کے ساحل پر حملہ کیا تو عبداللہ بن ابی سرح کے بیڑے نے اسے شکست فاش دی۔ اسلامی بحری بیڑے کے قیام کے بعد بحیرہ روم پر مسلمانوں کا تسلط قائم ہوگیا۔

☆ بیت المال کے محاصل ومصارف

خلافتِ عثمانی میں بہت سے نئے ملک فتح ہوئے اور خراج کی آمدنی بہت بڑھ گئی۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے عمال کے حسن انتظام سے پرانے محاصل میں کافی اضافہ ہوا۔ چنانچہ مصر کے خراج کی مقدار پہلے سے دگنی ہوگئی۔ آمدنی میں اضافہ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے وظائف میں بھی اضافہ فرمایا۔ جن لوگوں کو رمضان المبارک کے لیے نقد ملتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس روزینہ کے علاوہ کھانا بھی مقرر کر دیا۔ (طبری ص ۲۸۰۴) بیت المال کی آمدنی میں اضافے کی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عوام کی فلاح وبہبود کے لیے متعدد رفاہِ عامہ کے کام سرانجام دیئے۔

☆ مدینہ کو سیلاب سے محفوظ کرنا

مدینہ ایک نشیبی بستی ہے' جس میں کبھی کبھار شمال کی طرف سے سیلاب آ جاتا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خیبر کی جانب ایک بند بنوایا تا کہ سیلانی پانی مدینہ کی طرف نہ آئے

Marfat.com

اورایک نہر کھدوا کراس کے بہاؤ کا رخ تبدیل کر دیا۔

قارئین محترم! اس بند کو ''بندِ مہروز'' کہا جاتا ہے۔ رفاہِ عام کی تعمیرات میں خلیفۂ ثالث رضی اللہ عنہ کا یہ ایک اہم کارنامہ تھا۔

☆ مسجد نبوی رضی اللہ عنہ کی تعمیر وتوسیع

تعمیرات اور مذہبی خدمات کے سلسلے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سب سے روشن کارنامہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیر وتوسیع ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دس مہینوں کی مسلسل جدوجہد کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیر وتوسیع کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اس مقدس عمارت کو نہ صرف چونا و پتھر کے استعمال سے مضبوط بنایا گیا بلکہ نقش ونگار سے خوبصورت بھی بنایا گیا۔ ستون جو کبھی کھجور کے تنے کے ہوتے تھے' پتھر کے بنوائے گئے اور سیسہ استعمال کر کے انہیں مضبوط تر کر دیا گیا۔ (خلاصۃ الوفا ص ۱۲۴)

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی توسیع وتعمیر میں مسجد کا طول ۱۴۰ گز اور عرض ۱۲۰ گز تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سابقہ لمبائی میں بیس گز اور چوڑائی میں تیس گز کا اضافہ کیا۔

(ابن اثیر ج ۳ ص ۳۹' یعقوبی ج ۲ ص ۱۹۱)

☆ حفاظتِ قرآن

قرآن کریم کی حفاظت کے سلسلہ میں آپ نے جو خدمت سرانجام دی' وہ تاریخِ اسلام کا ایک زریں باب ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک صحابی حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے جنگی مہمات کے دوران یہ دیکھا کہ قبائل میں قراءت کا اختلاف بہت بڑھ گیا ہے۔ اُنہوں نے خیال کیا کہ اس کا تدارک نہ کیا گیا تو تفرقہ انگیز نتائج رونما ہوں گے۔ واپس آ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ سب نے متفق ہو کر کہا کہ اُمت کو ایک قراءت پر جمع کرنا چاہیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے قرآن کریم کا وہ نسخہ منگوایا جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں لکھا گیا تھا۔ چند اشخاص کا ایک بورڈ مقرر کیا کہ اس سے نقل کر کے قرآن کریم کے نسخے تحریر کریں۔ اُنہیں حکم دیا کہ ان میں جہاں اختلاف پیدا ہو' قریش کی بولی کے مطابق لکھیں۔

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ نے متعدد نسخے تیار کروائے اور مملکت کے سب حصوں میں بھجوا دیئے۔ جو سابقہ نسخے تھے ان کے بارے میں حکم دیا کہ جہاں کہیں ہوں اُنہیں جلا دیا جائے تا کہ اختلاف کا احتمال نہ رہے۔ (ابن اثیر، ترمذی، الفہرست لابن الندیم)

☆مجلسِ شوریٰ

گو عثمانی دور میں عہدِ فاروقی کی طرح شوریٰ کا اہتمام نہ رہ گیا تھا، تاہم مہماتِ اُمور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اور عمالِ حکومت سے مشورہ فرماتے تھے۔ مجلسِ شوریٰ کے باقاعدہ اجلاس دارالخلافہ میں ہوتے تھے۔ ارکانِ مجلس سے عموماً تحریری رائے لی جاتی تھی۔ چنانچہ شورشوں کے زمانہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں گورنروں کا ایک اجلاس بلایا اور سب سے کہا: ''فَاشِیْرُوْا عَلَیَّ'' یعنی مجھے مشورہ دو۔ (طبری)

☆رفاہِ عامہ کے کام

عثمانی عہد میں رفاہِ عامہ کے بھی بہت سے کام انجام پائے۔ خصوصاً تعمیرات میں بڑا اضافہ ہوا۔ دنا تر کے لیے وسیع عمارتیں تعمیر ہوئیں، رعایا کی آسائش کے لیے سڑکیں، پل اور مسافر خانے بنوائے۔ کوفہ میں ایک وسیع مہمان خانہ بنوایا۔ مدینہ ونجد کی راہ میں ایک سرائے تعمیر کرائی اور اس کے متصل ایک بازار قائم کیا گیا اور ایک میٹھے پانی کا کنواں بھی کھدوایا گیا جو ''بیرالسائب'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ کئی راستوں پر میٹھے پانی کے اور بھی کنوئیں کھدوائے گئے۔ غرضیکہ دورِ عثمانی میں مالی وسائل کی کمی نہ تھی۔ عوام اس حد تک خوشحال تھے کہ زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا، اس لیے ''غنیٰ'' کی دریا دلی ہر جگہ اپنا رنگ دکھاتی رہی ؎

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

☆کبوتر بازی اور غلیل بازی کا خاتمہ

دولت کی فراوانی اور فارغ البالی کے باعث اہلِ مدینہ میں لھو ولعب کے مشاغل پیدا ہو چکے تھے، چنانچہ کبوتر بازی اور غلیل بازی پر یکسر پابندی لگا دی، کیونکہ یہ دونوں کھیل بے

Marfat.com

ہودہ' خوشحال لوگوں کا دلچسپ مشغلہ بن چکا تھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یہ برداشت نہیں کرتے تھے۔

☆عدالتی نظام

عدالتی نظام کم وبیش عہدِ فاروقی کی طرز پر قائم رہا اور اس میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہ ہوئی۔

☆رعایا کی خبر گیری

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں جمہوریت کی رُوح کو زندہ رکھا اور رائے عامہ کا پورا پورا احترام کیا۔ ہر شخص کو اظہارِ خیال کی مکمل آزادی تھی۔ عوام کو حکام پر نکتہ چینی کا پورا حق اور عوام کے شخصی حقوق کی کامل آزادی دی گئی تھی۔ عوامی شکایات پر گورنروں کو برطرف کر دیا جاتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ فاتح افریقہ کو خمس کا پانچواں حصہ بطور انعام دیا گیا تھا' لیکن جب عوام نے اسے ناپسند کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے رقم واپس لے لی۔

اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رعایا کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ منبر پر جمعہ کو مؤذن کے اذان دینے کے بعد تشریف لاتے تو لوگوں کے احوال دریافت کرتے' ان سے ان کی خبریں اور ان کے سفر کے حالات پوچھتے۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ کا اعلان تھا کہ ''لوگ معروف پر عمل کریں' منکرات سے بچیں اور کوئی مسلمان اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھے۔ میری حمایت کمزور اور مظلوم کے ساتھ ہے''۔

؎ سارے جہاں کی پیاس بجھانی محال ہے
اسلام کے پیالۂ لبریز کے بغیر

(ظفر علی خان)

☆مذہبی خدمات

خلیفۃ المسلمین رضی اللہ عنہ کا ایک اہم فرض مسلمانوں کی مذہبی تعلیم اور ان کی اخلاقی اصلاح وتربیت بھی ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں اس فرض کو بہ نفس نفیس انجام دیتے تھے۔ مسلمانوں کو مذہبی مسائل بتاتے اور انہیں اس کی عملی تعلیم دیتے تھے۔

Marfat.com

جہاد میں جو قیدی گرفتار ہو کر آتے' آپ رضی اللہ عنہ اُن کے سامنے خود اسلام کے محاسن بیان کر کے اُن کو دینِ حق کی دعوت دیتے تھے۔ ایک بار بہت سی رومی لونڈیاں گرفتار ہو کر آئیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اُن کے پاس جا کر تبلیغِ اسلام کا فرض انجام دیا۔ چنانچہ دو عورتوں نے اسلام قبول کر لیا۔

☆ اوّلیاتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ☆

(۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مذہبی انتظامات پر پوری توجہ دیتے تھے۔ مدینہ منورہ کی آبادی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ جمعہ کے روز ایک اذان کافی نہیں ہوتی تھی' اس لیے دوسری اذان کا اہتمام کیا۔

(۲) نماز میں صفوں کو برابر اور سیدھی رکھنے کے انتظام پر متعدد اشخاص متعین کیے جو خطبہ ختم ہونے کے ساتھ ہی مستعدی کے ساتھ صفیں درست کرتے تھے۔

(۳) آپ رضی اللہ عنہ نے مساجد کے لیے تنخواہ دار مؤذن بھی مقرر فرمائے۔

Marfat.com

☆حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت واخلاق☆

ہر لحظہ ہے مؤمن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی بُرہان

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

☆سیرتِ عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فطرتاً بڑے پاک باز' نیک دل' دیانت دار اور راست باز تھے۔ حیاء اور رحم دلی ان کی خاص شان تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ طبعاً فیاض اور سخی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی فیاضی اور سخاوت کے باعث بڑے ہر دلعزیز اور مقبولِ خاص و عام تھے۔ دورِ جاہلیت میں جب کہ عرب کا ہر بچہ مست شراب رہتا تھا اور اس وقت بھی عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی زبان بادہ گلگوں کی ذوق آشنا نہ تھی۔ جب کذب وافتراء اور فسق وفجور عالمگیر تھا' آپ رضی اللہ عنہ کا دامن ان دھبوں سے آلودہ نہیں ہوا تھا۔

☆خوفِ خدا

خوفِ خدا تمام محاسن کا سرچشمہ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اکثر خوفِ خداوندی سے آبدیدہ رہتے تھے۔ موت' قبر اور عاقبت کا خیال ہمیشہ دامن گیر رہتا۔ سامنے سے جنازہ گزرتا تو کھڑے ہو جاتے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آتے۔ قبروں سے گزرتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی حیاء داری ضرب المثل کی حد تک مشہور ہے۔ بند غسل خانے میں بھی تہمد باندھ کر نہاتے تھے۔ محاصرہ کے دوران آپ کی زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکلی جو قابلِ الزام ہو۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

حیاء سے تو فرشتے بھی شرماتے ہیں۔(بخاری شریف)

حُبِّ رسول ﷺ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سرورِ کائنات ﷺ کے ساتھ والہانہ شیفتگی تھی۔ آپ ﷺ کی رضا جوئی کے لیے کل کائنات نثار کرنے کے لیے ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی ادنیٰ تکلیف کو دیکھ کر تڑپ جاتے تھے۔ ایک دفعہ اہلِ بیتِ نبوی ﷺ پر کئی دن فقر و فاقہ سے گزر گئے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ بے چین ہو کر رونے لگے اور اُسی وقت بہت سا خورد و نوش کا سامان اور تین سو درہم لے جا کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا: جب اس قسم کی ضرورت پیش آئے تو عثمان رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا جائے۔(کنز العمال جلد ششم)

ذاتِ نبوی ﷺ کا اتنا احترام تھا کہ جس ہاتھ سے حضور ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی' اُسے تاحیات نجاست اور محل نجاست سے مَس نہ ہونے دیا۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہر دم ہر لحظہ پیشِ نظر رہتا تھا۔ اسی حُبِّ رسول ﷺ کا نتیجہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ کو بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خصوصی لگاؤ تھا۔ سرورِ کائنات ﷺ نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں ان کے نکاح میں دیں بلکہ فرمایا کہ ''اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں اور وہ مرتی جاتیں تو میں برابر یکے بعد دیگرے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیاہتا جاتا''۔(تاریخ اسلام' ص ۲۹۸' از شاہ معین الدین احمد ندوی)

☆اتباعِ رسول ﷺ

آپ رضی اللہ عنہ سنتِ نبوی ﷺ کے شیدائی تھے' اپنے ہر قول و فعل یہاں تک کہ حرکات و سکنات اور اتفاقی باتوں میں بھی محبوبِ آقا ﷺ کی اتباع کو پیشِ نظر رکھتے تھے۔ ایک دفعہ وضو کر کے مسکرائے' لوگوں نے اس بے موقع تبسم کی وجہ پوچھی۔ فرمایا: میں نے ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کو اسی طرح وضو کے بعد مسکراتے دیکھا تھا۔

☆صبر و تحمل

آپ رضی اللہ عنہ صبر و تحمل کا پیکر تھے۔ مصائب و آلام کو نہایت صبر و سکون کے ساتھ

Marfat.com

برداشت کرتے ہیں۔ شہادت کے موقع پر چالیس دن تک جس بردباری' ضبط اور تحمل کا اظہار آپ رضی اللہ عنہ کی ذات سے ہوا۔ وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ (مسند احمد ج ا ص ۵۶) اگر آپ رضی اللہ عنہ چاہتے تو باغیوں کے خون کی ندیاں بہہ جاتیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے جان دے دی مگر صبر و حلم کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

☆ زُہد و تقویٰ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک متمول گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لیے ناز و نعمت میں پلے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سخت کوش زندگی کے عادی نہ تھے۔ آرام و آسائش کے ساتھ زندگی بسر کرنے' اچھی غذا کھانے اور اچھا لباس پہننے کے عادی تھے' لیکن اس کے باوجود زہد و تقویٰ میں بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ دن اُمورِ خلافت کی انجام دہی میں گزر راتے اور رات کا اکثر حصہ عبادت و ریاضت میں بسر فرماتے تھے۔ کبھی کبھی رات بھر جاگتے اور ایک ہی رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے' نیز دوسرے تیسرے دن عموماً روزہ رکھتے اور کبھی کبھی مہینوں روزے سے رہتے۔

آپ رضی اللہ عنہ ہر سال حج کے لیے تشریف لے جاتے اور خود امیرِ حج کے فرائض انجام دیتے۔ خصوصاً ایامِ خلافت میں کوئی سال حج سے خالی نہیں گزرا' البتہ جس سال آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا' اُس سال محصور ہونے کے باعث حج پر نہ جا سکے۔

☆ ایثار

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جذبۂ ایثار سے سرشار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے عہدِ خلافت میں ذاتی اخراجات کے لیے بیت المال سے کوئی تنخواہ نہ لیتے تھے' بلکہ اپنا مقررہ وظیفہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے چھوڑ دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سالانہ وظیفہ پانچ ہزار درہم تھا۔ اس حساب سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے بارہ سالہ دورِ خلافت میں ساٹھ ہزار درہم کی گرانقدر رقم مسلمانوں کے لیے چھوڑ دی جو ان کے جذبۂ ایثار کی زرّیں مثال ہے۔

☆ سخاوت و فیاضی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ طبعاً فیاض واقع ہوئے تھے۔ سینکڑوں بیواؤں' یتیموں اور اپنے

Marfat.com

غریب اعزہ واقربا کی پرورش کرتے تھے۔ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے تھے۔ آپ جودوسخا کا ایک بہتا ہوا دریا تھے۔ عہدِ رسالت ﷺ میں آپ رضی اللہ عنہ کی دولت اسلام اور مسلمانوں کے لیے وقف تھی اور عہدِ خلافت میں بھی یہ سلسلہ جاری وساری رہا۔ عہدِ فاروقی رضی اللہ عنہ میں مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا' انہی دنوں اُونٹوں کا ایک قافلہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غلہ لے کر آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام غلہ مناسب قیمت پر غرباء کے لیے خریدنا چاہا' لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور عام اعلان کر دیا کہ جسے غلہ کی ضرورت ہو' آ کر مفت لے جائے۔ بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''میں نے غلہ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ قیمت پر فروخت کیا ہے''۔ دولاکھ اشرفی مالیت کی مستقل جائیداد راہِ خدات میں وقف کی تھی۔

☆عدل وانصاف

عدل وانصاف اور خوفِ خدا کی یہ حالت تھی کہ ایک مرتبہ تنبیہاً آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کا کان مروڑ دیا۔ اس نے فرمایا کہ تم مجھ سے قصاص لے لو' تم بھی میرا کان مروڑ دو' اُس نے حکم کی تعمیل کے لیے آپ کا کان اپنے ہاتھ میں لے لیا' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زور سے مروڑو' میں نے زور سے مروڑا تھا۔ دنیا میں قصاص کا ہو جانا آخرت کے قصاص سے بہتر ہے۔

(خلفائے راشدین از عبدالشکور لکھنوی)

☆اعزہ واحباب سے حُسنِ سلوک

بیواؤں' غریبوں اور یتیموں کے علاوہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے اعزہ اور رشتہ داروں سے بھی بڑی شفقت وفیاضی کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔ اپنی بیٹی کو جہیز میں ایک لاکھ درہم دیئے' اپنے چچا حکم بن العاص رضی اللہ عنہ کی اولاد کو ایک لاکھ درہم عطاء فرمائے۔ مزید برآں اپنے احباب میں سے جس کو قرض دیتے تھے' اکثر واپس نہ لیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی سب سے نمایاں خصوصیت غناء تھی۔

Marfat.com

☆فضل وکمال

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے خصوصی ہم نشینی کا شرف حاصل تھا۔اس لیے شیخین رضی اللہ عنہما کی طرح آپ رضی اللہ عنہ کی ذات بھی علم وعمل کا نمونہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ابتداء سے ہی لکھنے پڑھنے کا شوق و ذوق تھا۔چنانچہ زمانۂ جاہلیت سے آپ رضی اللہ عنہ نوشت وخواند سے واقف تھے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کاتب وحی بھی تھے۔تقریر و خطابت کی بجائے آپ کی تحریر دلکش ہوتی تھی۔ مذہبی علوم میں آپ رضی اللہ عنہ کا پایہ نہایت بلند تھا۔کلام اللہ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کو خاص شغف تھا۔ دوسرے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح آپ رضی اللہ عنہ بھی حافظ قرآن تھے۔اس کی تعلیم آپ رضی اللہ عنہ نے خاص زبانِ نبوت سے حاصل کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خود بھی کلام اللہ کا ایک نسخہ مرتب کیا تھا۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی ممتاز حافظ تھے۔لیکن کلامِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تغیر وتبدل کے خوف سے روایت بہت کم کرتے تھے۔ اس کے جواز میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص میری طرف ایسا قول منسوب کرے گا' جو میں نے نہیں کہا ہے تو اُس کو چاہیے کہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنانے کے لیے تیار رہے''۔ (طبقات ابن سعد' جلد چہارم) یہ احتیاط کا تقاضا تھا۔

☆ علم فقہ میں اگرچہ آپ رضی اللہ عنہ کا پایہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے برابر نہ تھا' مگر آپ بھی مجتہدانہ حیثیت رکھتے تھے اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم' آپ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے استفادہ کرتے تھے۔ آپ مسائل وراثت اور مسائلِ حج میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ آپ ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے' جنہیں دنیا میں جنت کی بشارت مل گئی تھی۔غرضیکہ آپ کی زندگی کا مقصد خدا کے دین کی سربلندی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ سابقون الاوّلون میں سے تھے۔

☆لباس

آپ رضی اللہ عنہ خوش لباس تھے لیکن اس میں تکلف کو دخل نہیں ہوتا تھا' ایسے لباس سے پرہیز کرتے تھے' جس سے مزاج میں غرور' تکبر اور خود بینی کا احساس ہو جاتا ہے۔تمام عمر

Marfat.com

پائجامہ نہیں پہنا' صرف شہادت کے وقت ستر (کھلنے) کے خیال سے پہن لیا تھا' عموماً تہد باندھا کرتے تھے۔

☆ازواج واولاد

مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں' پہلی بیوی آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ حبشہ کی ہجرت میں وہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھیں۔ واپس آکر مدینہ منورہ کی ہجرت میں شریک ہوئیں۔ مدینہ میں ایک سال زندہ رہیں۔ ۲ھ میں غزوۂ بدر کے موقع پر وفات پائی۔ ان سے عبداللہ نامی ایک فرزند تولد ہوا تھا' جس نے بچپن ہی میں وفات پائی' اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی چھوٹی صاحبزادی اُم کلثوم سے ۳ھ میں نکاح ہوا۔ اُنہوں نے بھی نکاح کے چھ سات برس بعد ۹ھ میں وفات پائی۔ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی' ان کی وفات کے بعد یکے بعد دیگرے آٹھ نکاح کیے۔ کئی صاحبزادے ہوئے' جن میں سے حضرت ابان نے کافی شہرت حاصل کی' اُنہوں نے اُموی عہد خلافت میں خاصا اعزاز حاصل کیا۔

Marfat.com

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کیا مرتبہ ہے حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا
جنت ہے صلہ الفت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا

''ذوالنور'' صحابہ میں فقط ذات تھی ان کی
ہے راز یہی حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا

تھے جود و سخا میں بھی وہ مشہورِ زمانہ
چرچا تھا اگر دولتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا

اک لہجۂ قراءت پہ ہیں قرآن کے جامع
اعزاز ہے یہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا

لازم ہے مودّت بھی اسے آلِ نبی کی
دعویٰ ہو جسے نسبتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا

شاداں ہے رشیدؔ آلِ پیمبر کی رضا میں
رکھتا ہے شغف مدحتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا

(رشید وارثی)

Marfat.com

☆جامع مناقبِ شیخین وعثمان رضی اللہ عنہم☆

☆(۱)''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک لکڑی سے زمین کھرچ رہے تھے' ایک شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دروازہ کھول کر آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے' میں نے دروازہ کھول کر انہیں جنت کی بشارت دے دی۔ پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دروازہ کھول کر آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں گیا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے دروازہ کھول کر انہیں جنت کی بشارت دے دی' پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: دروازہ کھول دو اور آنے والے کو مصیبتوں کی بناء پر جنت کی بشارت دے دو' میں نے جا کر دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے دروازہ کھولا اور انہیں بھی جنت کی بشارت دی اور جو کچھ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا' کہہ دیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! صبر عطاء فرما! یا کہا: اے اللہ! تو ہی مستعان (جس سے مدد طلب کی جائے) ہے''۔ (متفق علیہ)

☆(۲)''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبل اُحد پر تشریف لے گئے' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم تھے۔ ان سب کی موجودگی کی وجہ سے پہاڑ (جوشِ مسرت سے) وجد میں آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اپنا قدم مبارک مارا اور فرمایا:

Marfat.com

اے اُحد! ٹھہر جا! تیرے اوپر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید کے سوا اور کوئی نہیں''۔

(بخاری' ترمذی' ابوداؤد)

☆(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو شمار نہیں کرتے تھے' پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو' پھر ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو' ان کے بعد ہم باقی اصحابِ رسول ﷺ کو ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے''۔ (بخاری شریف' ابوداؤد شریف)

☆(۴) ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے مبارک زمانہ میں جب ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کسی کو ترجیح دیتے تو سب پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیا کرتے تھے' پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو' پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو''۔ (امام بخاری' ابوداؤد)

☆(۵) ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری اُمت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے معاملے میں سب سے زیادہ شدت والے عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور حیاء کے اعتبار سے سب سے زیادہ مضبوط عثمان رضی اللہ عنہ ہیں''۔ (ترمذی' ابن ماجہ' نسائی)

☆(۶) ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: گزشتہ رات ایک نیک آدمی کو خواب دکھایا گیا کہ ابوبکر کو حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ منسلک کر دیا گیا اور عمر کو ابوبکر کے ساتھ اور عثمان کو عمر کے ساتھ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی مجلس سے اُٹھے تو ہم نے کہا: اس نیک آدمی سے مراد تو خود حضور نبی اکرم ﷺ ہی ہیں۔ رہا بعض کا بعض سے منسلک ہونا تو وہ ان کا اس ذمہ داری کو سنبھالنا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا تھا۔ (ابوداؤد' احمد' ابن حبان)

☆(۷) ''حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ

Marfat.com

عنہما نے فرمایا: ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ ظاہری کے ایام میں بھی کہا کرتے تھے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی اُمت میں سے افضل ترین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں''۔

☆(۸)''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مہاجرین کے ایک گروہ کے ساتھ ایک گھر میں تھے اور اس گروہ میں حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص (رضوان اللہ علیہم اجمعین) بھی تھے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر آدمی اپنے کفو کی طرف کھڑا ہو جائے اور خود نبی اکرم ﷺ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف کھڑے ہو گئے اور انہیں اپنے گلے لگایا اور فرمایا: اے عثمان! تو دنیا و آخرت میں میرا دوست ہے۔

(امام حاکم' ابویعلیٰ)

☆(۹)''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں جبکہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کافی تعداد میں تھے' ہم اس طرح شمار کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر خاموش ہو جاتے تھے''۔

(امام احمد' ابن ابی شیبہ' ابویعلیٰ' طبرانی)

☆(۱۰)''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سورج طلوع ہونے کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ ہماری طرف تشریف لائے اور فرمایا: میں نے فجر سے تھوڑا پہلے خواب میں دیکھا' گویا مجھے چابیاں اور ترازو عطاء کیے گئے۔ مقالید تو یہ چابیاں ہیں اور ترازو وہ ہیں جن کے ساتھ تم وزن کرتے ہو۔ پس مجھے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور میری اُمت کو دوسرے پلڑے میں' پھر میرا وزن کیا گیا تو میرا پلڑا بھاری تھا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لایا گیا' پس ان کا وزن میری اُمت کے ساتھ کیا گیا تو ان کا پلڑا بھاری تھا۔ پھر عمر کو لایا گیا اور ان کا وزن میری اُمت کے

Marfat.com

ساتھ کیا گیا تو ان کا پلڑا بھاری تھا۔ پھر عثمان کو لایا گیا اور ان کا وزن میری اُمت کے ساتھ کیا گیا' پھر وہ پلڑا اُٹھالیا گیا''۔ (امام احمد' ابن ابی شیبہ)

☆(۱۱) ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا: قریش میں سے تین افراد ایسے ہیں جو سب سے زیادہ روشن چہرے والے' سب سے زیادہ حسن اخلاق کے حامل اور حیاء کے اعتبار سے سب سے زیادہ ثابت قدم ہیں۔ اگر وہ تمہارے ساتھ بات کریں تو جھوٹ نہیں بولیں گے اور اگر تم ان کے ساتھ بات کرو گے تو تمہیں نہیں جھٹلائیں گے' وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں''۔ (امام طبرانی' ابونعیم)

☆(۱۲) ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت میں سب سے زیادہ رحم دل ابوبکر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں اور سب سے حیاء دار عثمان بن عفان ہیں اور سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی رضی اللہ عنہ ہیں''۔

(امام ابن عساکر بحوالہ عرفان السنۃ' کتاب المناقب)

Marfat.com

☆شہادت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ☆

نازش محبوب خالق، فخر اصحابِ رسول
زینت دیں کاتب قرآن عثمان غنی
آج تک نوحہ کناں ہیں آپ کے آلام پر
اُحد ومروہ و صفاء فاران عثمان غنی
ان کا پاکیزہ لہو اوراق قرآں پر گرا
راہِ حق میں ہو گئے قربان عثمان غنی
ہائے مظلوم و شہید خنجر جور و جفا
اہل تسلیم و رضا کی آن عثمان غنی

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی طرح بڑی المناک ہے، لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرح حکمران نہ تھے، بلکہ ہزار عظمت کے باوجود بھی عوام میں سے تھے اور ہزار خرابیوں کے باوجود یزید پھر بھی حکمران تھا اور عموماً حکمران عوام الناس پر ظلم کرتے رہتے ہیں۔ پھر یزید جیسا حکمران بھلا کیوں نہ ظلم کرے گا اور اس کے ظلم سے ہی امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان صبر و رضا کو ظاہر ہونا تھا، جبکہ عثمان غنی خود حاکم وقت تھے اور اتنی بڑی حکومت کا فرمان روا ہو کر ایسے ظلم کا نشانہ بنا کہ اگر کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا تین دن پانی بند ہوا تو مدینہ شہر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چالیس دن پانی بند رہا، مگر صبر و رضا کے اس پیکر نے سب کچھ برداشت کیا اور مدینہ شریف کے تقدس کو پامال نہیں ہونے دیا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پورا مہینہ بیان کی جائے اور عثمان غنی کی شہادت کا دن آتا ہے اور گزر جاتا ہے اور کسی کو کانوں کان خبر

Marfat.com

تک نہیں ہوتی۔ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کا اتنا چرچا نہ کیا جائے۔ میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں اور وہ بھی اپنے اہل سنت بھائیوں سے کہ شہادتِ عثمان کے بارے میں اتنی بے اعتنائی نہ برتی جائے۔ نہ ہی ان نفوسِ قدسیہ کا مقابلہ کرانا میرا مقصود ہے۔ اس سلسلہ میں بغیر کسی فریق کی شان میں کمی کے ارادے سے صرف حقیقت واقعی کے طور پر شہادت عثمان و حسین رضی اللہ عنہما کا ایک تقابلی جائزہ ملاحظہ فرمائیں:

☆شہادتِ عثمان و حسین رضی اللہ عنہما کا ایک تقابلی جائزہ

(۱) مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پہلے خبر دی۔	(۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی بھی پہلے خبر دی۔
(۲) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بھی اپنی شہادت کا یقین تھا۔	(۲) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی اپنی شہادت کا یقین تھا۔
(۳) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے تھے۔	(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھانجے اور دوہرے داماد تھے۔
(۴) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر تین دن پانی بند رہا۔	(۴) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر چالیس/ پچاس دن پانی بند رہا۔
(۵) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اپنا ذاتی پانی نہ تھا۔	(۵) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پانی اپنا زرخرید تھا۔
(۶) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جنگل میں تھے۔	(۶) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھے۔
(۷) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ خلیفہ یا حاکم نہ تھے۔	(۷) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، با اختیار تھے۔
(۸) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے واپس جانے دو یا یزید سے ملا دو۔	(۸) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کہا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ مکہ چلے جائیں یا شام میں، آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا کہ میں مدینہ نہیں چھوڑ سکتا۔

Marfat.com

(۹)حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی جماعت کے ہر فرد نے مقابلہ کیا' کئی بندے قتل ہوئے۔	(۹)حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نہ کوئی قتل کیا نہ اجازت دی۔
(۱۰)حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے آخر وقت تک مقابلہ کیا اور کئی آدمی تہ تیغ کیے۔	(۱۰)حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قاتل کا ہاتھ تک نہ روکا۔
(۱۱)حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نماز باجماعت پڑھتے رہے۔	(۱۱)حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نماز باجماعت مسجد میں پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔
(۱۲)حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کربلا میں خواب میں ملے اور صبر کی دعا کی۔	(۱۲)حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ فرمایا: آپ کی افطاری آج ہمارے سات ہوگی۔
(۱۳)حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون زمین پر گرا اور ان کی شہادت کی گواہی کربلا کی ریت کے ذرّے دیں گے۔	(۱۳)حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون قرآن پر گرا اور ان کی شہادت کی گواہی قرآن کے حروف دیں گے۔

(۱۴)ان کو بھی ظلماً شہید کیا گیا' اُن کو بھی ظلماً شہید کیا گیا۔ ان کی مظلومیت کی گواہی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی اور ان کی مظلومیت کی گواہی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی۔

(۱۵)امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا اعلان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پہ کیا اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا اعلان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہاڑ کی چوڑی پہ چڑھ کر فرمایا' جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے ثابت ہے:

☆ بخاری شریف ص ۵۲۳ ج ۱' پر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد او معه ابوبكر و عمر و عثمان فرجف فقال اسكن احد اظنه ضربه برجله فليس عليك الانبى وصديق وشهيدان۔

Marfat.com

☆''حضور علیہ السلام ایک مرتبہ اُحد پہاڑ پر تشریف لے گئے' جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پس پہاڑ (رعب رسالت اور جلالِ نبوت سے یا اپنی قسمت پہ نازاں ہو کر' حضور علیہ السلام کے قدوم میمنت لزوم کا بوسہ لے کر کانپنے لگا' یا وجد میں آ کر) حرکت کرنے لگا۔ (راوی کہتے ہیں:) میرا خیال ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے قدم مبارک کے ساتھ پہاڑ پہ ٹھوکر ماری اور فرمایا: (رُک جا!) تیرے اوپر ایک اللہ کا نبی' ایک صدیق اور دو شہید ہیں''۔

ثلاثہ صحابہ کے حق میں کہا
نبی نے احد پر یہ قول سدید
ابو بکر صدیق ہیں بالیقیں
عمر اور عثماں ہیں دونوں شہید

(پیر غلام دستگیر نامی علیہ الرحمۃ)

☆ عن زید بن ثابت قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول مر بی عثمان وعندی ملك من الملائكة فقال شهید یقتله قومه انا نسحی منه۔ (تاریخ الخلفاء' ص ۱۱۹)

''حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا' آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میرے پاس سے عثمان غنی رضی اللہ عنہ گزرے تو میرے پاس ایک فرشتہ فرشتوں میں سے موجود تھا' اس نے کہا کہ یہ شہید ہے' اس کو قوم شہید کرے گی' جبکہ ہم اس کا حیاء کرتے ہیں''۔

اندازہ لگائیں وسعت علم مصطفیٰ علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہرت شہادت کا

ایک ایسی ہی حدیث شریف ہے:

فی الشفاء انه ﷺ قال یقتل عثمان وهو بقراء فی المصحف وان اللہ عسٰی ان یلبسه قمیصا وانهم یریدون خلعه وانه

Marfat.com

یسیل دمه علی قوله فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ ج وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ ۔

(الصواعق المحرقہ)

''شفاء شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ جب وہ شہید ہوں گے تو تلاوتِ قرآنِ پاک کر رہے ہوں گے اور جو (خلافت کی) قمیص اللہ تعالیٰ ان کو پہنائے گا' لوگ اس کو اُتارنے کی کوشش کریں گے اور بوقتِ شہادت ان کا خون فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ ج وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ کی آیۂ قرآنی پہ گرے گا''۔

نبی غیب دان سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان کہ عثمان شہید ہوں گے اور پھر فرمایا کہ ظلم و ستم کی انتہاء ہوگی اور اے میرے عثمان! اس وقت صبر کا دامن مضبوطی سے تھام رکھنا اور ان مظالم کو برداشت کرنا۔ اس فرمان میں خبر غیب اور نصیحت کا کتنا حسین امتزاج ہے۔

کس قدر ظلم و جفا ان کا سہا عثمان نے
بھوک اور پیاس کی شدت کو چکھا عثمان نے
جان دی' اپنا کیا وعدہ وفا عثمان نے
ماشاء اللہ عجب صبر کیا عثمان نے
لیکن آپس کی لڑائی کو گوارا نہ کیا
بال بیکا بھی کسی مسلم کا ہونے نہ دیا

(یارانِ مصطفیٰ مع وارثانِ خلافت ص ۶۳۳ تا ۶۳۷' من وعن)

Marfat.com

☆صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تصوف☆

اگر ہم ایک نظر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیاتِ گرامی پر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ وہ بھی سرورِ کائنات ﷺ کے فیضِ صحبت سے پورے طور پر متاثر تھے۔ ان میں زہد وورع اور تقشف کا مادہ بدرجۂ اتم موجود تھا۔ وہ پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ تھے اور دنیا سے بیزار تھے۔

☆چاروں خُلفاء راشدین صاحبِ ولائت تھے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کے وزیر اور دستِ راست (Right Hand) حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، حضور سرورِ دوعالم ﷺ کے دست چپ (Left Hand) تھے اور پھر اُمت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المؤمنین ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المؤمنین فاروقِ اعظم وعثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہما کو عطاء ہوئی۔ اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ درجہ غوثیت پر فائز ہوئے اور امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین ومولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما وزیر ہوئے، پھر امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولیٰ علی المرتضیٰ اور امام حسن رضی اللہ عنہما وزیر ہوئے۔ پھر غوثیت مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عطاء ہوئی اور امامین محترمین رضی اللہ عنہما وزیر ہوئے۔ (الملفوظ جلد اوّل ص ۱۱۷)

☆سلسلۂ ولایت پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک سلسلہ امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے، ایک حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے تھا۔ سیّدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ایک سلسلہ علاوہ سلسلۂ نقشبندیہ کے "حواریہ" بھی تھا۔ اس کے امام حضرت

Marfat.com

سیّدی ابوبکر حوار رضی اللہ عنہ تھے۔

☆حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور تصوف

حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا زیادہ وقت عبادت اور ریاضت میں بسر ہوتا تھا' آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی سراپا زُہد وتقویٰ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ یادِ الٰہی میں مستغرق رہتے تھے۔قرآنِ حکیم ذوق وشوق سے تلاوت فرمایا کرتے تھے: ''قرآن میرے رب کی کتاب ہے' غلام کے لیے ضروری ہے کہ جب اس کے رب کا نامہ آئے تو ہر روز اس پر ایک نظر ڈال لیا کرے' تاکہ اس کے احکام کی صحیح صحیح پیروی کر سکے۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید سے کس درجہ شغف تھا' اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ عین شہادت کے وقت بھی آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن مجید موجود تھا اور آپ رضی اللہ عنہ اس کی تلاوت فرما رہے تھے۔

☆حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ.....امام الاصفیاء

حضرت شیخ علی ہجویری المعروف بہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ خلفائے اربعہ (خلفائے راشدین) ائمہ تصوف ہیں۔اور انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تصوف کے پیش رو اور پیشوا' انفاس میں ان کے برگزیدہ رہنما اور احوال میں ان کے راہبر تھے۔

☆حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ گنجِ حیاء کے گوہر' اہلِ صفاء میں سب سے بڑے عابد' درگاہِ خداوندی سے قربت رکھنے والے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقِ مبارک سے آگاہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے آراستہ۔ حضرت ابوعمر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جن کی فضیلتیں تمام اُمور میں آشکارا اور خوبیاں نمایاں ہیں۔

☆حضرت عبداللہ بن رباح وابوقتادہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جس روز حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ[1] کر کے اُنہیں شہید کیا گیا' ہم اُن کے

---

[1]..... بعض علماء کرام نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کے محاصرہ اور ان کی شہادت کو ''حربُ الدار'' کا نام دیا ہے۔ پروفیسر عبدالمجید یزدانی ایم۔اے لکھتے ہیں: چونکہ اُنہیں گھر پر شہید کیا گیا اور جنگ جیسی فضاء مکان پر ہی پیدا کردی گئی تھی' لہٰذا اسے ''حربُ الدار'' کہنا خوب ہی ترکیب ہے۔

Marfat.com

پاس تھے۔ جب فساد برپا کرنے والے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے پر جمع ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے غلاموں نے ہتھیار سنبھال لیے۔ یہ دیکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جو شخص (غلام) ہتھیار نہ اُٹھائے گا وہ (غلامی سے) اللہ تعالیٰ کی راہ میں آزاد ہے''۔ ہم لوگ خوف کی وجہ سے جب گھر سے باہر نکل آئے تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما ہمیں راستہ میں ملے۔ چنانچہ ہم اُن کے ساتھ واپس لوٹ کر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تاکہ معلوم کریں کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما' آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کس مقصد کے لیے آ رہے ہیں۔ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ اندر آئے تو سلام کے بعد پہلے آپ رضی اللہ عنہ سے اس مصیبت پر افسوس اور ہمدردی کا اظہار کیا اور پھر یہ عرض کیا:

''اے امیر المؤمنین! آپ امام برحق ہیں' آپ کے حکم کے بغیر میں مسلمانوں پر تلوار نہیں اُٹھا سکتا' اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم دیجیے تاکہ میں یہ مصیبت آپ سے ہٹا دوں''۔

تو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

اے برادر زادے! واپس چلے جاؤ اور اپنے گھر میں بیٹھو' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دے اور تقدیرِ الٰہی کو کیا منظور ہے' ہمیں مسلمانوں کا خون بہانے کی ضرورت نہیں''۔

☆درجۂ خلّت [1]

اور یہ بات مقامِ خلّت میں بلا کے وارد ہونے کے وقت تسلیم و رضا کی یہ روشن علامت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ طرزِ عمل حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے اُس طرزِ عمل کے بالکل مماثل ہے جو اُن سے آتشِ نمرود کی آزمائش کے وقت ظہور میں آیا تھا۔ جیسا کہ نمرود نے آگ بھڑکائی اور ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق کے پلڑے میں رکھا تو حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ'' کیا آپ علیہ السلام کو کوئی حاجت ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: بندہ سراپا محتاج ہے لیکن تم سے کوئی حاجت

[1]..... دوستی کی آزمائش' دوستی آزمانے کا مقام' طریقت میں اس کو ''درجۂ خلّت'' کہتے ہیں۔

Marfat.com

نہیں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: پھر خدا تعالیٰ سے عرض کیجئے' تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''حق تعالیٰ میرے سوال سے بے نیاز ہے' وہ میری حالت کو جانتا ہے' یعنی وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ مجھ پر کیا بیت رہی ہے' وہ میرے معاملہ کو مجھ سے بہتر سمجھتا ہے' وہ خوب جانتا ہے کہ میری بہتری کس چیز میں ہے''۔

پس حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی اس مقام پر بالکل وہی حیثیت تھی جو خلیل علیہ السلام اللہ کی منجنیق میں (رکھے جانے کی) تھی۔ اور فسادیوں (بلوائیوں) کا اجتماع آتشِ نمرود کے قائم مقام' اور امام حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت جبریل علیہ السلام کی جگہ تھے۔ لیکن ان دونوں حالتوں میں فرق یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس بلا میں نجات ملی تھی اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اس بلا میں شہید ہوئے تھے۔ کیونکہ نجات کا تعلق بقاء سے ہے اور ہلاکت کا تعلق فنا سے۔ [1]

☆ الغرض صوفیاء کرام جو مال و جان کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور بلاؤں میں تسلیم و رضا اور عبادت میں اخلاص برتتے ہیں اور اپنے تمام اُمور خدا تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں' وہ سب انہیں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کی اقتداء ہی میں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ درحقیقت' حقیقت و شریعت اور طریقت میں سب کے امامِ برحق ہیں اور حق تعالیٰ سے جن کی دوستی کا حال سب پر ظاہر ہے' جس کی توفیق اُنہیں اللہ تعالیٰ نے عطاء کی تھی۔

☆ حضرت شیخ علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''روایت کرتے ہیں' امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ایک دن

---

[1]..... جو شخص اپنی جان حق تعالیٰ کے حوالے کر دیتا ہے تو جب اُس کا نفس فنا ہو جاتا ہے' یعنی اس کا تعلق جسم کے ساتھ باقی نہیں رہتا تو وہ بقائے دوام سے (بغیر تعلق جسم) باقی رہتا ہے۔ جو فعل حق تعالیٰ کی طرف سے بندہ کو پہنچتا ہے' وہ سب کامل ہوتا ہے' پس جب بندہ اپنے متعلقات سے فانی ہو جاتا ہے تو جمالِ حق تعالیٰ سے باقی رہتا ہے۔ بندگی کا صحیح ہونا فنا و بقاء میں مضمر ہے۔ (کشف المحجوب) ''فنائیت'' عدم شعور کو کہتے ہیں' ذاتِ اُحد میں اس درجہ استغراق کہ اپنا بھی ہوش نہ رہے' بے خودی' یعنی اپنی خودی کا ہوش نہ رہنا۔ (سرِّ دلبراں ص ۲۷۷)

Marfat.com

خلافت کے زمانہ میں اپنے کھجوروں کے باغ سے آ رہے تھے اور ایندھن کا گٹھا سر پر رکھا تھا' حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ کے چار سو غلام تھے' لوگوں نے پوچھا:

''اے امیر المؤمنین! یہ کیا حال ہے؟''

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں اپنے نفس کو آزمانا چاہتا ہوں''۔

یعنی میرے پاس غلام تو ہیں جو یہ کام کر سکتے ہیں' لیکن میں اپنے نفس کا تجربہ کرنا چاہتا ہوں کہ خلقت کے نزدیک میرا مرتبہ اس کو کسی کام کے خود کرنے سے روک نہ سکے۔ (کشف المحجوب) (بتغیر قلیل از ''السلوک الی المحبوب'' ترجمہ کشف المحجوب ص ۱۰۷۔۱۰۶' و ''بیان المطلوب'' ترجمہ کشف المحجوب ص ۱۳۴۔۱۳۳)

☆ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جامع کمالات و اوصاف شخصیت کی عکاسی مختصر مگر بڑے بلیغ انداز میں کی ہے' فرماتے ہیں (ترجمہ)

''عثمان ابوعمرو الاموی ذوالنورین تھے' ان سے فرشتوں کو بھی حیا آتی تھی' انہوں نے ساری اُمت کو ان میں اختلافات پڑ جانے کے بعد ایک قرآن پر جمع کر دیا' ان کے عہدہ داروں نے مشرق میں اقلیم خراسان اور مغرب میں مغرب اقصیٰ تک سب فتح کر ڈالا' وہ بالکل سچے اور کھرے' عابد شب زندہ دار' صائم النہار اور اللہ کے راستے میں بے دریغ خرچ کرنے والے تھے وہ ان لوگوں میں سے تھے' جن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی شہادت دی ہے اور آپ نے اپنی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہ اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح ان سے کیا تھا''۔ (تذکرۃ الحفاظ تذکرہ عثمان)

Marfat.com

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

جو سنت و کتاب سے لیتا ہے روشنی
وہ صاحبِ نصاب لقب جس کا ہے غنی
کرتا ہے جو تکلف و بدعت سے احتراز
سینہ ہے جس کا سوختۂ حرفِ جاں گداز
دیتا ہے عاملوں کو امانت کا حکم جو
خوف و طمع کو عدل میں حائل نہ ہونے دو
حق جو عوام کا ہے بلا عذر ان کو دو
واجب ہے ان پہ جو اسے نرمی سے ان سے لو
اُشتر کے خط پہ طیش نہ کھائے جو بردبار
بیدار مغز ہے نہیں لیکن دماغ دار
جس کی نظر میں آنی و فانی ہے اقتدار
فکرِ مؤاخذہ جسے رکھتا ہے بے قرار
شاہد ہے اس پہ کوہِ اُحد وہ شہید ہے
اس کے لیے بہشت بریں کی نوید ہے

(عبدالعزیز خالد)

Marfat.com

☆سیّدنا حضرت عثمان ذُوالنورین رضی اللہ عنہ

قرآن کے آئینے میں☆

قرآن حکیم کی کئی آیاتِ طیبات حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان پر بڑی وضاحت سے دلالت کررہی ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ ''جامع القرآن'' ہونے کے ساتھ ساتھ صدقہ وخیرات اورانفاق فی سبیل اللہ کی تمام آیاتِ مبارکہ کے مصداق کامل ہیں۔

کیسا رتبہ ہے ذیشان عثمان کا
ہے وہ محبوبؐ محبوبِ رحمان کا
جس کی دولت تھی راہِ خدا کے لیے
اس سراپا سخاوت کی کیا بات ہے

☆آیت نمبرا

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (البقرہ: ۲۶۱)

''جولوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں'ان کی مثال (اس) دانے کی سی ہے' جس سے سات بالیں اُگیں (اور پھر) ہر بالی میں سو دانے ہوں (یعنی سات سو گنا اجر پاتے ہیں) اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے (اس سے بھی) اضافہ فرما دیتا ہے' اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے''۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ الرحمٰن بغوی رحمۃ اللہ علیہ اور کلبی رحمۃ اللہ علیہ کے

Marfat.com

حوالے سے لکھتے ہیں: (ترجمہ) حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک میں (ایک ہزار اشرفیوں کے علاوہ) ایک ہزار اونٹ بمعہ ساز وسامان بھی دیئے۔

فنزلت هذه الاية ۔ پس اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیۂ کریمہ نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری)

☆ آیت نمبر۲

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (البقرہ:۲۶۲)

''جولوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں' پھر اپنے خرچ کیے ہوئے کے پیچھے نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ اذیت دیتے ہیں' ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے اور (روزِ قیامت) ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے''۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں:

''جنگِ تبوک کے موقعہ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لے کر حاضر ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جھولی میں ڈال دیئے۔ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ پاک سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں ایسی دعا نکلی جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جتنا ناز کریں' بجا ہے اور جتنا شکر کریں کم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما ضر عثمان ما عمل بعد اليوم اللّٰهم لا تنس هذا اليوم لعثمان.

''اب عثمان جو کچھ کرتا رہے اس کو نقصان نہیں دے گا' اے اللہ! عثمان رضی اللہ عنہ کے آج کے دن کی قربانی فراموش نہ کرنا''۔ (ضیاء القرآن جلد اوّل ص ۱۸۵)

☆ ''تفسیر خازن'' اور ''تفسیر معالم التنزیل'' میں ہے کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے جیش عسرہ کی اس طرح مدد فرمائی کہ ایک ہزار اونٹ ساز وسامان کے ساتھ پیش فرمائے اور ایک ہزار دینا چندہ بھی دیا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے صدقہ کے چار ہزار درہم بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیے تو ان دونوں حضرات کے بارے میں یہ (مندرجہ بالا) آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

حضرت علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

''اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام کے لیے ایک ہزار اونٹ بمعہ سامان پیش کیے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم بارگاہِ رسالت میں صدقہ کیے اور عرض کی: میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے' نصف میں نے اپنے لیے اور اہل وعیال کے واسطے رکھ لیے اور نصف راہِ خدا میں حاضر ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو تم نے دیئے اور جو رکھے دونوں میں اللہ برکت دے۔

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جنگِ تبوک کے موقعہ پر ایک ہزار اونٹ معہ ساز وسامان کے پیش کیے' اس کے علاوہ اعلان فرمایا کہ جس نمازی کے پاس سامان نہ ہو وہ آ کر مجھ سے لے جائے۔ مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کی کمی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے بئرِ رومہ خرید کر وقف کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے بھی برکت کی دعا فرمائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام' عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے: اگر آج کے دن کے بعد عثمان غنی کچھ بھی عمل نہ کریں تب بھی اُن کے اعمال میں کمی نہ آئے گی۔ تو ایسے مخلصانہ صدقات کی فضیلت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی''۔

(تفسیر الحسنات جلد اوّل ص ۴۳۲)

حق تعالیٰ خوش ہوا عثمان سے
خوش تھے محبوبِ خدا عثمان سے

Marfat.com

رکھتے تھے اُلفت صحابہ تابعین
اہلِ بیتؑ آل عبا عثمان سے

(یارانِ مصطفیٰ ﷺ)

☆ حضرت صدرالافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تفسیر ''خزائن العرفان'' میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ آیت مبارکہ (البقرہ:۲۶۲) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔

(تفسیر خزائن العرفان' حاشیہ آیت:۲۶۲' سورۃ البقرہ)

☆ آیت نمبر۳

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِیْرَةً یَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ۝

(الفتح:۱۸، ۱۹)

''بے شک اللہ مؤمنوں سے راضی ہو گیا جب وہ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے آپ ﷺ سے بیعت کر رہے تھے' سو جو (جذبۂ صدق و وفا) ان کے دلوں میں تھا' اللہ نے معلوم کر لیا تو اللہ نے ان (کے دلوں) پر خاص تسکین نازل فرمائی اور انہیں ایک بہت ہی قریب فتح (خیبر) کا انعام عطاء کیا ۝ اور بہت سے اموالِ غنیمت (بھی) جو وہ حاصل کر رہے ہیں' اور اللہ بڑا غالب' بڑی حکمت والا ہے ۝''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے بیعتِ رضوان کا حکم فرمایا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ' حضور ﷺ کے سفیر بن کر مکہ مکرمہ گئے ہوئے تھے' تو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کی بیعت کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عدم موجودگی کی وجہ سے حضور ﷺ نے فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ اللہ اور اللہ کے رسول کے کام کے لیے گیا ہوا ہے تو آپ ﷺ نے اپنے ہی ایک ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کہہ کر بیعت لی۔ حضرت

Marfat.com

عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ بیعت سب سے بے مثال تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ تھا اور دوسرا خدا کا ہاتھ تھا۔

☆ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ (مسلم شریف) اور جس درخت کے نیچے بیعت کی گئی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کو ناپید کر دیا۔ آئندہ سال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہر چند تلاش کیا، کسی کو اس کا پتہ بھی نہ چلا۔

بیعت رضوان میں خود اپنا ہاتھ
شاہ نے نائب کیا عثمان سے
ہر نبی کا خُلد میں ہو گا رفیق
یہ تھا تعلق شاہ کا عثمان سے
تین چیزوں پر نبی نے تین بار
خُلد کا وعدہ کیا عثمان سے

(یارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

☆ قارئین ذی وقار! حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بیعت رضوان کے تمام شرکاء کو اپنی رضا کا پروانہ عطاء فرما دیا۔ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اہلِ علم آیت کی بلاغت پر غور فرمائیں کہ ''رضی'' ماضی کا صیغہ استعمال کیا ہے، اور ''یُبَایِعُوْن'' مضارع کا۔ رضی کا صیغہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ رضا وخوشنودی کی دولتِ سرمدی سے ان کو مالا مال کر دیا۔ اور ''یُبَایِعُوْن'' مضارع ذکر کرنے میں لطف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی یہ ادا اتنی پسند اور محبوب ہے کہ اسے ماضی کے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔ بیعت کا وہ ایمان افروز منظر تو اب بھی نگاہوں میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثار ذوق وشوق سے دوڑے چلے آ رہے ہیں اور بیعت کر رہے ہیں۔ یہ سہانا منظر اور اس کی ایمان پرور یاد ہمیشہ حال ہی رہے گی۔ ماضی کی داستان نہیں بنے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے

Marfat.com

دلوں کی کیفیت' خلوص اور سچی محبت کو خوب جانتے ہیں اور اسی بناء پر ہم نے ان کو اپنی رضامندی کی سند ارزانی فرمائی ہے' ایک شیعہ مفسر طبرسی اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (ترجمہ:) ''یعنی ان کے دلوں میں یقین' صبر اور وفا کے پاکیزہ جذبات تھے' اللہ تعالیٰ نے اُنہیں جان لیا''۔ (مجمع البیان جلد ۹ ص ۱۱۶) پھر دوسرے شیعہ مفسر ملا فتح اللہ کاشانی لکھتے ہیں: (ترجمہ:) ''یعنی ان کے دلوں میں جو عقیدت کا خلوص اور نیت کی صفائی اور آپ ﷺ سے دوستی کی وفا کے جذبات تھے' ان کو جان لیا''۔ (منہج الصادقین ج ۸ ص ۳۷۴-۳۷۳) قرآن کریم کی اس آیت سے بیعتِ رضوان سے مشرف ہونے والوں کا خلوص اور ایمان ثابت ہو گیا' جس کی تصدیق چاروناچار شیعہ عالموں کو بھی کرنا پڑی۔ جن کے دلوں میں نورِ ایمان سے منور ہونے کا گواہ خود ''علیم بذات الصدور'' ہو اُنہیں کسی دوسرے کی شہادت کی ضرورت نہیں۔ (ضیاء القرآن ج ۴ ص ۵۵۱)

☆ آیت نمبر ۴

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ (الاحزاب:۲۳)

(ترجمہ:) ''مؤمنوں میں سے (بہت سے) مردوں نے وہ بات سچ کر دکھائی جس پر اُنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا' پس ان میں سے کوئی (تو شہادت پا کر) اپنی نذر پوری کر چکا ہے' اور ان میں سے کوئی (اپنی باری کا) انتظار کر رہا ہے' مگر اُنہوں نے (اپنے عہد میں) ذرا بھی تبدیلی نہیں کی''۔

☆ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عثمان ذوالنورین' حضرت طلحہ' حضرت سعید بن زید' حضرت امیر حمزہ سیّد الشہداء اور حضرت مصعب بن عمیر رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں نازل ہوئی' جنہوں نے اپنے رب سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کافروں کے خلاف جہاد کا موقع پائیں گے تو پیچھے نہ ہٹیں گے بلکہ شہادت کو ترجیح دیں گے اور انہوں نے ایسا کر دکھایا۔ اور ان کی شان میں ارشاد ہے: ''فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ'' ''نَحْبٌ'' عربی زبان میں ''نذور ومنت'' اور ''عہد'' کو

Marfat.com

کہتے ہیں، یعنی انسان کا اپنے اوپر کسی عمل کا واجب کر لینا۔

لبید (عربی شاعر) کا شعر ہے:

ألا تسئلان المرء ماذا یُحَاوِل
انحبٌ فیُقْضٰی اَمْ ضَلَالٌ وباطل

(ترجمہ شعر:) ''کیا تم اس سے نہیں پوچھتے کہ وہ کیا ارادہ کر رہا ہے، کیا اس نے کوئی وعدہ کیا ہے جسے پورا کیا جائے گا یا صرف گمراہی اور جھوٹی لاف زنی ہے''۔

یعنی بعض تو وہ بیدار بخت ہیں کہ اُنہوں نے سرفروشی اور جانبازی کی جو نذر مانی تھی اُسے پورا کر دیا اور جان دے کر شہداء کی صف میں شامل ہو گئے۔ جیسے حضرت امیر حمزہ سیّد الشہداء اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما۔ اور ''مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ'' سے مراد وہ ہیں، جو ابھی منتظرِ شہادت ہیں، جیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم۔ اور یہ ذرہ بھر نہ بدلے بلکہ اپنے عہد پر ویسے ہی ثابت قدم رہے، گویا شہید ہو جانے والے اور شہادت کا انتظار کرنے والے دونوں محبوبانِ حق سے ہیں۔ اسلام کے ان جانباز مجاہدین کا شمار نہیں کیا جا سکتا، جس کو دیکھو محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عشقِ خدا کے بادۂ گلفام سے مخمور ہے اور جریدۂ عالم پر عشق و وفا کے ایسے تابندہ نقوش ثبت کر کے جا رہا ہے جن کی چمک قیامت تک ہر لمحہ فزوں تر ہوتی رہے گی۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۴، تفسیر الحسنات ج ۵، خزائن العرفان)

☆ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اور جو لوگ میدانِ جہاد سے سلامت واپس آئے، انہیں اپنے صحیح و سلامت واپس آنے پر خوشی نہیں ہے، بلکہ وہ شہادت سے محرومی کے باعث بڑے غمزدہ اور دل گرفتہ ہیں اور وہ اُس سہانی گھڑی کا بڑی بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں، جب وہ خونِ شہادت سے سرخرو ہو کر بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہوں گے۔

انہی جانثاروں کی بے لوث اور بے دریغ قربانیوں کے باعث اسلام کو یہ عزت و شوکت نصیب ہوئی۔ اُنہوں نے اپنے خونِ ناب سے آبیاری کر کے شجرِ اسلام کو سدا بہار

Marfat.com

بنایا' انہی کوششوں کی برکت سے آج ہمیں ایمان کی نعمت نصیب ہے' لیکن اُمت میں ایک ایسا بدقسمت فرقہ بھی پیدا ہو گیا ہے جو خود تو اسلام کے لیے کچھ نہیں کر سکتے' اُلٹا اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے اسلام کے لیے باعث ننگ و عار ہیں' ہر قدم خلافِ شریعت اُٹھاتے ہیں۔ سُنّتِ نبوی ﷺ کے تارک ہیں۔ شکل' عمل' سیرت اور کردار سے اسلام کا منہ چڑا رہے ہیں' لیکن ان وفا شعار غلامانِ مصطفےٰ ﷺ اور دین کے جوانمرد سپاہیوں پر زبانِ طعن دراز کرنا کمالِ ایمان خیال کرتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ ان اولوالعزم ہستیوں کو جتنا بُرا کہیں گے اتنا ہی ان کے گناہ جھڑیں گے اور ان کے رتبے بلند ہوں گے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ! زبانِ قدرت تو ان کی تعریف میں رطب اللسان ہے' قرآن کے صفحات تو ان کی پاک باطنی کی شہادت دے رہے ہی' فرشتے ان کی شجاعت' بسالت' سخاوت اور عدالت کی قسمیں کھا رہے ہیں' حُور یانِ فردوس ان کی راہ میں اپنی آنکھیں بچھانے کے لیے بے تاب ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والا بے عمل انسان ان پر کیچڑ اُچھالنے سے باز نہیں آتا۔ (ضیاء القرآن ج۴ ص۳۷)

☆ آیت نمبر۵

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ (الزمر:۹)

(ترجمہ آیت:) ''بھلا (یہ مشرک بہتر ہے یا) وہ (مؤمن) جو رات کی گھڑیوں میں سجود اور قیام کی حالت میں عبادت کرنے والا ہے' آخرت سے ڈرتا رہتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی اُمید رکھتا ہے (اس جیسا کون ہو سکتا ہے)''۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی' کیونکہ آپ (حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ) تہجد کی نماز بڑی پابندی سے ادا فرماتے اور اُس وقت اپنا کام بجائے کسی خادم کے خود اپنے ہاتھوں سے کرتے تا کہ خادم کی نیند خراب نہ ہو۔ (یہ ان کا خوفِ خدا تھا' جس کا ذکر اس آیت میں ہے) ضحاک کہتے

Marfat.com

ہیں بروایت ابن عباس کہ اس میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت ہے۔
(تفسیر الحسنات ج۵' خزائن العرفان' نور العرفان)

☆ آیت نمبر۶

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ○ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ○ الَّذِىْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ○ (الاعلیٰ:۱۰تا۱۲)

(ترجمہ آیات:) ''البتہ وہی نصیحت قبول کرے گا جو اللہ سے ڈرتا ہوگا○ اور بدبخت اس (نصیحت) سے پہلو تہی کرے گا○ جو (قیامت کے دن) سب سے بڑی آگ میں داخل ہوگا''۔

''روح البیان'' کے مطابق یہ آیات حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی تعریف اور ایک منافق کی مذمت میں نازل ہوئیں۔

واقعہ اس طرح ہے کہ ایک انصاری نے اپنے ایک پڑوسی کی شکایت بارگاہِ رسالت مآب علیہ السلام میں کی کہ اس کے صحن میں ایک درخت ہے' جس کی ایک شاخ میرے گھر میں آتی ہے۔ اس سے پھل گرتا ہے تو یہ ہمارے گھر میں آ کر بڑی سختی سے پھل اُٹھاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس منافق کو بلا کر فرمایا کہ یہ درخت مجھے فروخت کر دے (قیمت بھی لے لے اور اس کے بدلے جنت میں درخت بھی لے لے)' اس منافق نے یہ سودا قبول کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس بے ایمان کو پورا باغ دے کر وہ درخت خرید لیا اور اس انصاری کے حوالے کر دیا۔ اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

(بحوالہ یارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مع وارثانِ خلافت راشدہ از الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری)

☆ آیت نمبر۷

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ (الانبیاء:۱۰۱)

(ترجمہ:) ''بے شک جن لوگوں کے لیے پہلے سے ہی ہماری طرف سے بھلائی مقرر ہو چکی ہے' وہ اس (جہنم) سے دور رہیں گے''۔

''حسنیٰ'' سے مراد سعادتِ ازلی اور توفیقِ اطاعت ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

سے مروی ہے کہ سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے منبر پر یہ آیت تلاوت کی اور فرمایا کہ میں' ابوبکر' عمر' عثمان' طلحہ' زبیر' سعد' سعید' عبدالرحمٰن اور ابوعبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہم) ان خوش نصیبوں میں سے ہیں' جن کو یہ مژدہ سنایا جا رہا ہے۔ (ضیاء القرآن جلد سوم' تفسیر الحسنات جلد چہارم) اور ایسا ہی تفسیر ''درمنثور'' میں ہے اور دوسری کتابوں میں عشرہ مبشرہ تمام گنائے گئے ہیں' رضی اللہ عنہم۔

☆آیت نمبر۸

هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ○

(النحل:۷۶)

(ترجمہ آیت:) ''کیا وہ (گونگا) اور (دوسرا) وہ شخص جو (اس منصب کا حامل ہے کہ) لوگوں کو عدل وانصاف کا حکم دیتا ہے اور وہ خود بھی سیدھی راہ پر گامزن ہے (دونوں) برابر ہو سکتے ہیں''۔

یہ آیت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور ان کا غلام آزاد شدہ کافر تھا' جس کا نام اسید بن ابی العیص تھا' یہ اسلام کو بنظر کراہت دیکھتا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اللہ کی راہ میں خرچ فرماتے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منع کرتا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(ابن جریر' ابن عساکر' بحوالہ تفسیر الحسنات جلد سوم)

☆آیت نمبر۹

اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ○ (آل عمران:۱۷)

(ترجمہ:) ''(یہ لوگ) صبر کرنے والے ہیں اور قول وعمل میں سچائی والے ہیں اور ادب واطاعت میں جھکنے والے ہیں' اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں اور رات کے پچھلے پہر (اُٹھ کر) اللہ سے معافی مانگنے والے ہیں''۔

مفسرین کرام نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں ''صَابِرِيْنَ'' (صبر کرنے والے) سے

Marfat.com

مراد حضرت خاتم النبیین ﷺ ہیں اور ''صَادِقِیْن'' (سچ کہنے والے) سے ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ''قَانِتِیْن'' (دعا کرنے والے) سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ''مُنْفِقِیْن'' (خرچ کرنے والے) سے عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور ''مُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَار'' (صبح میں مغفرت چاہنے والے) سے حیدر کرار مراد ہیں' رضی اللہ عنہم۔ (حضرات القدس (اُردو ترجمہ) جلد اوّل ص ۳۲' از علامہ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ آیت نمبر ۱۰

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا (الفتح:۲۹)

(ترجمہ:) ''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ ﷺ کی معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں' آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں' آپ انہیں کثرت سے رکوع کرتے ہوئے' سجود کرتے ہوئے دیکھتے ہیں''۔

☆ مفسرین کرام نے فرمایا: محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں یعنی ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ' زیادہ سخت ہیں کافروں پر یعنی عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ' مہربان ہیں آپس میں یعنی عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ' تو ان کو رکوع کرتے ہوئے' سجدہ کرتے ہوئے دیکھے' یعنی علی المرتضی رضی اللہ عنہ۔ (ایضا)

☆ آیت نمبر ۱۱

مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ۝ (النساء:۶۹)

بقول مفسرین کرام ''نَبِیّٖنَ''، یعنی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اور ''صِدِّیْقِیْنَ''، یعنی صدیق اکبر اور ''شُهَدَآء''، یعنی فاروقِ اعظم اور ''صَالِحِیْنَ''، یعنی عثمان ذوالنورین' ''وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا'' اور یہی لوگ رفاقت کے لیے بہتر ہیں' یعنی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

Marfat.com

☆اوراسی آیت کے شروع میں اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ''فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ج'' پس یہ بھی اُن لوگوں میں سے ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا' نبیوں میں سے یعنی محمد رسول اللہ ﷺ اور صدیقوں میں سے یعنی صدیق اکبر اور شہداء میں سے یعنی تینوں خلفاءِ راشدین جنہوں نے شہادت پائی اور صالحین میں سے یعنی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ (ایضاً ص ۳۳۔۳۲)

☆آیت نمبر۱۲

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ○ (المائدہ:۵۵)

''بے شک تمہارا ولی خدا اور اُس کے رسول (یعنی محمد مصطفےٰ ﷺ) ہیں اور وہ لوگ جو ایمان لائے (یعنی ابوبکر صدیق اکبر) جو قائم رکھتے ہیں نماز کو (یعنی عمر فاروق اعظم) اور زکوٰۃ دیتے ہیں (یعنی عثمان ذوالنورین) اور وہ رکوع میں رہتے ہیں (یعنی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم)''۔

☆آیت نمبر۱۳

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ (البقرہ:۴۔۳)

''جو لوگ ایمان لائے غیب پر (یعنی ابوبکر صدیق اکبر کہ تمام بڑی عمر والوں میں ایمان لانے میں پہل کر گئے) اور قائم کرتے ہیں نماز کو (یعنی عمر فاروق اعظم) اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں (یعنی عثمان ذوالنورین) اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر جو تم پر نازل ہوا (یعنی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم جو ایمان لانے میں تمام جوانوں پر سبقت لے گئے)''۔

☆آیت نمبر۱۴

اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے:

''وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ۔ اُس نے مال خرچ کیا خدا کی محبت میں (ابوبکر

Marfat.com

صدیق رضی اللہ عنہ) وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ ۔اور قائم کیا اُس نے نماز کو (عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ ۔اور اُس نے زکوٰۃ دی (عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ) وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ ۔ اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے والے (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ)"۔ (البقرہ:۱۷۶)

☆ آیت نمبر ۱۵

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ ۔ جو لوگ خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ ۔ اور پی جانے والے غصہ کو (عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط ۔ اور معاف کرنے والے کو (عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ) وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ○ اور نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ)۔ (آل عمران:۱۳۴)

☆ آیت نمبر ۱۶

نیز اللہ جل جلالہ فرماتا ہے:

وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○ ۔اور قسم ہے آخر دن کی بے شک انسان نقصان میں ہے (مراد اس سے ابوجہل ہے) اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔ مگر جو لوگ ایمان لے آئے (مراد اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں) وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۔ اور نیک کام کیے (یعنی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۔ اور وصیت کی اُنہوں نے حق کے ساتھ (حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ) وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○ ۔ اور وصیت کی اُنہوں نے صبر کے ساتھ (یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ)۔ (سورۃ العصر)

(ایضاً ص ۳۴)

Marfat.com

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

نُورِ ایماں کی حسین تنویرؔ عثمانِ غنی
سیرتِ سرکار کی تصویرؔ عثمانِ غنی
آپ تھے داماد سلطانِ دو عالمؐ مرحبا
عظمتِ ایمان کی توقیرؔ عثمانِ غنی
صاحبِ جُود و سخا تھےؔ پیکرِ حلم و حیاء
شوکتِ ایمان کی تدبیر عثمانِ غنی
آپ نے جنت لی اور دولت لٹائی آپ نے
قرأتِ قرآن کی تاثیر عثمانِ غنی
شاہِ دو عالم کے پیارےؔ مظہرِ فکر و عمل
نُورِ حق کے خواب کی تعبیر عثمانِ غنی
آپ مظلومِ مدینہ تھےؔ شہادت مل گئی
جس کو پڑھ کر ہے جہاں دلگیر عثمانِ غنی
حاسدانِ مصطفیٰؐ کے دل میں کھبنے کے لیے
تھے قضاء و قدر کا ایک تیر عثمانِ غنی

(محمد اکرم رضاؔ)

Marfat.com

☆فضائل ومناقب حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ

احادیث رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں☆

☆حدیث نمبر۱

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے رویات ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر نماز پڑھیں' مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نماز نہیں پڑھی۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! ہم نے آپ کو کسی کی نمازِ جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا' لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے بغض رکھا ہے اور اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے''۔ (ترمذی' ابن ابی عاصم)

☆حدیث نمبر۲

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر والے دن قیام فرما ہوئے اور فرمایا: بے شک عثمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام میں مصروف ہے اور بے شک میں اس کی طرف سے بیعت کرتا ہوں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالِ غنیمت میں سے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حصہ مقرر کیا اور ان کے علاوہ جو کوئی اس دن غائب تھا' کسی کے لیے حصہ مقرر نہیں کیا۔ (ابوداؤد' طحاوی)

☆حدیث نمبر۳

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے جہاں پانی تھا اور (ٹانگیں پانی میں ہونے کے باعث) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں گھٹنوں سے یا ایک گھٹنے سے کپڑا ہٹا ہوا تھا' پس جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو

Marfat.com

آپ ﷺ نے اسے ڈھانپ لیا۔ (بخاری شریف)

☆ حدیث نمبر۴

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں سے سب سے زیادہ حیاء دار عثمان بن عفان ہے۔ (ابونعیم' ابن ابی عاصم)

☆ حدیث نمبر۵

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور جنت میں میرا رفیق عثمان رضی اللہ عنہ ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

☆ حدیث نمبر۶

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا: کیا جنت میں بجلی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک عثمان جب جنت میں منتقل ہوگا تو پوری جنت اس (کے چہرہ کے نور) کی وجہ سے چمک اُٹھے گی۔ (حاکم' حدیث صحیح)

☆ حدیث نمبر۷

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اہلِ جنت میں سے ہیں۔ (امام طبرانی ملخصا)

☆ حدیث نمبر۸

حضرت عبداللہ بن سہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ایک آدمی حضرت سعید بن زید کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں عثمان سے بہت زیادہ بغض رکھتا ہوں۔ اتنا بغض میں نے کسی سے کبھی بھی نہیں رکھا تو حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے نہایت ہی بُری بات کہی ہے' تو نے ایک ایسے آدمی سے بغض رکھا ہے جو کہ اہلِ جنت میں سے ہے۔

(امام احمد)

Marfat.com

☆ حدیث نمبر۹

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ میں اپنی صاحبزادی کی شادی عثمان سے کروں۔ (احمد' طبرانی)

☆ حدیث نمبر۱۰

حضرت اُم عیاش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے عثمان کی شادی اپنی صاحبزادی اُم کلثوم سے وحی الٰہی کی بناء پر کی ہے۔ (طبرانی)

☆ حدیث نمبر۱۱

حضرت عصمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ کی دوسری صاحبزادی (حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا) جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں' فوت ہو گئیں تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عثمان کی شادی کراؤ' اگر میرے پاس تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں اس کی شادی بھی عثمان کے ساتھ کر دیتا اور میں نے اس کی شادی وحی الٰہی کے مطابق ہی کی تھی۔ (امام طبرانی)

☆ حدیث نمبر۱۲

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فتنہ کا ذکر کیا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: اس میں یہ مظلوماً شہید ہو گا۔

(ترمذی' حدیث حسن)

☆ حدیث نمبر۱۳

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ صبح کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ہمیں) فرمایا: بے شک میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو گزشتہ رات خواب میں دیکھا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان! آج ہمارے پاس روزہ افطار کرو۔ پس حضرت

Marfat.com

عثمان رضی اللہ عنہ نے روزہ کی حالت میں صبح کی اور اسی روز اُنہیں شہید کر دیا گیا۔ (حاکم)

☆ حدیث نمبر ۱۴

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس دن عثمان کی شہادت واقع ہوگی' اس دن آسمان کے فرشتے ان پر درود بھیجیں گے۔

(طبرانی' دیلمی)

☆ حدیث نمبر ۱۵

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! اللہ تعالیٰ یقیناً تمہیں ایک قمیص (قمیصِ خلافت) پہنائے گا سو اگر لوگ اسے اتارنا چاہیں تو تم ان کی خاطر اسے مت اُتارنا۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

☆ حدیث نمبر ۱۶

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کسی دن امرِ خلافت پر فائز کرے اور منافقین یہ ارادہ کریں کہ قمیص خلافت جو اللہ تعالیٰ نے تجھے پہنائی ہے اسے تم اُتار دو تو اسے ہرگز نہ اُتارنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا تین مرتبہ فرمایا۔ (ابن ماجہ' حاکم' احمد)

☆ حدیث نمبر ۱۷

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوسہلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یوم الدار (محاصرہ کے دن) فرمایا کہ بے شک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک وصیت فرمائی تھی' پس میں اسی پر صابر ہوں اور حضرت قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اس دن کا انتظار کیا کرتے تھے۔ (امام احمد' ابن حبان)

☆ حدیث نمبر ۱۸

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا اس کی اُمت میں کوئی نہ کوئی دوست ہوتا ہے اور بے شک میرا دوست عثمان

Marfat.com

بن عفان ہے۔ (امام دیلمی' ابونعیم)

☆ حدیث نمبر ۱۹

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو (سخاوت اور اخلاق) اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیتے ہیں۔ (امام دیلمی)

☆ حدیث نمبر ۲۰

حضرت ابوامنا ابوحسنہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا جب کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک گھر میں محصور تھے' میں نے ان سے کلام کی اجازت مانگی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک عنقریب فتنہ اور اختلاف بپا ہوگا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ ہمارے لیے (ایسے وقت میں) کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر امیر اور اس کے ساتھیوں کی اطاعت لازم ہوگی اور (اس وقت) آپ ﷺ نے مضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا۔

(امام حاکم' حدیث صحیح الاسناد)

☆ حدیث نمبر ۲۱

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لے کر حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب جیشِ عسرہ کی روانگی کا سامان ہو رہا تھا۔ اُنہوں نے اس رقم کو حضور نبی اکرم ﷺ کی گود میں ڈال دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ ان دیناروں کو اپنی گود میں دست مبارک سے اُلٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے: عثمان آج کے بعد جو کچھ بھی کرے گا' اُسے کوئی بھی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ دو بار فرمایا۔ (ترمذی' حاکم' حدیث حسن ہے)

Marfat.com

☆ حدیث نمبر۲۲

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں حاضر نہ ہوئے تھے' (اس کی وجہ یہ تھی کہ) ان کے نکاح میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور وہ اُس وقت بیمار تھیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! بے شک تیرے لیے ہر اُس آدمی کے برابر اجر اور (مالِ غنیمت کا) حصہ ہے جو جنگِ بدر میں شریک ہوا ہے۔ (بخاری شریف)

☆ حدیث نمبر۲۳

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنہ کا ذکر فرمایا اور اس کے قریب اور شدید ہونے کا بیان کیا۔ راوی کہتے ہیں: پھر وہاں سے ایک آدمی گزرا' جس نے چادر میں اپنے سر اور چہرے کو ڈھانپا ہوا تھا' (اس کو دیکھ کر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس دن یہ شخص حق پر ہوگا' تو میں تیزی سے (اس کی طرف) گیا اور میں نے اس کو اس کی گلائی کے درمیان سے پکڑ لیا۔ پس میں نے عرض کیا: کیا یہ ہے وہ شخص؟ یا رسول اللہ! (جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زمانۂ فتنہ میں یہ حق پر ہوگا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! سو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

(امام احمد)

☆ حدیث نمبر۲۴

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خادم حضرت مسلم (ابوسعید) سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیس غلاموں کو آزاد کیا اور ایک پاجامہ منگوایا اور اسے زیب تن کر لیا' اسے آپ نے نہ تو زمانۂ جاہلیت میں کبھی پہنا تھا اور نہ ہی زمانۂ اسلام میں' پھر اُنہوں نے بیان کیا کہ میں نے گزشتہ رات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں' ان سب نے مجھے کہا ہے: (اے عثمان!) صبر کرو کہ یقیناً تم کل افطاری ہمارے پاس کرو گے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصحف منگوایا اور اسے اپنے سامنے کھول کر تلاوت فرمانے لگے اور اسی اثناء میں اُنہیں شہید کر دیا گیا اور وہ مصحف

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے ہی تھا۔ (امام احمد)

☆ حدیث نمبر ۲۵

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعتِ رضوان کا حکم دیا تو اُس وقت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفیر بن کر مکہ والوں کے پاس گئے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عثمان اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام میں مصروف ہے' یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا (حضرت عثمان کی بیعت کے لیے) ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا' پس حضرت عثمان کے لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ مبارک لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے (کئی گنا) اچھا تھا۔

(ترمذی حدیث حسن صحیح ہے)

☆ حدیث نمبر ۲۶

حضرت عبداللہ بن عمر بن ابان الجعفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے ماموں حضرت حسین الجعفی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے بیٹا! کیا تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہتے ہیں؟ میں نے کہا: میں نہیں جانتا۔ اُنہوں نے فرمایا: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا ہے' اُس وقت سے لے کر تا قیامِ قیامت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی شخص کے عقد میں کسی نبی کی دو بیٹیوں کو جمع نہیں فرمایا (اور نہ ہی فرمائے گا) اسی لیے اُنہیں ''ذوالنورین'' (یعنی دو نور والا) کہا جاتا ہے۔ (امام بیہقی اور لالکائی نے اس حدیث کو روایت کیا)

☆ حدیث نمبر ۲۷

حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیار سے ایک طویل روایت مروی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میں نے دو ہجرتیں کیں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رشتۂ دامادی پایا اور میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ حق پرست پر بیعت بھی کی اور خدا کی قسم! میں نے کبھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کے ساتھ دھوکہ کیا' یہاں تک کہ آپ ﷺ وصال فرما گئے۔ (احمد)

☆ حدیث نمبر ۲۸

حضرت بدر بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یوم الدار (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے محاصرہ کے دن) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہمارے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا تم اس شخص سے حیاء نہیں کرتے جس سے ملائکہ بھی حیاء کرتے ہیں' ہم نے کہا: وہ کون ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتوں میں سے ایک فرشتہ میرے پاس تھا' جب عثمان میرے پاس سے گزرا تو اُس نے کہا: یہ شخص شہید ہے' اس کی قوم اسے قتل کرے گی اور ہم ملائکہ بھی اس سے حیاء کرتے ہیں۔ بدر (راوی) کہتے ہیں کہ پھر ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے (خوارج کے) ایک گروہ کو دور کیا۔ (امام طبرانی)

☆ حدیث نمبر ۲۹

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (حضور نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی) حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا فاطمہ کا شوہر میرے شوہر سے بہتر ہے؟ تو حضور نبی اکرم ﷺ تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہے' پھر فرمایا: تمہارا خاوند اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں اور تمہارے لیے میں مزید اضافہ کرتا ہوں کہ اگر تم جنت میں داخل ہوگی تو (عثمان) کا ایک ایسا مقام دیکھوگی کہ میرے صحابہ میں سے کسی دوسرے کو اس مقام پر نہیں پاؤ گی۔ (امام طبرانی نے اس حدیث کو بیان کیا ہے)

☆ حدیث نمبر ۳۰

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائیں اور ان کے ہاتھ میں ایک کنگھا تھا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ ابھی ابھی میرے پاس سے تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے

Marfat.com

آپ ﷺ کے گیسو مبارک سنوارے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (اے رقیہ!) تم ابوعبداللہ (یعنی عثمان) کو کیسا پاتی ہو؟ میں نے عرض کیا: بہترین انسان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی عزت بجالاتی رہو بے شک وہ میرے صحابہ میں سے خُلق کے اعتبار سے سب سے زیادہ میرے مشابہ ہیں۔ (احمد، طبرانی)

☆ حدیث نمبر ۳۱

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: میرے صحابہ میں سے کسی کو میرے پاس بُلاؤ' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلاؤں؟ آپ ﷺ نے منع فرمایا' پھر میں نے عرض کیا: عمر رضی اللہ عنہ کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: آپ کے چچا کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! پھر میں نے عرض کیا: عثمان رضی اللہ عنہ کو بلاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! پس جب وہ آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اے عائشہ!) ذرا پیچھے ہو (کر بیٹھ) جاؤ' پھر آپ ﷺ ان سے سرگوشی فرمانے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ تبدیل ہونے لگا' پھر یومِ دار (جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تھا) آیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس میں محصور ہو گئے' ہم نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ رضی اللہ عنہ قتال نہیں کریں گے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں! بے شک حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے (اس دن کی) وصیت فرمائی تھی اور میں اس وصیت پر صبر کرنے والا ہوں۔

(امام احمد اور ابویعلیٰ نے روایت کیا)

☆ حدیث نمبر ۳۲

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مہاجرین کے ایک گروہ کے ساتھ ایک گھر میں تھے اور اس گروہ میں حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم بھی تھے' تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر آدمی اپنے کفو (برابر) کی طرف کھڑا ہو جائے اور خود نبی

Marfat.com

اکرم ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف کھڑے ہو گئے اور اُنہیں اپنے گلے لگایا اور فرمایا: اے عثمان! تو دنیا اور آخرت میں میرا دوست ہے۔ (امام حاکم' امام ابویعلیٰ نے روایت کیا)

☆ حدیث نمبر ۳۳

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ میرے گھر میں (بستر پر) لیٹے ہوئے تھے' اس عالم میں آپ ﷺ کی دونوں پنڈلیاں مبارک کچھ ظاہر ہو رہی تھیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اُنہیں اجازت دے دی اور آپ ﷺ اسی طرح لیٹے رہے اور گفتگو فرماتے رہے' پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اُنہیں بھی اجازت دے دی' جبکہ آپ ﷺ اسی طرح لیٹے رہے اور گفتگو فرماتے رہے' پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو حضور نبی اکرم ﷺ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے۔ (محمد راوی کہتے ہیں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ایک دن کا واقعہ ہے) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آ کر باتیں کرتے رہے' جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کا فکر و اہتمام نہیں کیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تب بھی آپ ﷺ نے کوئی فکر و اہتمام نہیں کیا اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اُس شخص سے کیسے حیاء نہ کروں' جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ (امام مسلم' ابن حبان)

☆ حدیث نمبر ۳۴

حضرت عائشہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے اجازت طلب کی اور آپ ﷺ بستر پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے' آپ ﷺ نے اُنہیں اسی حالت میں اجازت دے دی اور ان کی حاجت پوری فرما دی۔ وہ چلے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی' آپ ﷺ نے اُنہیں بھی اس حالت میں آنے کی اجازت دے دی' وہ بھی اپنی حاجت پوری کر کے چلے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں نے

Marfat.com

آپ ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ اُٹھ بیٹھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اپنے کپڑے درست کرلو' پھر میں اپنی حاجت پوری کر کے چلا گیا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے لیے اس قدر اہتمام نہ فرمایا' جس قدر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا ہے؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عثمان ایک کثیر الحیاء مرد ہے اور مجھے خدشہ تھا کہ اگر میں اسے اسی حال میں آنے کی اجازت دے دی تو وہ مجھ سے اپنی حاجت نہیں بیان کر سکے گا۔ (امام مسلم' امام احمد)

☆ حدیث نمبر ۳۵

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے' پس آپ ﷺ نے اپنا (اوپر لپیٹنے کا) کپڑا اپنی مبارک رانوں پر رکھ لیا' اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اندر آنے کے لیے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اُنہیں اندر آنے کی اجازت عنایت فرمائی اور آپ ﷺ اپنی اسی حالت میں تشریف فرما رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت طلب کی' پس آپ ﷺ نے اُنہیں بھی اجازت عنایت فرمائی اور آپ ﷺ اسی حالت میں تشریف فرما رہے۔ پھر آپ ﷺ کے کچھ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئے تو آپ ﷺ نے اُنہیں بھی اجازت عنایت فرمائی' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت طلب کی' آپ ﷺ نے اُنہیں بھی اجازت عنایت فرمائی اور آپ ﷺ اپنی اسی حالت میں تشریف فرما رہے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے پہلے اپنے جسم اقدس کو کپڑے سے ڈھانپ لیا' پھر اُنہیں اجازت عنایت فرمائی۔ پھر وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کچھ دیر آنحضور ﷺ سے باتیں کرتے رہے' پھر باہر چلے گئے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ کی خدمتِ اقدس میں ابوبکر' عمر' علی اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر ہوئے لیکن آپ اپنی پہلی حالت میں تشریف فرما رہے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے جسم اقدس کو کپڑے سے

Marfat.com

ڈھانپ لیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں اُس شخص سے حیاء نہ کروں، جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ (امام احمد، طبرانی)

☆ حدیث نمبر ۳۶

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے باغ کے دروازے کی حفاظت پر مامور فرمایا، پس ایک آدمی نے آ کر اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی دے دو۔ دیکھا تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، پھر دوسرے شخص نے آ کر اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بھی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو۔ دروازہ کھولا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے، پھر ایک اور شخص آیا، اُس نے بھی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر فرمایا: اسے بھی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو، اُن مصائب و مشکلات کے ساتھ جو اُسے پہنچیں گی، دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ (بروایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

☆ حدیث نمبر ۳۷

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنی دوسری صاحبزادی کی قبر پر کھڑے ہوئے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور فرمایا: خبردار! اے کنواری لڑکی کے باپ! اور خبردار اے کنواری لڑکی کے بھائی! اس (میری بیٹی) کے ساتھ عثمان نے شادی کی اور اگر میری دس بیٹیاں ہوتیں تو بھی میں ان کی شادی یکے بعد دیگرے عثمان کے ساتھ کر دیتا، (ان کے ساتھ) عثمان کی شادی وحیٔ الٰہی کے مطابق کی، اور بے شک حضور نبی اکرم ﷺ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مسجد کے دروازے کے نزدیک ملے اور فرمایا: اے عثمان! یہ جبریل امین علیہ السلام ہیں، جو مجھے یہ بتانے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شادی اُم کلثوم کے ساتھ اس کی بہن رقیہ (حضور نبی اکرم ﷺ کی پہلی صاحبزادی) کے حقِ مہر کے برابر حق مہر سے کر دی۔

(امام طبرانی، امام ابن ابی عاصم)

Marfat.com

☆ حدیث نمبر ۳۸

حضرت عثمان بن موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی مصر سے آیا' اُس نے حج کیا اور چند آدمیوں کو ایک جگہ بیٹھے ہوئے دیکھا تو پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے کہا: یہ قریش ہیں۔ پوچھا: ان کا سردار کون ہے؟ لوگوں نے کہا: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں' وہ کہنے لگا: اے ابن عمر! میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں' اس کا جواب مرحمت فرمایئے! کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمان غزوۂ اُحد سے فرار ہو گئے تھے؟ جواب دیا: ہاں! پھر دریافت کیا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمان غزوۂ بدر میں شامل نہیں ہوئے تھے؟ جواب دیا: ہاں! پھر پوچھا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمان بیعتِ رضوان کے وقت موجود نہ تھے' بلکہ غائب رہے؟ جواب دیا: ہاں! اُس نے اللہ اکبر کہا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ٹھہریئے! میں ان واقعات کی کیفیت بیان کرتا ہوں جو اُنہوں نے جنگِ اُحد سے راہِ فرار اختیار کی تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں معاف فرما دیا اور اُنہیں بخش دیا ہے۔ رہا وہ غزوۂ بدر سے غائب رہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صاحبزادی ان کے نکاح میں تھیں اور اُس وقت وہ بیمار تھیں تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے خود فرمایا تھا کہ تمہارے لیے بدر میں شریک صحابہ کے برابر اجر اور حصہ ہے (تم اس کی تیمارداری کے لیے رُکو)۔ رہی بیعتِ رضوان سے غائب ہونے والی بات تو مکہ مکرمہ کی سرزمین میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی معزز ہوتا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی جگہ اُسے اہلِ مکہ کے پاس سفیر بنا کر بھیجتے' سو بیعتِ رضوان کا واقعہ تو ان کے مکہ مکرمہ (میں بطورِ سفیر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لے جانے کے بعد پیش آیا' پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کے لیے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اسے اپنے دوسرے دست مبارک پر رکھ کر فرمایا کہ یہ عثمان کی بیعت ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُس شخص سے فرمایا: اب جاؤ اور ان بیانات کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ۔ (امام بخاری' امام ترمذی)

☆ حدیث نمبر ۳۹

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان

Marfat.com

کے اوپر سے لوگوں پر جھانکا' جس دن باغیوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا' پھر اُنہوں نے فرمایا: میں اُس شخص سے سوال کرتا ہوں جس نے جبل (اُحد) کے دن کا کلام سنا ہو' جو حضور نبی اکرم ﷺ نے پہاڑ کے ہلنے کے وقت فرمایا تھا کہ اے پہاڑ! ٹھہر جاؤ کیونکہ تیرے اوپر سوائے نبی' صدیق اور دو شہیدوں کے اور کوئی نہیں اور میں اُس وقت حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا' لوگوں نے اس بات کی تصدیق کی' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اُس شخص سے دریافت کرتا ہوں جو حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بیعتِ رضوان کے دن حاضر تھا' حضور نبی اکرم ﷺ نے (اپنے ہی دونوں مبارک ہاتھوں کے لیے) فرمایا تھا: یہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ سب لوگوں نے اس بات کی تصدیق کی' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اُس شخص سے سوال کرتا ہوں جس نے حضور نبی اکرم ﷺ سے جیشِ عُسرہ کے دن سنا ہو کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ایسا شخص کون ہے جو مالِ مقبول کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے؟ اور میں نے آپ ﷺ کی یہ خواہش سنتے ہی آدھے لشکر کی تیاری اپنے مال سے کرادی۔ سب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس بات کی تصدیق کی' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اُس شخص سے پوچھتا ہوں جس نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہو کہ کون ایسا آدمی ہے جو اس مسجد کی توسیع جنت میں گھر کے بدلے کرے؟ پھر میں نے اس زمین کو اپنے مال کے بدلے میں خرید لیا' سب لوگوں نے ان کی اس بات کی تصدیق کی۔ بعد ازاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت فرمایا: میں اُس شخص سے پوچھتا ہوں جو بئر رومہ (رُومہ کے کنویں) کے سودے کے وقت حاضر تھا' میں نے اسے اپنے مال سے خریدا اور مسافروں کے لیے مباح کر دیا تھا۔ حاضرین نے آپ ﷺ کے اس فرمان کی بھی من و عن تصدیق کی۔ (امام نسائی' احمد)

☆ حدیث نمبر ۴۰

امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کو عرشِ الٰہی کے ساتھ لپٹے ہوئے دیکھا اور میں نے دیکھا کہ حضرت

Marfat.com

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوکھ کو پکڑا ہوا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوکھ کو پکڑا ہوا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کوکھ کو پکڑا ہوا ہے اور میں نے دیکھا کہ آسمان سے زمین کی طرف خون گر رہا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جب اس حدیث کو بیان کیا تو ان کے پاس شیعوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی' پس وہ کہنے لگی: اے حسن! آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کس حال میں پایا؟ اُنہوں نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر پسندیدہ انداز میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوکھ کو پکڑنے والا میرے نزدیک اور کوئی نہ تھا' لیکن یہ محض ایک خواب ہے جو میں نے دیکھا ہے۔ پس اس پر حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بولے اور کہنے لگے کہ تم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اس خواب (کی صداقت وحقانیت) کے بارے میں بات کرتے ہو' حالانکہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت سخت بھوک لگی' یہاں تک کہ میں نے مسلمانوں کے چہروں پر افسردگی دیکھی اور منافقین کے چہروں پر خوشی' پس جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا: خدا کی قسم! سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے میرا پروردگار تمہیں رزق عطاء فرما دے گا۔ پس جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رزق عطاء فرمائیں گے تو اُنہوں نے چودہ سواریاں اُس کھانے کے ہمراہ جوان پر لدا ہوا تھا' خرید لیں اور ان میں سے نو سواریوں کا رخ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف موڑ دیا' جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سواریاں دیکھیں تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہدیہ بھیجا ہے' پس اس ہدیہ کے بعد مسلمانوں کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی اور منافقین کے چہروں پر افسردگی چھا گئی اور میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے دیکھا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آ رہی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے ایسی دعا کی کہ اس سے پہلے اور اس کے بعد میں نے آج تک ایسی دعا کسی کے لیے نہیں سنی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے: اے اللہ! عثمان کو یہ عطا کر' اے اللہ! عثمان کے لیے یہ کر دے' عثمان کے لیے وہ

Marfat.com

کر دے۔ (اس حدیث کو امام طبرانی اور احمد نے فضائلِ صحابہ میں بیان کیا ہے)

☆ حدیث نمبر ۴۱

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ جب وہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کے قریب پہنچے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عثمان! تمہیں شہید کیا جائے گا درآں حالیکہ تم سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے ہو گے اور تمہارا خون اس آیت: ''پس اب اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے شر سے بچانے کے لیے کافی ہوگا' اور وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے''۔ (البقرہ:۱۳۷) پر گرے گا اور قیامت کے روز تم ہر طرح سے ستائے ہوئے حاکم بنا کر اُٹھائے جاؤ گے اور تمہارے اس مقام و مرتبہ پر مشرق و مغرب والے رشک کریں گے اور تم قبیلہ ربیعہ اور مُضر کے لوگوں (کی تعداد) کے برابر لوگوں کی شفاعت کرو گے۔ (امام حاکم)

☆ حدیث نمبر ۴۲

حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگِ جمل کے دن یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے بَری ہونے کا اظہار کرتا ہوں اور بے شک میری عقل اس دن (باغیوں پر) طیش میں تھی جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا۔ میں نے خود بیعت لینے سے انکار کر دیا' جب وہ لوگ میرے پاس بیعت کے لیے آئے' پس میں نے کہا: خدا کی قسم! مجھے اللہ تعالیٰ سے حیاء آتی ہے کہ میں ان لوگوں سے بیعت لوں جنہوں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جس کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خبردار! میں اُس شخص سے حیاء کرتا ہوں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں' سو میں بھی اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتا ہوں کہ میں اس حال میں بیعت لوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زمین پر مقتول پڑے ہوئے ہوں اور ابھی تک اُنہیں دفن بھی نہ کیا گیا ہو' پس لوگ چلے گئے' پس جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا گیا تو لوگ پھر مجھ سے بیعت کا سوال کرنے لگے' پس میں نے کہا: اے اللہ! جس چیز کا اقدام میں کرنے جا رہا ہوں' میں اس سے ڈرنے والا ہوں' پھر عزیمت کے تحت مجھے ایسا کرنا پڑا' سو جب اُنہوں نے مجھے

Marfat.com

امیر المؤمنین کہا تو گویا میرا کلیجہ پھٹ گیا۔ میں نے کہا: اے اللہ! تو مجھے عثمان کا بدلہ لینے کی ذمہ داری قبول کرنے کی توفیق عطاء فرما اور اس معاملہ کو یوں سرانجام دینے کی توفیق دے کہ تو راضی ہو جائے۔ (امام حاکم' حدیثِ صحیح)

☆ حدیث نمبر ۴۳

حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیشِ عُسرہ کے متعلق لوگوں کو ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں سو اونٹ مع ساز و سامان اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ترغیب دلائی' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر اُٹھے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ذمہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو سو اونٹ مع ساز و سامان اور غلہ کے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ترغیب دالائی' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ذمہ تین سو اونٹ مع ساز و سامان کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر سے اُترے اور فرمایا: اس عمل کے بعد عثمان جو کچھ بھی آئندہ کرے گا اس سے کوئی جواب طلبی نہیں ہوگی' اس عمل کے بعد عثمان جو کچھ بھی آئندہ کرے گا اس سے کوئی جواب طلبی نہیں ہوگی۔ (امام ترمذی' احمد)

☆ حدیث نمبر ۴۴

حضرت ابواشعث صنعانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند خطباء شام میں کھڑے ہوئے تھے' ان میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کئی صحابہ بھی تھے' ان میں سے سب سے آخری آدمی کھڑے ہوئے' جن کا نام حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ تھا' اُنہوں نے فرمایا: اگر میں نے ایک حدیث حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سنی ہوتی تو میں کھڑا نہ ہوتا' (اُنہوں نے بتایا کہ) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنوں کا ذکر فرمایا اور اُن کا نزدیک ہونا بیان کیا' اتنے میں ایک شخص کپڑے سے سر منہ لپیٹے گزرا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا: فتنہ (و فساد) کے دن یہ شخص حق اور ہدایت پر ہوگا۔ میں اُس کی طرف اُٹھا تو دیکھا کہ وہ حضرت

Marfat.com

عثمان رضی اللہ عنہ ہیں' پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس کی طرف مڑا اور عرض کیا: (یارسول اللہ!) کیا یہی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! یہی ہیں۔ (امام ترمذی' احمد)

☆ حدیث نمبر ۴۵

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سرزمینِ حبشہ کی طرف ہجرت کی غرض سے نکلے اور ان کے ساتھ ان کی اہلیہ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں' پھر کافی عرصہ تک ان کی خبر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پہنچی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزانہ ان کی خبر معلوم کرنے کے لیے شہر سے باہر تشریف لاتے' پس ایک دن ایک عورت ان کی خیریت کی خبر لے کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک عثمان' حضرت لوط علیہ السلام کے بعد پہلا شخص ہے جس نے اپنی اہلیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی ہے۔ (امام طبرانی)

☆ حدیث نمبر ۴۶

حضرت بشیر اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مہاجرین صحابہ کرام مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو اُنہیں پانی کی شدید قلت محسوس ہوئی اور قبیلہ بنی غفار کے ایک آدمی کے پاس ایک چشمہ تھا جسے ''رُومہ'' کہا جاتا تھا اور وہ اس چشمہ کے پانی کا ایک قربہ ایک مُد کے بدلے میں بیچتا تھا' پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے یہ چشمہ جنت کے چشمہ کے بدلے میں بیچ دو۔ تو اس شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری اور میرے عیال (کی گزر بسر) کے لیے اس چشمہ کے علاوہ اور کوئی ذریعۂ معاش نہیں ہے' اس لیے میں ایسا نہیں کر سکتا۔ سو یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو اُنہوں نے اس آدمی سے وہ چشمہ پینتیس ہزار دینار کا خرید لیا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں اس چشمہ کو خرید لوں تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بھی اس کے بدلہ میں جنت میں چشمہ عطاء فرمائیں گے جس طرح اس آدمی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! (عطاء کروں گا) تو اس پر حضرت عثمان نے عرض کیا' یارسول اللہ! وہ چشمہ میں نے خرید کر مسلمانوں کے نام کر دیا ہے۔ (اس حدیث کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)

Marfat.com

☆ حدیث نمبر ۴۷

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں سب سے زیادہ رحم دل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور اللہ کے دین کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے حیاء دار عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ (اس حدیث کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے)

☆ حدیث نمبر ۴۸

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک لکڑی جو آپ ﷺ کے پاس تھی' اس کو پانی اور مٹی میں پھیر رہے تھے کہ اچانک ایک شخص نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا' آپ ﷺ نے فرمایا: دروازہ کھول کر اس کو جنت کی بشارت دے دو۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: آنے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے' میں نے دروازہ کھول کر ان کو جنت کی بشارت دے دی۔ پھر ایک شخص نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا' آپ ﷺ نے فرمایا: دروازہ کھول کر اس کو بھی جنت کی بشارت دے دو' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں گیا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے' میں نے دروازہ کھول کر ان کو جنت کی بشارت دے دی' پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا' حضور نبی اکرم ﷺ بیٹھ گئے اور فرمایا: دروازہ کھول دو اور اس کو مصائب و آلام کے ساتھ جنت کی بشارت دے دو' تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے' میں نے دروازہ کھولا اور ان کو جنت کی بشارت دے دی اور جو کچھ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا وہ کہہ دیا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! صبر عطاء فرما' یا فرمایا: اللہ ہی مستعان ہے۔ (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے)

☆ حدیث نمبر ۴۹

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضور نبی اکرم ﷺ اریس کنویں کے وسط میں مبارک ٹانگیں دراز فرما کر بیٹھے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور پھر جا کر دروازے کے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے دل

Marfat.com

میں کہا: آج میں حضور نبی اکرم ﷺ کا دربان بنوں گا..... پھر ایک شخص نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا' میں نے کہا: کون ہے؟ اُس نے کہا: عثمان بن عفان' میں نے کہا: ٹھہریئے! میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس جا کر خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو اجازت دو اور جو مصائب اور بلّیات اس کو لاحق ہوں گے ان کے ساتھ اس کو جنت کی بشارت دے دو۔ میں نے کہا: آ جایئے' حضور نبی اکرم ﷺ آپ کو ان مصائب کے ساتھ جنت کی بشارت دے رہے ہیں جو آپ کو لاحق ہوں گے۔ وہ آئے' اُنہوں نے دیکھا کہ کنویں کی منڈیر بھر چکی ہے' وہ آپ ﷺ کے سامنے کی جانب بیٹھ گئے۔

(یہ حدیث متفق علیہ ہے)

☆ حدیث نمبر ۵۰

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نکلا۔ آپ ﷺ انصار کے ایک گھنے باغ میں داخل ہوئے' وہاں اپنی حاجت مبارکہ پوری کی' پھر مجھ سے فرمایا: ابوموسیٰ دروازے پر کھڑے رہو' کوئی میرے پاس میری اجازت کے بغیر نہ آئے۔ پس ایک آدمی آیا اور اُس نے دروازہ کھٹکھٹایا' میں نے پوچھا: کون ہے؟ جواب ملا: میں ابوبکر ہوں' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ابوبکر باریابی کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی دے دو۔ وہ داخل ہوئے اور میں نے ان کو جنت کی بشارت دے دی۔ اس کے بعد ایک اور آدمی آیا اور اُس نے دروازہ کھٹکھٹایا' میں نے پوچھا: کون ہے؟ جواب ملا: میں عمر ہوں' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ باریابی کی اجازت چاہتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی دے دو' پس وہ داخل ہوئے اور میں نے ان کو جنت کی بشارت دے دی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد ایک اور شخص آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا' میں نے پوچھا: کون ہے؟ کہا: میں عثمان ہوں' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باریابی کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے لیے بھی دروازہ کھول دو اور جنت کی بشارت دے دو' ایک بڑی آزمائش پر

Marfat.com

جس کا یہ شکار ہوں گے۔ (اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

☆ حدیث نمبر ۵۱

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' اُنہوں نے کہا: حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ تو نور والے ہیں۔ عرض کیا گیا: نور سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نور سے مراد آسمانوں اور جنتوں کا آفتاب ہے اور یہ نور جنتی حوروں کو بھی شرماتا ہے اور میں نے اس نور یعنی عثمان بن عفان سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کیا ہے' پس اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عالمِ ملائکہ میں ان کا نام ذالنور (نور والا) رکھا ہے اور جنتوں میں ذالنورین (دو نور والا) رکھا ہے' جس نے عثمان کو گالی دی' اُس نے مجھے گالی دی۔

(اس حدیث کو ابنِ عساکر نے روایت کیا ہے)

☆ حدیث نمبر ۵۲

حضرت ثمامہ بن حزن قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں (محاصرہ کے وقت) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوپر سے جھانکا اور فرمایا: لاؤ اپنے ان دو افراد کو جنہوں نے میرے خلاف تمہیں جمع کیا ہے' راوی کہتے ہیں کہ ان دونوں کو اسی طرح لایا گیا جیسے دو اونٹ ہوں یا دو گدھے ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو اوپر سے جھانکا اور فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو وہاں پر بئر رومہ کے سوا میٹھا پانی اور کہیں نہ تھا' حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو بئر رومہ کو خرید کر اسے مسلمانوں کے لیے وقف کر دے' اس کے بدلے میں اسے اس سے اچھی چیز بہشت میں ملے گی؟ یہ سن کر میں نے اسے خاص اپنے مال سے خریدا' آج تم مجھے اس کنویں کا پانی پینے سے روکتے ہو' یہاں تک کہ میں سمندر (کے پانی جیسا کھارا) پانی پیتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا: ہاں! پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں' کیا تم جانتے ہو کہ نمازیوں کے لیے مسجد (نبوی ﷺ) کی جگہ تنگ تھی' حضور نبی اکرم ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا: کون ہے جو فلاں شخص کی اولاد سے زمین خرید کر اسے مسجد میں شامل کر دے اس کے بدلہ میں اسے بہشت میں ایسی جگہ ملے گی جو اس کے لیے اس زمین سے بہتر ہوگی۔ یہ سن کر میں نے وہ زمین خاص اپنے مال سے خریدی اور آج تم مجھے اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے بھی روکتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ "جیشِ عُسرہ" کا سامان میں نے ہی مہیا کیا تھا؟ ان لوگوں نے جواب دیا: ہاں! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم کیا تم جانتے ہو کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کے ایک پہاڑ پر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابوبکر اور حضرت عمر تھے اور ساتھ میں بھی تھا۔ پہاڑ لرزنے لگا' یہاں تک کہ اس کے پتھر نیچے گر پڑے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہاڑ کو اپنے قدم مبارک کی ٹھوکر مار کر فرمایا: ثبیر! ٹھہر جا! کیونکہ تیرے اوپر نبی' صدیق اور دو شہید ہیں' لوگوں نے کہا: ہاں! اللہ کی قسم! ہاں! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! ان لوگوں نے میرے موافق گواہی دی۔ ربِ کعبہ کی قسم! میں ہی وہ شہید ہوں' یہ تین بار فرمایا۔ (اس حدیث کو امام ترمذی اور امام نسائی نے روایات کیا ہے اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے)

☆ حدیث نمبر ۵۳

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ ظاہری کے ایام میں کہا کرتے تھے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سے ابوبکر' پھر عمر اور پھر عثمان رضی اللہ عنہم ہیں۔ (اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے)

☆ حدیث نمبر ۵۴

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! کاش ہمارے پاس کوئی ہوتا جو ہم سے باتیں کرتا؟ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میں ابوبکر کو بلا بھیجوں' تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے' پھر فرمایا: کاش ہمارے پاس کوئی ہوتا جو ہم

Marfat.com

سے باتیں کرتا؟ فرماتی ہیں: پھر میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں عمر کو بلا بھیجوں' اس پر بھی حضور نبی کریم ﷺ خاموش رہے' پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے سامنے ایک خدمتگار کو بلایا اور اُسے کوئی خوشخبری سنائی' پھر وہ چلا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اتنے میں اچانک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کے لیے اجازت طلب کی' پس آپ ﷺ نے ان کو آنے کی اجازت دے دی' پس وہ اندر داخل ہوئے اور کافی دیر تک آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان! بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنانے والا ہے' پس اگر منافقین نے یہ چاہا کہ تم اس قمیص کو اتار دو تو ہرگز اسے نہ اُتارنا۔ راوی بیان کرتے ہیں: کوئی فضیلت ایسی نہ ہو گی جو حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دو مرتبہ یا تین مرتبہ نہ کہی ہو۔

(اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں مختصراً بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح اور عالی الاسناد ہے)

☆ حدیث نمبر ۵۵

حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت کا منصب سنبھالا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں باقی بچ جانے والوں میں سے سب سے بہترین شخص نے حکم دیا ہے' لیکن ہم نے (اس کے لیے) کوشش نہ کی۔

(اس حدیث کو امام طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں بیان کیا ہے)

☆ حدیث نمبر ۵۶

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کوہِ اُحد پر تشریف لے گئے' آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم تھے' تو اسے وجد آ گیا (وہ خوشی سے جھومنے لگا) پس آپ ﷺ نے فرمایا: اے اُحد! ٹھہر جا۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اسے قدم مبارک سے ٹھوکر بھی لگائی اور فرمایا کہ تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

(اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)

Marfat.com

☆ حدیث نمبر ۵۷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرا پہاڑ پر تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم تھے' اتنے میں پہاڑ لرزاں ہو گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ٹھہر جا' کیونکہ تیرے اوپر نبی' صدیق اور شہید کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ (اس حدیث کو امام مسلم اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس باب میں اسی مضمون کی احادیث عثمان' سعید بن زید' ابن عباس' سہل بن سعد' انس بن مالک اور بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہم سے مذکور ہیں)

☆ حدیث نمبر ۵۸

حضرت ابو سہلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے محاصرہ کے دن فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک وصیت فرمائی تھی اور میں اسی پر صابر ہوں۔

(اس حدیث کو امام ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

☆ حدیث نمبر ۵۹

حضرت ابن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا' جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دومہ درخت کے سائے تلے بیٹھے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کاتب بھی بیٹھا ہوا تھا' جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِملاء کروا رہے تھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابنِ حوالہ! کیا میں تمہیں لکھ نہ دوں؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! معلوم نہیں کہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے کیا اختیار کر رکھا ہے؟ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف سے چہرۂ اقدس پھیر لیا اور اسماعیل کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی مرتبہ فرمایا: اے ابنِ حوالہ! کیا ہم تمہیں لکھ نہ دیں؟ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے نہیں معلوم کس معاملے میں؟ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے چہرۂ اقدس پھیر لیا اور اپنے کاتب کو املاء کروانے میں مشغول ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابنِ حوالہ! ہم تمہیں لکھ نہ دیں تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نہیں جانتا کہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے کیا

Marfat.com

اختیار کر رکھا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے چہرۂ اقدس پھیر لیا اور اپنے کاتب کو املاء لکھوانے میں مشغول ہو گئے' پھر میں نے اچانک دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہوا ہے' اس پر میں نے کہا: عمر کا نام ہمیشہ بھلائی میں لکھا ہو گا' پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابن حوالہ! ہم تمہیں لکھ نہ دیں' تو میں نے عرض کیا: ہاں! یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن حوالہ! تو اس فتنہ میں کیا کرے گا جو زمین کے چاروں اطراف سے نکلے گا' گویا وہ گائے کے سینگ ہیں۔ میں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے میرے لیے کیا اختیار کر رکھا ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اس دوسرے فتنے میں کیا کرو گے جو پہلے فتنے کے بعد ہو گا' گویا پہلا فتنہ خرگوش کے نتھنے کے برابر ہو گا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا کہ میرے لیے اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے کیا اختیار کر رکھا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے (اشارہ کر کے) فرمایا: اس شخص کی پیروی کرنا اور وہ شخص اُس وقت پیٹھ پھیر کر جا چکا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں چلا اور تیزی سے دوڑا اور اُس شخص کو کندھے سے پکڑ لیا اور اُس کا چہرہ حضور اکرم ﷺ کی طرف موڑا اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہی وہ شخص ہے (جس کی پیروی کرنے کا آپ ﷺ نے حکم فرمایا ہے)؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! جب میں نے دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

(اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)

☆ حدیث نمبر ۶۰

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امیر معاویہ کے لشکر میں تھے' پس کعب بن مرہ بہزی کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے فلاں چیز نہ سنی ہوتی تو آج میں اس مقام پر کھڑا نہ ہوتا' پس جب اُنہوں (حضرت معاویہ) نے حضور نبی اکرم ﷺ کا ذکر سنا تو لوگوں کو بٹھا دیا اور کہا: ایک دن ہم حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تھے کہ وہاں سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پیدل گزرے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ضرور بالضرور اس جگہ سے جہاں میں کھڑا ہوں ایک فتنہ نکلے گا' یہ شخص اس دن (مسند

Marfat.com

خلافت پر) ہوگا جو اس کی اتباع کرے گا وہ ہدایت پر ہوگا۔ پس عبداللہ بن حوالہ ازدی منبر کے پاس سے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: تو اس آدمی کا دوست ہے؟ اُنہوں نے کہا: ہاں! ابن حوالہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! جس مجلس میں حضور نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا' میں اُس مجلس میں موجود تھا اور اگر میں جانتا ہوتا کہ اس لشکر میں میری تصدیق کرنے والا کوئی موجود ہے تو سب سے پہلے یہ بات میں ہی کر دیتا۔

(اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں بیان کیا ہے)

☆ حدیث نمبر ۶۱

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے شوریٰ کا حکم دیا تو آپ ﷺ کے پاس حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا' آپ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی آئیں اور کہا: بے شک لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ جن لوگوں کو آپ نے شوریٰ کے لیے منتخب کیا ہے' یہ اس کے اہل نہیں ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے سہارا دو' پس آپ ﷺ کے ساتھیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو سہارا دیا اور اُس وقت آپ سخت تکلیف کی حالت میں تھے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ممکن ہے یہ لوگ عثمان کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کریں' حالانکہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس دن عثمان کی شہادت واقع ہوگی' آسمان کے فرشتے اس پر درود بھیجیں گے۔ میں نے عرض کیا: فقط یہ عثمان کے لیے ہے یا سب لوگوں کے لیے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ چیز صرف عثمان کے لیے خاص ہے۔

(اس حدیث کو امام طبرانی نے المعجم الاوسط میں روایت کیا ہے)

☆ حدیث نمبر ۶۲

حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیار کا بیان ہے کہ مجھ سے مسور بن مخرمہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن اسود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے رضاعی بھائی ولید بن عقبہ کے بارے میں گفتگو کیوں نہیں کرتے' جب کہ لوگوں کو ولید کے بارے میں شکایات ہیں' پس میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملنے کا ارادہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ نماز کے لیے نکلے' میں نے کہا: مجھے آپ سے ایک کام ہے اور اس میں فائدہ آپ کا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

Marfat.com

اے بھلے آدمی! معمر کا قول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تم سے پناہ دے! پس میں واپس لوگوں کے پاس آ پہنچا' اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد بلانے آ گیا تو میں ان کے پاس حاضر ہو گیا۔ فرمایا: آپ کیا نصیحت کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اُن پر کتاب نازل فرمائی۔ آپ اُن میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات مانی' ہجرت کا دو دفعہ شرف حاصل کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو بچشمِ خود دیکھا' اگر لوگ ولید کے طرزِ عمل سے شاکی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے؟ میں نے جواب دیا: نہیں! لیکن آپ کے بعض علوم مجھ تک اس طرح پہنچے جیسے کنواری لڑکی کو پردے میں پہنچایا جاتا ہے' اس کے بعد اُنہوں نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا' پس میں اُن میں سے ہوں جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات مانی اور اُس پر ایمان لایا جس کے ساتھ آپ مبعوث فرمائے گئے تھے اور واقعی میں نے دو مرتبہ ہجرت کی ہے' جیسا کہ آپ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی' لیکن خدا کی قسم! نہ میں نے اُن کی نافرمانی کی اور نہ اُنہیں دھوکا دیا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہِ خداوندی میں پہنچ گئے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ میں نے ایسا ہی کیا' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی یہی کچھ کیا' پھر مجھے خلیفہ بنا دیا گیا تو جو حق ان دونوں حضرات کو حاصل تھا' کیا مجھے وہ حاصل نہیں ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! فرمایا: لوگوں کی جو باتیں آپ نے مجھ تک پہنچائی ہیں جیسا کہ ولید کے بارے میں آپ نے شکایات کا ذکر کیا تو اس سلسلے میں ہم انشاء اللہ تعالیٰ حق کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر ولید کو درّے مارنے کا حکم دیا اور اُسے اسّی درے مارے گئے۔ (اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے)

(روض الجنان فی مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ' عرفان السنۃ از پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

Marfat.com

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

مرحبا اے قائد اسلامیاں گردوں وقار
اے شہید شہر طیبہ اے شہِ گردوں وقار
نائبِ شاہ دو عالمؐ ملتِ حق کے امیر
تیرہ اسوہ تیرا ہے کردار ہر دم تابدار
سر کٹا ڈالا مگر اسلام جھکنے نہ دیا
نام زندہ ہے ترا اے رہبر گردوں وقار
"جامع القرآن" ہے تیرا لقب ہر دور میں
یہ لقب مٹ پائے گا نہ پیکرِ عالی وقار
تیری عظمت سے فروزاں ہر طرف ہے دینِ حق
مرحبا اے فخرِ ملّت' زندگی کے راز دار
تو غنی تھا تجھ سے ہوتے تھے ہزاروں فیض یاب
تو جو ملتا تھا نظر آتی تھی دنیا میں بہار
دین کو عزت عطاء کی آپ قرباں ہو گئے
کر دیا زندہ جہاں میں حکم شاہ ذی وقار

(حافظ مظہر الدین)

Marfat.com

☆عثمان رضی اللہ عنہ پر کہے گئے مراثی کا ذکر☆

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا تو اس دور کے مختلف عرب شعراء نے آپ کے قتل اور آپ پر ظلم وستم نیز آپ کے مصائب سے متعلق عینی وغیر عینی واقعات کو اشعار کا جامہ پہنایا۔ ان میں وہ شعراء بھی ہیں جنہوں نے آپ کو مظلوم اور شہید سمجھ کر آپ کی مدح کی اور آپ کے واقعاتِ قتل کو مراثی کی شکل میں ڈھال دیا' وہ بھی ہیں جنہوں نے آپ کی ہجو میں اشعار کہہ کر عرب کی بے باکی مگر دریدہ دہنی کا ثبوت دیا۔ وہ بھی ہیں جنہوں نے آپ کے بہیمانہ قتل پر گریہ وبکا کے ساتھ اپنے جذبات اور ان دردناک واقعات کو فنی عروج کے ساتھ نظم کیا اور وہ بھی ہیں جو اپنی کمینہ فطرت کی بناء پر آپ رضی اللہ عنہ کے دردناک قتل سے خوش ہوئے اور انہوں نے اپنے سفلی جذبات کو اشعار کے سانچے میں ڈھالا۔

ہم ذیل میں عرب کے ان مخصوص نامی گرامی شعراء کی ایک مختصر فہرست دے رہے ہیں جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے دردناک قتل پر بڑے پُرسوز انداز میں مراثی کہے اور جو برسوں زبان زدِ خاص وعام رہے۔ ان مراثی کے کچھ چیدہ چیدہ اشعار بھی یہاں پیش کیے جا رہے ہیں۔ ان شعراء میں حسّان بن ثابت سرِ فہرست ہیں جن کے مراثی کچھ اہلِ دل اور اہلِ حقیقت گریہ وبکا کے ساتھ اظہارِ جذبات کے لیے بار بار اعلانیہ پڑھتے رہے:

(۱) حسّان بن ثابت [۱]

(۲) کعب بن مالک انصاری [۲]

---

[۱]..... ملاحظہ ہو: دیوان حسّان بن ثابت' طبع لیدن

[۲]..... ان کے کچھ اشعار دیوان حسّان بن ثابت میں بھی چھپ گئے ہیں۔

Marfat.com

(۳) ولید بن عقبہ

(۴) نظر بن حارث سہمی

(۵) حنظلہ بن ربیع تمیمی [1]

(۶) خالد بن عقبہ بن ابی معیط (انہوں نے حسان بن ثابت سے اجازت لے کر ان کے اشعار کا اضافہ بھی اپنے کلام میں کیا)

(۷) مغیرہ بن اخنس

ان شعراء کے علاوہ عرب کے ایک غیر معروف شاعر اور کچھ جنوں کو بھی مراثی پڑھتے سنا گیا۔

مذکورہ بالا شعراء کا نمونہ کلام یہ ہے:

☆ حسان بن ثابت کہتے ہیں: (ترجمہ)

''کیا تم نے غزوۂ دروب اس لیے چھوڑا تھا' کہ قبرِ محمد ﷺ کے نزدیک لڑائی میں شرکت کی تمنا رکھتے تھے' کیا تم مدینے کے اطراف میں اس لیے آئے تھے کہ وہاں آ کر بدترین فعل کے مرتکب ہو؟ اگر تم غور کرو تو سمجھو گے کہ امیر قوم' کے سلسلے میں جو کچھ تم کر گزرے وہ نہایت بُرا فعل تھا' وہ بھی اصحابِ نبی ﷺ تھے جنہیں تم نے رات کے اندھیرے میں مسجد نبوی ﷺ میں قتل کیا' میں ابا عمر (عثمان رضی اللہ عنہ) اور ان کے شدید مصائب پر جنت البقیع میں ٹھہر کر برسوں روتا رہوں گا''۔

☆ کعب بن مالک انصاری:

''کیا یہ مناسب ہے کہ لوگ میرے رونے اور جس پر میں رو رہا ہوں' اسے بُرا سمجھیں' مجھے تعجب ہے کہ میں صحرا میں (تنہا) رو رہا ہوں! (اے لوگو!) میں نے ایک امین کے جسم کے ٹکڑے دیکھے! وہ شخص عثمان تھے جسے کفن میں لے جایا جا رہا تھا! (سمجھ لو) کہ اللہ نے اس قوم کو قتل کر دیا' جس نے ایک ذکی' فطین

---

[1]..... ان کے کچھ اشعار حسان بن ثابت نے نظمین بھی کیے ہیں۔

Marfat.com

اور عمدہ امام کو پُرفتن انداز میں قتل کیا' (سمجھ لو کہ) تم نے اس کے ساتھ جملہ اصحابِ نبی ﷺ کو قتل کر دیا' جس کے اعمالِ نیک کے پیشِ نظر اللہ بھی اس پر درود و سلام بھیجتا ہے' اس میں خلافت کے ساتھ حلم' تقویٰ اور جملہ نیک اعمال' جمع تھے جن کی مثال ملنا امرِ محال ہے! یہ وہ شخص تھا جس کی صحبت میں رہ کر میں نے دیکھا کہ اسے دُنیا کی کسی شے کی تمنا تھی نہ اس کی طرف توجہ"۔

☆ ولید بن عقبہ:

"کیا تم انصار کی بدقسمتی نہیں دیکھتے! ان کے سامنے دن کے وقت وہ شخص قتل کر دیا گیا' جس کے بعد (رات کو) آسمان پر! ستارے نہیں چمکیں گے! اور قریش کو دیکھو کہ انہوں نے عصبیت کی بناء پر اس کا خون دیکھا' (جبکہ) وہ اس کے قرابت دار اور اصحاب تھے' عثمان رضی اللہ عنہ کو ان مشیروں نے قتل کیا جو اس کے عزیز' یہ اقارب اب روز عقارب کی طرح ہماری طرف لپک رہے ہیں' وہ لائق ملامت ہیں جو عثمان رضی اللہ عنہ کے عیب بیان کرتے ہیں' کیا وہ (گریبان میں منہ ڈال کر) اپنے عیب نہیں دیکھتے؟ (اور تو اور) یہ دیکھئے کہ کعب' زید بن ثابت' طلحہ و نعمان مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میں واویلا نہ کروں"!

☆ نظر بن حارث سہمی:

"ان کے آباء کی قسم جو کچھ انہوں نے کیا' (قیامت تک) اس کی تلافی نہیں ہو سکتی' جب خون بہا چکے تو اب اس پر روتے ہیں کیا اس طرح وہ خون جائز ہو جائے گا' انہوں نے اس کے گھر کو لوٹ کر منہدم کیا' جس کی وجہ سے شمس و قمر گہنا گئے' انہوں نے ہمیں بھی مشتبہ سمجھ کر' ہم پر (ہماری نیکی کے باوجود) فساد کے ساتھ ہم پر حملے کیے گئے"۔

خُلید بن زفر سے مروی ہے کہ مغیرہ بن اخنس جب حج سے لوٹے تو آپ (عثمان رضی اللہ عنہ) کو محاصرے میں دیکھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے باغیوں کے ساتھ لڑائی کی اجازت ان الفاظ میں مانگی:

Marfat.com

''وہ مغیرہ کی ضرب کی تاب نہیں لا سکتے' (آپ دیکھ لیں گے) وہ میدان چھوڑ کر بھاگ لیں گے''۔

اور جب دشمنوں کے سامنے گئے تو انہیں للکار کر کہا:

''میری طرف سے بنی سعد سے کہہ دو' کہ آج ان کا مکر وفریب کام نہیں آئے گا' اے میرے بنی عم! بھاگ جاؤ! کہ بھاگ جانے ہی میں سلامتی ہے اور یہی بہتر ہے''۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے چھت سے اُتر کر مغیرہ سے کہا:

''اللہ ان سے بدلہ لے گا' میں نے انہیں (مرورِ ایام کے ساتھ) عبرت کے لیے چھوڑ دیا ہے''۔

<u>حنظلہ بن ربیع تمیمی:</u>

''بنو عمرو بن عوف کا وہ عہد [1] کہاں گیا' بنو نجار بھی بدل کر [2] غدار ہو گئے! ان کے پڑوسی بھی کمینے ہو گئے' ان سے غداری کر کے اس گھر سے منہ موڑا جو پڑوس میں تھا' آج حفاظت کا خیال بھول کر' ایسے بن گئے جیسے [3] وہ تمہارے پسندیدہ نہ ہوں' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت بھول کر' پڑوس کی عزت سے رُوگردانی کی! تم نے اسے (تنہا) مصیبت اور حالتِ جنگ میں [4] میں چھوڑا اور اہلِ امصار [5] شور مچا رہے تھے! تم غائبانہ خود کو انصار کہتے ہو! اے گروہِ انصار! تم پر خرابی ہو! تم نے اس سے بدعہدی کی! صرف اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں سے وفا کی!''۔

☆ جب حنظلہ نے سنا کہ اہلِ شام علی رضی اللہ عنہ پر عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی تہمت لگا رہے

---

[1]..... دیوان (ص ۶۸) میں ''عہد'' کی جگہ ''نذر'' مرقوم ہے۔

[2]..... دیوان میں ''تکون'' کی جگہ ''تکوث'' استعمال ہوا ہے۔

[3]..... دیوان میں ''تبدلوا'' کی جگہ ''تخاذلت'' مرقوم ہے۔

[4]..... دیوان میں ''مجدلا'' کی جگہ ''مفردا'' مرقوم ہے' یہ مفہوم قوسین ( ) میں بڑھا دیا گیا ہے۔

[5]..... دیوان میں یہاں ''من'' کی جگہ ''فی'' مرقوم ہے۔

Marfat.com

ہیں تو اس نے مندرجہ بالا اشعار میں مندرجہ ذیل شعر کا بھی اضافہ کر دیا:

''کاش! میرے بال و پر میں اتنی قوتی ہوتی' کہ میں تمہیں علی رضی اللہ عنہ اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مراتب کی خبر کر سکتا!''۔

حنظلہ کے یہی اشعار حسان بن ثابت نے مشرح کیے ہیں۔

☆ خالد بن عقبہ بن ابی معیط نے ازہر بن سیحان محاربی کو جو اصحابِ عثمان رضی اللہ عنہ میں سے تھا اور قتل کے روز غائب ہو گیا تھا' یوں مخاطب کیا:

''تیری جان کی قسم! تو نے چپ سادھ لی اور دیکھتا رہا' کہ وہ اپنے وسیع گھر میں حالتِ محاصرہ میں ہیں''۔

☆ محاربی نے اس کا یہ جواب دیا:

''لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے بلایا اور میں خاموش رہا' وہ دعائے خلیل میرے لیے نہیں تھی' اگر میں ان کی آواز سن لیتا اور (پھر بھی) میرے ہاتھ (مدد سے) رکتے تو میں انہیں کاٹ ڈالتا''۔

☆ مغیرہ بن اخنس:

''(تم نے) ان کے ہاتھ کاٹ کر ان کا دروازہ بند کیا' (سمجھ لو) اللہ تمہاری حرکات سے غافل نہیں ہے' وہ کہہ رہے تھے ''مجھے قتل نہ کرو'' ''اللہ قتل کے سوا سب گناہ معاف کر دے گا' میں نہیں سمجھ سکتا کہ دوستی کے بعد ان پر دشمنی کس طرح غالب آ گئی!''۔

☆ کسی گم نام شاعر کے اشعار ہیں:

''ہائے عثمان رضی اللہ عنہ! جن کے دروازے پر حسرت عجب انداز میں رو رہی ہے! بخشش رو کر کہہ رہی ہے کہ انہیں پر ظلم کیا جن سے عطیات لیے تھے''۔

۱..... مغیرہ کا یہ قول شعر نہیں ہے۔

Marfat.com

☆عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر جنات کا نوحہ

☆محمد بن حسین آجری اپنی کتاب الشریعۃ میں لکھتے ہیں:

جب عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو اکثر اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گریہ وزاری کی' کچھ لوگ جو اپنے گھروں میں بیٹھ رہے تھے وہ بعد از قتل باہر نکلے اور جنازے کی نماز میں شرکت کے لیے قبرستان پہنچے۔اس اثناء میں جنات تک نوحہ پڑھتے رہے۔

☆ عثمان بن مرہ کہتے ہیں کہ ان سے ان کی والدہ نے بیان کیا:

جب عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا تو میں نے تین جنوں کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ نوحہ پڑھتے سنا:

''رات کو یہ لوگ مسجد میں رکوع وسجود میں مصروف تھے' (مگر) صبح ہوتے شہاب کی طرح (گرم رفتاری سے) ان پر ٹوٹ پڑے' یہ لوگ (کل تک) تیری مجلس کی زینت بنے ہوئے تھے' اور (ہائے افسوس) آج اس دوستی کی گردن کاٹ ڈالی''۔

☆ عثمان بن مرہ کہتے ہیں کہ دوسرے لوگوں نے بھی ان کی والدہ کے اس بیان کی قسم کھا کر تصدیق کی۔

☆ آجری کہتے ہیں کہ ان سے ابوداؤد نے بیان کیا' ابوداؤد نے عبداللہ بن سعید سے روایت کی' عبداللہ بن سعید نے ابونمیلہ سے سن کر بیان کیا اور ابونمیلہ کی روایت یہ ہے:

مجھ سے محمد بن اسحٰق نے ذکر کیا کہ انہوں نے ایک جن کو یہ نوحہ پڑھتے سنا:

''آج آپ پر عورتیں رو رہی ہیں' (اور) عمر بھر روتی رہیں گی! انہوں نے اپنے چہرے (نوچ کر) زخمی کر لیے ہیں' (اور) زیب وزینت کے لباس اتار کر سیاہ کپڑوں میں ملبوس ہو گئی ہیں''۔

(مرتب ومترجم: غلام قادر نجار بحوالہ نقوش رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمبر' جلد نہم (۹) صفحات ۷۰۸ تا ۷۱۲' من وعن)

Marfat.com

☆ آثر واوصافِ عثمان رضی اللہ عنہ ☆

[حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نہایت قابلِ قدر کتاب ''ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء'' کے مقصد دوم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اوصاف و مآثر شرح و بسط سے رقم فرمائے ہیں' اس کی تلخیص ملاحظہ فرمایئے]

بعض لوگوں نے آپ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کے ذُوالنورین ہونے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ میں دو سخاوتیں تھیں: ایک اسلام سے قبل' دوسری بعد اسلام۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فطرت انبیاء کی فطرت سے بہت مشابہ تھی' آپ کا یہ قول ''ریاض'' میں مندرج ہے کہ ''میں نے جاہلیت و اسلام میں کبھی زناء اور چوری نہیں کی''۔

بخاری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت ہے' جس کا آخری حصہ یہ ہے:

''.....خدا کی قسم! میں نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی نہیں کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منافقانہ برتاؤ نہیں کیا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ پھر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایسا ہی کیا''۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ میں ضعفائے مکہ کو تسکین دینی چاہی تو عثمان رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو اس کام کا اہل نہ پایا' پس عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کام پر مامور کیا۔

عثمان رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حلوا پکایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اونٹوں پر آٹا اور شہد لد کر آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حلوا پکا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر بھیجا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے' اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے حلوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پسند کیا' پوچھا:

''کس نے بھیجا؟''

انہوں نے کہا:

Marfat.com

''عثمان رضی اللہ عنہ نے''۔

فرمایا: ''اے اللہ! عثمان رضی اللہ عنہ تیری رضا چاہتا ہے' تو اُس سے راضی ہو جا!''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکثر اوقات عثمان کیلئے دعا کی اور اس بارے میں بہت کوشش کی۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اوّل شب سے صبح تک عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرتے دیکھا ہے کہ:

''اے خدا! میں ان سے راضی ہوں' تُو بھی راضی ہو جا!''

اللہ تعالیٰ نے ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو اعمالِ مقربہ سے پورا حصہ عنایت کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قرآنِ کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یاد کر لیا تھا۔ آپ کا حافظہ بہت قوی تھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ تمام رات ایک رکعت میں کھڑے قرآن پڑھا کرتے تھے۔

☆ بے نفسی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو امیروں ایسا کھانا کھلاتے تھے اور خود سرکہ و روغنِ زیتون پر گزارا کرتے تھے۔

☆ تواضع

حسن راوی ہیں کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو مسجد میں چادر سر کے نیچے رکھے سوتے دیکھا۔ لوگ آپ کے پاس آ آ کر بیٹھتے جاتے' معلوم ہوتا تھا گویا انہی میں سے ایک شخص ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قیلولہ کر کے اُٹھتے اور چٹائی کا نشان آپ کے پہلو میں ہوتا' اور لوگ کہتے: ''یہ امیر المؤمنین ہیں''۔

☆ صبر

عبدالرحمٰن بن مہدی راوی ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ میں دو چیزیں ایسی تھیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میں نہ تھیں: ایک آپ کا صبر' یہاں تک کہ آپ مظلوم شہید ہوئے' دوسرے سب لوگوں کو ایک مصحف پر متفق کر دینا۔

☆ حیاء

(حیاء کی شرح میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:)

Marfat.com

حیاء کے معنی (حدیثِ عثمان رضی اللہ عنہ میں) یہ ہیں کہ طبیعت وقلب کا نورِ ایمان کے مطیع ہو جانا۔ جب کبھی غضب وخواہش کے جوش کا وقت آیا یا کوئی فتنہ کھڑا ہوا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس (غضب) کے نافذ کرنے سے باز رہے اور یہ بات جوش وخروش پر نورِ ایمانی کے غالب آنے سے پیدا ہوتی ہے۔

☆ رفیقِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں میرے رفیق ہوں گے''۔

(شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:) یہاں رفیق سے مراد وہ شخص ہے جو اعمالِ مقربہ واخلاقِ مرضیہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ ہو۔ حواریت کے مدار معرکوں میں پوری مدد کرنے پر ہے اور رفاقت کا مدار اعمال واخلاق کی موافقت پر ہے۔

☆ مشابہتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رقیہ رضی اللہ عنہا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں میں کنگھی کی' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

''عثمان رضی اللہ عنہ کا برتاؤ کیسا ہے؟''

میں نے کہا: ''اچھا ہے''۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ان کی تکریم کیا کرو کہ وہ اخلاق میں سب صحابہ سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہیں''۔

☆ بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اہلیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ:

''میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرا شوہر بہتر ہے یا فاطمہ رضی اللہ عنہا کا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دیر سکوت کیا' اس کے بعد کہا: تمہارا شوہر ان لوگوں میں سے ہے جو خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھتے ہیں اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دوست رکھتے ہیں' الخ۔

(شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے واسطے ان مقامات کی تصریح اس وجہ سے کی کہ

Marfat.com

یہ اوصاف آپ کے نفس میں راسخ ہو گئے تھے۔ آپ بالکل ان اوصاف (رفاقت' مشابہت' صبر' حیاء وغیرہ) میں سر سے پیر تک ڈوبے ہوئے تھے' جیسا کہ آپ کے روزمرہ کے واقعات اس کی کافی شہادت دے رہے ہیں۔

(شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے حکیمانہ اقوال نقل کیے ہیں' ان میں سے بعض دیکھئے:)

(۱) خدا سے تجارت کرو' نفع پاؤ گے۔

(۲) احکام وحدود کی محافظت کرنا اور عہدوں کو پورا کرنا اور موجود پر راضی ہونا اور معدوم پر صبر کرنا شانِ عبودیت ہے۔

(۳) موت سے پہلے جو کچھ نیکی کرنی ہو کر لو۔

(۴) خبردار! دنیا باطل ہے' لہٰذا تم دنیا اور شیطان کے دھوکے سے بچو۔

(۵) دنیا کی خواہش تاریکی ہے اور آخرت کی خواہش نور ہے۔

(۶) عامل سے عزل کے وقت ہدیہ قبول کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ مقرر کرتے وقت۔

(۷) لوگوں میں بہترین وہ ہے جو پرہیز کرے اور کتاب اللہ پر عمل کرے۔

(۸) عارف کی علامت یہ ہے کہ اس کا دل امید وبیم میں ہو' اور اس کی زبان حمد وثناء میں مشغول ہو' اور اس کی آنکھوں میں

(۹) متقی کی علامت یہ ہے کہ لوگوں کو ناجی اور اپنے آپ کو ہلاکت میں جانے۔

(۱۰) سب سے رائیگاں وہ ہے جس کو بڑی عمر ملے اور وہ آخرت کا سامان نہ کرے۔

(۱۱) جس کے واسطے دنیا قید خانہ ہوتی ہے' قبر اس کے لیے راحت ہے۔

(۱۲) اگر تمہارے دل پاک صاف ہوتے تو قرآن سے نہ آسودہ ہوتے۔[1]

(آپ کی قرآنی خدمات کے متعلق شاہ صاحب فرماتے ہیں:)

آپ رضی اللہ عنہ نے اشاعتِ قرآن کے متعلق پانچ باتیں ایسی کیں جو خاص اہمیت کی حامل ہیں:

(۱) لوگوں نے اپنے تلفظ اور طبعزاد ترتیبوں سے قرآن اور اس کے اجزاء کو لکھ رکھا

---

[1]..... شاید اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے وعید وتخویف سے خائف ترساں اور لرزاں رہتے۔

Marfat.com

تھا' آپ نے ان کو منگوا کر مٹا دیا۔ شیخین کا مصحف جس کی فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے سالہا سال تصحیح کی تھی' اُم المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے منگوایا اور اس کی چند نقلیں کرا کر اطرافِ عالم میں بھجوا دیں۔ قریش کے لغت پر لکھنے کی بہت تاکید فرمائی۔ ہر طرف احکام نافذ کر دیئے کہ اسی قرآن کے موافق لوگ لکھیں۔ آپ کی اس کوشش سے اُمت کا تفرقہ اُٹھ گیا اور قراءتِ مشہورہ وشاذہ میں امتیاز ظاہر ہو گیا اور تمام مسلمان ایک مصحف پر جمع ہو گئے۔ اگر آپ ایسا انتظام نہ کرتے تو کتاب اللہ میں اگلی اُمتوں کا سا جھگڑا پیدا ہو جاتا۔

(۲) آپ نے قراءتا بعین کی ایک جماعت کو قرآن سکھایا اور آپ کی قراءت کا سلسلہ اس وقت تک باقی ہے۔

(۳) نماز میں مثل شیخین کے قراءت طویل کرتے تھے تاکہ لوگ آپ سے سن کر اپنا تلفظ درست کر لیں۔

(۴) آپ ابتدائے نزولِ قرآن سے اس کو لکھتے تھے۔

(۵) تفسیر قرآن اور اوقات ومواقع نزول میں آپ بہت ماہر تھے۔

☆ حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ جس دن خلیفہ بنے' اس دن وہ سب سے افضل تھے اور جس دن شہید ہوئے اس دن وہ خلافت والے دن سے بھی زیادہ اشرف تھے۔ اور مصحف کے بارے میں آپ ایسے ہی سخت تھے جیسے ابوبکر رضی اللہ عنہ قتالِ مرتدین میں۔

☆ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا جنازہ آیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز نہیں پڑھی' لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پہلے کسی جنازے کی نماز سے انکار کرتے نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شخص عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا' اس واسطے خدا نے اس سے بغض کیا۔ (رواہ الترمذی)

☆ ابوامامہ بن سہل کہتے ہیں کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہوئے تو ہم بھی ان کے ساتھ تھے' آپ اپنی چھت پر چڑھے' جس وقت آپ وہاں سے بات کرتے' جو لوگ مقام

Marfat.com

بلاط (ایک جگہ مسجد نبوی ﷺ اور بازار کے درمیان) میں ہوتے' آپ کی آواز سن لیتے۔
آپ ﷺ وہاں جا کر ہمارے پاس واپس آئے اور کہا:
''یہ لوگ مجھے اس وقت قتل کی دھمکی دیتے ہیں''۔
ہم (راوی) نے کہا:
''خدا آپ کو کافی ہے''۔
فرمایا: مجھے کس وجہ سے قتل کریں گے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: تین صورتوں کے سوا اور کسی صورت میں مسلمان کا خون مباح نہیں ہے:
(۱) اسلام کے بعد کافر ہو جائے' (۲) شادی کے بعد زنا کرے'
(۳) قصاص میں۔
خدا کی قسم! جب سے مجھ (عثمان رضی اللہ عنہ) کو خدا نے دینِ اسلام کی ہدایت کی ہے' میں نے اس (اسلام) کو کسی دین سے بدلنے کی خواہش نہیں کی اور نہ جاہلیت اور اسلام میں کبھی زنا کیا اور نہ کسی کو قتل کیا' پھر یہ لوگ کس وجہ سے مجھے قتل کریں گے؟

☆ آخری نکتہ

رسول خدا ﷺ نے بہت سی حدیثوں میں صراحۃً و کنایۃً فرمایا ہے کہ ''خلافتِ خاصہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد منعقد نہ ہوگی''۔ اور یہ معنی متعدد سندوں اور مختلف طریقوں سے پایۂ ثبوت کو پہنچ گئے ہیں' جن میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہیں رہا اور یہ بات خارج میں بھی ظاہر ہو گئی۔ اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باوجود اوصافِ خلافت خاصہ سے متصف ہونے اور خدمات سابقہ میں راسخ القدم ہونے کے خلافت پر متمکن نہ ہو سکے اور ہر طرف آپ کا حکم نافذ نہ ہوا اور ہر دن خلافت کا دائرہ تنگ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ آخر زمانہ میں صرف کوفہ اور اس کے اردگرد حکومت رہ گئی اور معاویہ رضی اللہ عنہ پر اگرچہ سب لوگ متفق ہو گئے اور لشکرِ اسلام کا تفرقہ اُٹھ گیا۔ لیکن خلافتِ خاصہ کے اوصاف ان میں نہ تھے اور خدماتِ سابقہ میں تمام انصار و مہاجرین سے کم تھے۔

(از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ نقوش رسول ﷺ نمبر جلد نہم ص ۲۰۳ تا ۲۰۷' بمن و عمن)

Marfat.com

☆حیات شہیدِ قرآن حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ.....ایک نظر میں☆

(۱) اسم مبارک: عثمان رضی اللہ عنہ

(۲) والد ماجد کا نام: عفان ابی العاص

(۳) خاندان: بنواُمیہ

(۴) کنیت: ابوعمرو اور ابوعبداللہ

(۵) لقب: ذوالنورین

(۶) خطاب: غنی

(۷) پیدائش: واقعہ فیل کے چھٹے سال یعنی ہجرت نبوی سے ۴۷ سال قبل

(۸) قبولِ اسلام: اسلام قبول کرنے والوں میں چوتھا یا پانچواں نمبر

(۹) ازواج: (۱) حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۲) حضرت سیّدہ امِ کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۳) فاختہ بنت غزوان (عبداللہ اصغر کی والدہ)

(۴) اُم عمرو بنت جندب (خالد، ابان، عمرو، مریم کی والدہ)

(۵) فاطمہ بنت ولید (ولید، اُم سعید، سعید کی والدہ)

(۶) بنت شیبہ (عائشہ، اُم ربان، اُم عمرو کی والدہ)

(۷) اُم البنین بنت عیینہ (عبداللہ المالک کی والدہ)

(۸) نائلہ بنت الفراضہ

(۱۰) اولاد: (۱) عمرو (۲) خالد (۳) ابان (زیادہ مشہور ہیں) بڑے زبردست محدث تھے (۴) عمر (۵) مریم کے شوہر عبدالرحمٰن بن ہشام بن مغیرہ تھے (۶) عائشہ کے شوہر الحارث بن الحکم

Marfat.com

بن العاص تھے (۷)اُم ابان کے شوہر مروان بن الحکم بن ابی العاص تھے (۸)اُم عمرو کے شوہر سعید بن العاص تھے (۹)عبدالمالک

(۱۱) غزواتِ نبوی: (۱)اصحابِ بدر میں شمار کیے گئے۔

(۲)ذات الرقاع کے وقت مدینہ میں حضور اکرم ﷺ کے قائم مقام تھے(۳)صلح حدیبیہ(۴)فتح مکہ

(۱۲) مسندِ خلافت پر سرفراز ہوئے:(یکم محرم ۲۴ ہجری)

(۱۳)فتوحاتِ روم کا آغاز(۲۵ ہجری)(افریقہ اور ایشیائے کوچک پر فوج کشی)

(۱۴) مسجد حرام کی توسیع (۳۶ ہجری)

(۱۵) بیت اللہ شریف کی توسیع (۳۶ ہجری)

(۱۶) مزید فتوحات (۴۷ ہجری میں افریقہ' اندلس اور جزیرہ قبرص و روڈس کی تسخیر)

(۱۷) حضرت نائلہ بنت الفراضہ سے نکاح (۲۸ ہجری)

(۱۸) فارس کی فتح (۲۹ ہجری)

(۱۹) مسجد نبوی کی توسیع وتعمیر (۲۹ ہجری)

(۲۰) طبرستان پر پرچم اسلام لہرایا (۳۰ ہجری)

(۲۱) حضور اکرم ﷺ کی مبارک انگشتری گم ہوگئی (۳۰ ہجری)

(۲۲) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو ربذہ کی حدود میں رہنے کی ہدایت

(۲۳) نمازِ جمعہ میں دوسری اذان کا اضافہ (۳۵ ہجری)

(۲۴) یزدگرد کسریٰ کی حکومت اور اُس کا اپنا خاتمہ (۳۱ ہجری)

(۲۵) مشرق میں مزید فتوحات (۳۲ ہجری میں چینی و روسی' ترکستان کے چھوٹے چھوٹے شہر' مرو' طالقا' فاریاب' جواجان' طخرستان' بلخ اور بخارا کی فتح)

(۲۶) مفسدین کی شرارتوں کا آغاز (۳۲ ہجری)

(۲۷) عبداللہ ابن سبا کا فتنہ (۳۲ ہجری)

Marfat.com

(۲۸) شر پسندوں اور باغیوں کی بغاوت (۳۴ ہجری)

(۲۹) شہادت (۱۸ ذوالحجہ ۳۵ ہجری)

(۳۰) عمر شریف: ۸۲ سال (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ از علی اصغر چودھری)

☆ ابن عساکر نے کنانہ وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جس نے شہید کیا وہ مصر کا رہنے والا تھا' اس کی آنکھیں نیلی تھیں اور اس کا نام ''حماد'' تھا۔

(تاریخ الخلفاء)

اور بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ آپ کے قاتل کا نام ''اسود'' تھا' بہت ممکن ہے کہ محمد بن ابوبکر کے ساتھ دو بلوائی جو آپ کے مکان میں کودے تھے' اس میں سے ایک کا نام ''حماد'' اور دوسرے کا نام ''اسود'' ہو۔ واللہ اعلم!

در منثور قرآں کی سلک بہی
زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحب قمیص ھدیٰ
حلّہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

☆حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک سو خصوصیات☆

(۱) جو نسبی لحاظ سے خلفاء ثلاثہ میں حضور علیہ السلام کے قریبی رشتہ دار تھے کیونکہ آپ کی والدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی لڑکی تھیں۔

(۲) جن کو ایمانی دولت فاروقِ اعظم' ابوعبیدہ بن الجراح اور عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہم سے پہلے نصیب ہوئی۔

(۳) جن کو اسلام لانے سے پہلے بھی اہل مکہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

(۴) حیاء و شرم اور ثروت و سخاوت جن کی ضرب المثل تھی۔

(۵) جن کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح دورِ کفر میں نہ بت پرستی کرتے دیکھا گیا اور نہ شراب پیتے۔

(۶) جو ایمان لانے کے بعد استقلال و استقامت کے اتنا پہاڑ بن گئے کہ ان کے چچا حکم بن العاص نے جب ستون سے باندھ کر ترکِ اسلام کا حکم کیا تو یک لخت انکار کر دیا۔

(۷) جن کو ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے بعد دنیائے کائنات میں سب سے پہلے اہل بیت سمیت ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

(۸) غزوۂ تبوک میں امداد دینے پر جن کے لیے حضور علیہ السلام نے آسمان کی طرف نگاہ اُٹھا کر تین مرتبہ فرمایا: ''اے اللہ! میں عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا''۔

(۹) جنہوں نے حضور علیہ السلام کے چار دن کے فاقے کی خبر سن کر آٹے اور گندم اور چھواروں کی متعدد بوریاں اور ایک سالم بکری کا گوشت اور تین سو روپیہ نقد دربارِ نبوت میں بھیج دیا۔

(۱۰) جنہوں نے طعام کی تیاری کی تکلیف کا تصور کر کے صرف اس خدمت پر اکتفاء نہ کیا

Marfat.com

بلکہ بہت سی روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت تیار کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا دیا۔

(۱۱) جن کو حضور علیہ السلام کے نجی خطوط کے جوابات لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

(۱۲) جو عبادت کے اس قدر شناسا تھے کہ کوئی رات بغیر ختم قرآن شریف کے نہ گزرتی تھی۔

(۱۳) رات کو اکثر حصہ دربار کبریا میں ادائے نوافل کی صورت میں جاگتے رہنا' جن کا شعار تھا۔

(۱۴) جو رقیق القلب اس قدر تھے کہ آنکھوں سے اکثر اوقات آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

(۱۵) ایامِ ممنوعہ کے بغیر کبھی روزے کا ناغہ نہ کیا کرتے تھے۔

(۱۶) جنہوں نے قحط سالی کے ایام میں ایک ہزار اونٹ غلہ کا منگوا کر فقراءِ مدینہ میں تقسیم کر کے رب العزت کی خوشنودی حاصل کی۔

(۱۷) اس سخاوت کے بدلے میں آپ کے لیے سرورِ کائنات ﷺ نے بہشتی حور کی خوشخبری عطاء فرمائی۔ (ازالۃ الخفاء)

(۱۸) غزوۂ تبوک کے موقع پر حضور ﷺ کی اپیل کے نتیجے میں جنہوں نے پہلی دفعہ ایک سو اونٹ' دوسری دفعہ دو سو اونٹ اور تیسری دفعہ تین سو اونٹ دینے کا وعدہ کیا۔

(۱۹) جنہوں نے فقط اس پر اکتفاء نہ کیا بلکہ چوتھی اپیل پر ایک ہزار اشرفیاں گھر سے لا کر خدمت میں پیش کر دیں۔

(۲۰) اس امداد پر جن کے متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ جو چاہیں کریں' کوئی کام ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

(۲۱) جنہوں نے نادیدہ دانستہ غلام کا کان اگر مروڑ دیا تو پھر اس کے سامنے اپنا کان پیش کر دیا تا کہ آخرت کے عذاب سے بچ جائیں۔

(۲۲) جن کے دورِ خلافت میں قیصر روم کا نام و نشان مٹ گیا۔

(۲۳) جن کی مجاہدانہ کوششوں سے عیسائیت کا جسم بے جان ہو گیا۔

(۲۴) جن کی مساعی جمیلہ کے نتیجے میں خراساں چوٹیں' بیہق' فیروز آباد' شیراز' طوس' نیشاپور' ہرات' بلخ وغیرہ اسلام کے قبضہ میں آئے۔

Marfat.com

(۲۵) جن کی شہادت کی خبر دیتے ہوئے رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی چکی ایک دن اپنی جگہ سے ہٹ جائے گی۔ (مستدرک حاکم)

(۲۶) جن کی خبر شہادت دیتے ہوئے حبیب کبریا ﷺ نے فرمایا: خدا کی تلوار نیام میں رہے گی، جب تک عثمان رضی اللہ عنہ زندہ ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

(۲۷) جن کو سرورِ کائنات ﷺ نے جنت میں اپنا رفیق قرار دیا۔ (ترمذی)

(۲۸) جن کو حضور علیہ السلام کی دوہری دامادی کا شرف حاصل ہوا۔

(نہج البلاغۃ ص ۱۸۴، حیات القلوب ج ۲ ص ۷۱۹)

(۲۹) جن کے دستِ حق پرست کو سرور کائنات ﷺ نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔ (ترمذی)

(۳۰) جن کی انتظار میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت فخر دو عالم ﷺ بیقرار نظر آئے۔

(غزوات حیدری)

(۳۱) جن کی حیاء و شرم کا اقرار احمد مختار نے فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۳۲) جن کی طبیعت میں نرمی فطری طور پر رکھی گئی تھی۔

(۳۳) جنہوں نے سبائی شرارت کے باوجود امر خلافت کسی کے سپرد نہ کیا۔ (تاریخ اسلام)

(۳۴) جن کو خبر شہادت حبیب کبریا رضی اللہ عنہ نے زندگی میں سنا دی۔

(۳۵) جن کے متعلق جبل اُحد پر چڑھ کر فرمایا: ''اے اُحد! تجھ پر نبی، صدیق، دو شہید سوار ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۳۶) جن کے حق میں حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

(۳۷) جنہوں نے عمال کی بدانتظامیوں کے حالات سن کر عمال کو حق پر عمل کرنے کی شدت سے تلقین کی۔

(۳۸) جنہوں نے مسجد نبوی ﷺ میں کھڑے ہو کر پبلک کے سامنے عذر خواہی کے بعد اہل مدینہ کے مشورے سے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر فرمایا۔

(۳۹) جو ذی النورین کے لقب سے چار دانگ عالم میں مشہور ہوئے۔ (نہج البلاغہ ج ۲ ص ۸۴)

Marfat.com

(۴۰) جن کے علم وفضل کا اقرار سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کیا۔ (نہج البلاغہ ج۲ ص۸۳)

(۴۱) جن کے درِ دولت پر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ لوگوں کے وکیل بن کر آئے اور بڑے مؤدب الفاظ استعمال فرمائے۔ (نہج البلاغہ ج۲ ص۸۳)

(۴۲) جنہوں نے دنیا کے اندر قرآن کریم کی نشرواشاعت فرما کر اُمت مسلمہ پر احسانِ عظیم فرمایا' حتیٰ کہ جامع القرآن کے لقب سے ملقب ہوئے۔

(۴۳) جنہوں نے ہزاروں کوششوں کے باوجود مدینہ مقدسہ کو مسلمانوں کے خون سے رنگین نہ ہونے دیا۔

(۴۴) جنہوں نے نظامِ خلافت کے تشنہ تکمیل گوشوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

(۴۵) جنہوں نے ایران' خراسان' آرمینیہ' آذربائیجان' مصر' اسکندریہ کی بغاوتوں کا استیصال کر دیا۔

(۴۶) جن کے دورِ خلافت میں اسلامی حکومت کی حدود سندھ اور کابل سے لے کر یورپ کی سرحد تک وسیع ہو گئیں۔

(۴۷) جن کے دورِ خلافت میں سپاہیوں کی تنخواہوں میں ایک ایک سو روپیہ کا اضافہ ہوا۔

(۴۸) جنہوں نے نئے مفتوحہ علاقوں میں چھاؤنیاں قائم فرمائیں۔

(۴۹) جنہوں نے چراگاہوں میں مویشیوں کے لیے چشمے کھدوائے۔

(۵۰) جنہوں نے دفاتر کے لیے وسیع عمارتیں بنوائیں۔

(۵۱) جنہوں نے رعایا کی آسائش کے لیے سڑکیں' پل اور مسافر خانے بنوائے۔

(۵۲) جنہوں نے مدینہ اور نجد کی راہ میں ایک سرائے تعمیر کرائی اور اس کے متعلق ایک بازار بسایا۔

(۵۳) جنہوں نے ایک راستے پر میٹھے پانی کا کنواں کھدوایا۔

(۵۴) بیر سائب' بیر عامر اور بیر عریس جن کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔

(۵۵) جنہوں نے سیلاب کے خطرے کو دور کرنے کی خاطر مدینے سے تھوڑے فاصلے پر بند تعمیر کرایا۔

Marfat.com

(۵۶) جنہوں نے نہر کھدوا کر سیلاب کا رخ دوسری طرف موڑ دیا۔
(۵۷) جنہوں نے مسجد نبوی ﷺ کی توسیع فرما کر مسجد کو ایک حسین و جمیل عمارت میں تبدیل کر دیا۔
(۵۸) جن کے زمانہ اقدس سے پہلے اگر مسجد نبوی ﷺ کا طول ایک سو چالیس گز اور عرض ایک سو بیس گز تھا تو آپ نے طول میں بیس گز اور عرض میں تیس گز کا اضافہ فرمایا۔
(۵۹) جنہوں نے التباس اور اختلاط کے خوف سے حفاظت قرآن کے پیش نظر قرآن کے اندر تفسیری نوٹوں کو کھرچ دیا تا کہ قرآن تحریف سے قیامت تک کے لیے محفوظ ہو جائے۔
(۶۰) جنہوں نے مساجد کی آبادی کے لیے تنخواہ دار مؤذن مقرر فرمائے۔
(۶۱) جنہوں نے زمانہ نبوی ﷺ میں کتابت قرآن کا کام کیا تو زمانہ خلافت میں تقریر و خلافت کا کام کیا۔
(۶۲) مذہبی علوم میں جو سباق الغایات تھے۔
(۶۳) جو ایک ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے۔
(۶۴) جو روایت احادیث میں بڑے محتاط تھے۔
(۶۵) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جن کا مجتہد فیہا مسئلہ قابل استناد سمجھا جاتا تھا۔
(۶۶) جن کو علم میراث میں مہارتِ تامہ حاصل تھی۔
(۶۷) جو اپنے زمانہ میں میراث کے بڑے بڑے مشکل مسئلے حل فرمایا کرتے تھے۔
(۶۸) لاکھوں روپے کے مالک ہونے کے باوجود جن کا دامن تمول کے بُرے نتائج سے آلودہ نہ ہوا۔
(۶۹) خشیت الٰہی کا اثر جن کے قلب پر اتنا تھا کہ آپ کا دل ہمیشہ خوف خدا سے معمور رہتا تھا۔
(۷۰) جن کا گزر اگر قبر پر ہو جاتا تو بے اختیار رونے لگ جاتے تھے اور داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔
(۷۱) جن کے متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میری چالیس لڑکیاں ہوتیں تو عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے دے دیتا۔

Marfat.com

(۷۲) جو حضور علیہ السلام کی تھوڑی سی تکلیف دیکھ کر بیقرار ہو جاتے تھے۔
(۷۳) جو حضور علیہ السلام کے چہرے اور پیشانی کو دیکھ کر آپ کا طبعی مقتضاء معلوم کر لیتے تھے۔
(۷۴) جو اہل بیت کا فاقہ نہ سہہ سکتے تھے۔
(۷۵) جنہوں نے اس ہاتھ کو ساری عمر میں پلیدی کے قریب نہ جانے دیا' جس ہاتھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی۔
(۷۶) جن کے مبارک نام پر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دو صاحبزادوں کا نام عثمان اصغر' عثمان اکبر رکھا۔ (ابن سعد ج ۳' منتہی الآمال)
(۷۷) جنہوں نے دس لاکھ اشرفیاں راہِ خدا میں وقف کر دیں۔ (ابن سعد)
(۷۸) جن کے پیش نظر ہر وقت فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقبول رہتا تھا۔
(۷۹) جن کو جنگ بدر میں حاضر نہ ہونے کے باوجود حضور علیہ السلام نے بدریوں کا ثواب وفضائل وحصہ عنایت فرمایا۔ (مشکوٰۃ)
(۸۰) سینکڑوں بیواؤں اور یتیموں' اپنے غریب رشتہ داروں کو پالنا جن کا دستور العمل تھا۔
(۸۱) جنہوں نے چشم دید گواہ نہ مل سکنے کی وجہ سے مروان کو پبلک کے سپرد نہ کیا۔
(۸۲) جنہوں نے دفعہ شبہات کے لیے حلفیہ بیان دینے سے بھی انکار کر دیا۔
(۸۳) ہر جمعہ ایک غلام آزاد کرنا جن کا شعار تھا۔
(۸۴) جو حلم وعفو کے پیکر تھے۔
(۸۵) جو گستاخی کرنے والے کو منہ پر شرمسار نہ کرتے تھے۔
(۸۶) جو لونڈیاں اور متعدد غلاموں کے باوجود اپنا کام خود کرتے تھے۔
(۸۷) جنہوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے طواف ترک کر دیا۔
(۸۸) جن کے اس فعل کی غیبی خبر حدیبیہ میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی۔
(۸۹) جن کے اس فعل کی خبر کو ندامت لاحق ہوئی۔
(۹۰) جو نمازِ تہجد کے لیے پانی خود لے کر وضو فرماتے تھے۔
(۹۱) جن کی رات ذکر الٰہی میں کٹتی تھی تو دن اُمورِ خلافت میں۔

Marfat.com

(۹۲) جوخلافت سے پہلے اوراپنے دورِ خلافت میں غیر معمولی ثروت کی وجہ سے غنی کے نام سے مشہور کردیئے گئے۔

(۹۳) جواچھے لباس کی موجودگی کے باوجود معمولی کپڑے پہننے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔

(۹۴) جنہوں نے بلوائیوں کے حملے کے وقت متعدد مشوروں کے باوجود مدینہ منورہ کو چھوڑنا گوارانہ کیا۔

(۹۵) جوایامِ اسیری میں بھی روزہ دار تھے۔

(۹۶) جنہوں نے مقید ہونے کے باوجود تلاوتِ کلامِ الٰہی کو نہ چھوڑا۔

(۹۷) جنہوں نے بے حد اصرار پر مدینہ منورہ کو خون سے ملوث نہ ہونے دیا۔

(۹۸) جن کے دروازے پر پہرہ داری کے لیے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو مقرر کیا۔

(۹۹) جنہوں نے محمد بن ابی بکر کو سیّدنا ابی بکر سے اپنے تعلقات جتلا کر قتل کا مرتکب نہ ہونے دیا۔

(۱۰۰) جنہوں نے قرآن پڑھتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا اور جن کے خون شہادت کے سرخ چھینٹے آج تک فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ پر موجود ہیں۔ (پ۱ رکوع آخری)

(یارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مع وارثانِ خلافت' ص ۶۲۶ تا ۶۳۳' من وعن' از الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری)

رو لے اب دل کھول کر اے دیدۂ خوں نابہ بار
خود ہی ہاتھوں سے لٹایا عظمتِ حق کا وقار
سیّد عثماں گئے تو وحدتِ مسلم گئی
اپنے ہاتھوں ہو گئی پھر شانِ مسلم تار تار
حضرت عثمان ؓ دامادِ شہ ہر دوسرا
ان کی نعشِ پاک ہے نوحہ کناں اب بار بار
میرے آقا کے غلامو! کیا یہی ایمان ہے
کیا یہی عشق نبی ہے' شوکتِ قرآن ہے

Marfat.com

☆حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی تحریک☆

یہ معلوم ہے کہ قریش کا پیشہ تجارت تھا اور انصار ارباب زراعت وفلاحت تھے' اس بناء پر عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہد شیخین میں بھی صحابہ میں بڑے بڑے دولت مند اور متمول لوگ تھے' لیکن ان کی دولت اسلام اور ملت کی خدمت کے لیے وقف تھی' خود ان کا طرزِ بود وباش سادہ تھا اور قرآن مجید میں ایک شخص کی دولت میں جن لوگوں کے حقوق معین کر کے بیان کیے گئے ہیں' یہ حضرات ان سب حقوق کا پورا خیال اور لحاظ رکھتے تھے' لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں اب صورتِ حال یہ ہوگئی کہ مسلم معاشرہ بداوت کی زندگی (Rural Life) سے نکل کر حضارت اور شہریت (Urban Life) کی زندگی میں داخل ہو رہا تھا۔ ایرانی اور رومی تکلفات اور عیش وعشرت کے ساز وسامان معاشرہ میں رواج پذیر تھے۔ یہ تو عرب سوسائٹی کا حال تھا۔ مفتوحہ اقوام میں جاگیرداری اور سرمایہ داری نظام پہلے سے رائج تھا۔ امراء اور اربابِ دولت وثروت' عیش وعشرت' راحت طلبی اور غریبوں کی محنت وجفاکشی کے بل بوتہ پر آسانی کی زندگی کے پہلے سے عادی تھے۔ نتیجہ وہی ہوا جو ان حالات میں ناگزیر طریقہ پر ہوتا ہے۔ ملک میں طبقاتیت پیدا ہوگئی' ایک طرف طبقہ امراء کا تھا اور دوسری طرف غریبوں اور مالی اعتبار سے بدنصیب لوگوں کا طبقہ۔ قانونِ فطرت کے مطابق مؤخر الذکر طبقہ کو پہلے طبقہ پر سخت غیظ وغضب تھا اور اس طرح وہ طبقاتی کشمکش شروع ہوئی' جس نے تاریخ میں بڑے بڑے انقلابات پیدا کیے ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ المتوفی ۳۲ھ بمطابق ۶۵۲ء اکابر صحابہ میں سے تھے' اسلام لانے میں ان کا مرتبہ چوتھا یا پانچواں ہے' سچائی میں ضرب المثل ہیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حضرت مسیح علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے' کہا جاتا ہے کہ یہ پہلے ہیں جنہوں نے

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کو تحیہ اسلامی طریقہ پر کیا ہے' خود تارک الدنیا تھے' جمع زر کو مطلقاً (اس پر زکوٰۃ دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو) حرام جانتے تھے اور استدلال اس آیت سے تھا:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ (التوبہ:۳۴۔۳۵)

''اور جو لوگ سونا چاندی سینت سینت کر رکھتے ہیں' اللہ کے راستے میں اسے خرچ نہیں کرتے' آپ ان کو سخت دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے' جو اس دن ہوگا جب کہ ان کے سونے چاندی کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیوں کو اور ان کے پہلوؤں اور کمروں کو داغا جائے گا کہ لو! یہ ہے وہ جس کو تم نے اپنے لیے جمع کر کے رکھا تھا' اب اس کا مزہ چکھو!''

ان کا مسلک تھا کہ ایک شخص کو اپنی کمائی میں سے صرف اتنا رکھنا چاہیے جو اس کی ضرورت کے لیے کافی ہو' ان کا یہ نظریہ قرآن مجید کی ان دو آیات پر مبنی تھی:

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ (البقرہ:۲۱۹)

''اے پیغمبر! آپ سے پوچھتے ہیں: کتنا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجئے: جتنا بھی زائد ہو''۔

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ (الذاریات:۱۹)

''اے مسلمانو! تمہاری دولت میں فقیروں اور حاجت مندوں کا بھی مقررہ حق ہے''۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد شام چلے گئے اور کسی دیہات میں رہنے لگے' شیخین کے عہد خلافت میں بھی یہیں قیام پذیر رہے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو دمشق میں سکونت اختیار کر لی۔ شام دولت و غربت کی بناء پر طبقاتی کشمکش کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اسے کس طرح برداشت کر سکتے تھے' دیکھا کہ طبقہ امراء عیش و

Marfat.com

عشرت کی زندگی بسر کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دولت میں غریبوں اور محتاجوں کا جو حق مقرر کیا ہے' اس کو کما حقہ ادا نہیں کی جا رہا ہے تو اب انہوں نے اپنا معمول یہ بنا لیا کہ وہ امیروں کے پاس جاتے اور فرماتے: اے لوگو! تم فقیروں کی خبر گیری کرو' اور جن آیات میں جمع زر کی مذمت کی گئی ہے' انہیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور عذابِ آخرت سے ڈراتے تھے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی ان برملا تقریروں کا اثر یہ ہوا کہ غرباء نے امراء پر دست درازی کر دی' جس سے ان کی زندگی اجیرن ہو گئی' ان لوگوں نے امیر معاویہ گورنر شام سے شکایت کی' امیر معاویہ نے حضرت عثمان کو خط لکھا کہ ابوذر نے میرا ناک میں دم کر دیا ہے' یہاں وہ ایسی ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ یہ ۳۰ھ کی بات ہے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا: فتنہ نے اپنی سونڈ ہلانی شروع کر دی ہے' اس لیے تم اغماض اور مصالحت سے کام لو اور زخم مت کریدو' اور ابوذر کو ایک راہنما اور سامان سفر کے ساتھ میرے پاس روانہ کر دو' اور دیکھو! ابوذر کے ساتھ ملاطفت اور نرمی کا معاملہ کرنا' اور جہاں تک ہو سکے تم خود اپنے آپ کو اور لوگوں کو ان سے تعرض کرنے سے روکے رہو۔

امیر معاویہ نے حکم کی تعمیل کی اور حضرت ابوذر کو مدینہ روانہ کر دیا' لیکن مدینہ وہ نہیں تھا جو پہلے تھا۔ اب یہاں شاندار عمارتیں' مکانات اور حویلیاں کھڑی ہوئی تھیں' حضرت ابوذر نے یہ رنگ دیکھا تو بولے: اے مدینہ والو! ڈرو اس لوٹ مار اور ضرب و حرب سے' جس کا ہنگامہ یہاں برپا ہونے والا ہے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے پوچھا: کیا بات ہے کہ شام کے لوگ آپ کی شکایت کرتے ہیں' تو حضرت ابوذر نے فرمایا: ''مال کو یوں نہ کہو کہ وہ اللہ کا مال ہے' بلکہ یہ کہو کہ وہ مسلمانوں کا مال ہے'' اس کے علاوہ انہوں نے فرمایا: ''میں دولت مندوں سے کہتا ہوں کہ مال کا جمع رکھنا جائز نہیں ہے' اس کو ضرورت مندوں پر تقسیم کر دو'' حضرت عثمان نے جواب میں کہا: ''ابوذر! تم اس معاملہ کو میرے اوپر چھوڑ دو' میرا جو فرض ہے میں اس کو انجام دوں گا اور لوگوں پر جو واجب ہے وہ میں ان سے وصول کروں گا'' پھر فرمایا: ''میں لوگوں کو زہد پر مجبور نہیں کروں گا۔ بلکہ میں ان کو جد و جہد اور میانہ روی کی دعوت دیتا ہوں''۔

Marfat.com

ان حالات میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا مدینہ میں قیام کرنا مشکل تھا' اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اجازت سے ربذہ (جو مکہ کے راستے میں مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک دیہات ہے' وہاں) آئے اور سکونت پذیر ہو گئے۔ یہاں انہوں نے ایک مسجد تعمیر کی' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی گزر بسر کے لیے دو غلاموں اور چند اونٹوں کا انتظام کر دیا اور درخواست کی کہ آپ وقتاً فوقتاً مدینہ آتے جاتے رہیں' تا کہ آپ پر بدویت غالب نہ ہو۔ چنانچہ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مدینہ آتے جاتے رہتے تھے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ اسی اثناء میں ایک مرتبہ ربذہ سے مدینہ آئے' یہاں حضرت عثمان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ فرمایا: جو لوگ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ان کے لیے صرف یہ کافی نہیں ہے' بلکہ ان کو اپنے پڑوسیوں اور بھائیوں کے ساتھ احسان اور اعزہ و اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی کا بھی معاملہ کرنا چاہیے۔ کعب الاحبار اس مجلس میں موجود تھے' انہوں نے کہا: جس شخص نے زکوٰۃ ادا کر دی' اس نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو یہ سن کر غصہ آ گیا' انہوں نے اپنی سپر اُٹھائی اور کعب الاحبار کو اس سے زخمی کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سپر ان سے لے لی اور فرمایا: ابوذر! خدا کا خوف کرو اور اپنے ہاتھ اور اپنی زبان قابو میں رکھو۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جس بات کی تلقین دوسروں کو کرتے تھے' خود ان کا عمل بھی بڑی شدت سے اس پر تھا۔ ایک مرتبہ امیر معاویہ نے (غالباً بغرضِ امتحان) ان کی خدمت میں ایک ہزار دینار بھیجے' انہوں نے اسے قبول فرما لیا۔ لیکن دوسرے دن امیر معاویہ نے آدمی بھیجا کہ وہ رقم ان سے واپس لے آئے تو انہیں یہ معلوم کر کے سخت حیرت ہوئی کہ حضرت ابوذر نے رقم لیتے ہی فوراً رقم تقسیم کر دی اور اس میں سے اپنے لیے ایک حبہ بھی نہیں رکھا' ماہ ذی الحجہ ۳۲ھ میں جب ان کا انتقال ہونے لگا تو گھر میں ایک بکری تھی' بیٹی کو وصیت کی کہ میرے انتقال کے بعد تم کو چند آدمیوں کا ایک قافلہ جاتا ہوا ملے گا۔ تم اس قافلہ کو میرے انتقال کی خبر دینا۔ پھر جب وہ قافلہ میری تکفین و تدفین سے فارغ ہو کر جانے لگے تو تم میری طرف سے ان کو قسم دے کر اس بکری کو ذبح کر کے ان سب کو کھانا کھلانا۔ بیٹی نے وصیت پر

Marfat.com

عمل کیا۔ اتفاق سے یہ قافلہ جن حضرات پر مشتمل تھا' ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے' ان کو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی وفات کی' اور وہ بھی اس تنہائی اور کسمپرسی کے عالم میں خبر ہوئی تو بے ساختہ رو پڑے' اور بولے: سچ فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوذر تنہائی کی حالت میں مرے گا اور اسی حالت میں قیامت میں اُٹھایا جائے گا۔ اس کے بعد قافلہ نے میت کو غسل دیا' تکفین وتدفین کی' اس سے فارغ ہو کر جب چلنے لگے تو صاحبزادی نے باپ کا پیغام پہنچا کر سب کو کھانا کھلایا۔ جب یہ قافلہ جو غالباً حج کرنے جا رہا تھا' مکہ پہنچا اور وہاں حضرت عثمان کو اس حادثہ فاجعہ کی اطلاع دی تو آپ کو سخت ملال اور صدمہ ہوا' مکہ سے واپسی میں ربذہ کا راستہ اختیار کیا' اور وہاں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے متعلقین کو ہمراہ لے کر مدینہ پہنچے اور اپنے متعلقین کے ساتھ ہی ان سب کے قیام کا انتظام فرمایا۔

بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں ہم نے قصداً کسی قدر تفصیل سے کام لیا ہے' اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض مؤرخین کے بیانات سے اس سلسلے میں متعدد غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں' ہم ان کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں:

(۱) امین احمد' خیر الدین الزرکلی' علی حسن الخربوطلی' ان تینوں نے لکھا ہے کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مزدک کی تحریک اور اس کے مکتبہ خیال سے متاثر تھے' اس بناء پر انہوں نے ان کو ''اوّل اشتراکی فی الاسلام'' یعنی اسلام میں سب سے پہلا کمیونسٹ کہا ہے' حقیقت یہ ہے کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کی توہین اور تنقیص اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان کو کسی تحریک یا ان کے کسی نظریہ کو زمانہ قدیم کے کسی باطل مذہب کے نظریہ سے مستفاد اور متاثر بنایا جائے' اصل یہ ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا نظریہ جو کچھ بھی تھا' قرآن کی آیات' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خود اپنی زندگی اور فقر و درویشی اور زہد و اتقاء کے بارے میں آپ کے ارشادات پر مبنی تھا اور شروع سے تھا' چنانچہ ان کی زندگی میں کبھی کوئی دن ایسا نہیں آیا' جب کہ انہوں نے دولت کو منہ لگایا ہو۔

Marfat.com

(۲) اس سلسلے میں ایک دوسری غلط فہمی یہ ہے کہ جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مدینہ تشریف لائے اور یہاں بھی دولت مندوں کے خلاف آپ نے اپنی تحریک جاری رکھی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو ربذہ کی طرف جلاوطن کر دیا' حالانکہ طبری کے حوالہ سے جس کی تائید دوسرے ماخذ سے بھی ہوتی ہے' یہ بات صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خواہش یہ تھی کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مدینہ میں آپ کے پاس رہیں اور آپ ان کے اخراجات کے متکفل ہوں' لیکن آپ (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ) نے مدینہ میں دولت وثروت کے جو مظاہر ہے دیکھے' اس سے آپ کو وحشت ہونے لگی اور آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اجازت سے ربذہ میں آ کر مقیم ہو گئے' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہاں ان کے لیے خورد ونوش کا انتظام فرما دیا۔

پھر جب حج کے موقعہ پر مکہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کا علم ہوا تو آپ کو سخت صدمہ ہوا' مکہ سے ربذہ آئے اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی کو اپنے ساتھ لے آئے اور اولاد کی طرح رکھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دوسرے اکابر صحابہ کی طرح یہ سمجھتے تھے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جو کچھ فرماتے ہیں' وہ غایت زہد وتقویٰ کی بات ہے' اس پر خواص ہی عمل کر سکتے ہیں اور جو چیز (یعنی جمع زر ومال) شرعاً ممنوع ہے' اس کے ساتھ حرام شے کا برتاؤ کرنا انفرادی طور پر ایک اعلیٰ اخلاقی فضیلت تو ہو سکتا ہے' ایک عام سماجی اصول اور طرزِ زندگی ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ از مولانا سعید احمد اکبر آبادی ص ۱۵۴ تا ۱۶۰)

Marfat.com

☆حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے اقوالِ زریں اورارشاداتِ عالیہ☆

(۱) حقیر سے حقیر پیشہ ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے۔
(۲) تعجب ہے اس پر جو موت کو حق جانتا ہے اور پھر ہنستا ہے۔
(۳) زبان کی لغزش قدموں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہے۔
(۴) تعجب ہے اُس پر جو دنیا کو فانی جانتا ہے اور پھر اس کی رغبت رکھتا ہے۔
(۵) دنیا جس کے لیے قید ہے' قبر اُس کے لیے آرام گاہ ہے۔
(۶) تعجب ہے اس پر جو تقدیر کو پہچانتا ہے اور پھر جانے والی چیز کا غم کرتا ہے۔
(۷) بعض اوقات جرم معاف کرنا مجرم کو زیادہ خطرناک بنا دیتا ہے۔
(۸) تعجب ہے اس پر جو حساب کو حق جانتا ہے اور پھر مال جمع کرتا ہے۔
(۹) خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔
(۱۰) تعجب ہے اُس پر جو دوزخ کو حق جانتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔
(۱۱) حاجت مند غرباء کا تمہارے پاس آنا خدائے پاک کا انعام ہے۔
(۱۲) محب اللہ کو تنہائی محبوب ہوتی ہے۔
(۱۳) مت رکھ اُمید کسی سے مگر اپنے رب سے اور مت ڈر کسی سے مگر اپنے گناہ سے۔
(۱۴) تعجب ہے اُس پر جو شیطان کو دشمن جانتا ہے اور پھر اس کی اطاعت کرتا ہے۔
(۱۵) اپنا بوجھ خلقت میں سے کسی پر نہ رکھ' خواہ کم ہو یا زیادہ۔
(۱۶) عقل مند کہتا ہے: میں کچھ نہیں جانتا' لیکن بیوقوف کہتا ہے: میں سب کچھ جانتا

Marfat.com

ہوں۔

(۱۷) تعجب ہے اُس پر جو اللہ تعالیٰ کو حق جانتا ہے' اور پھر غیروں کا ذکر کرتا ہے۔

(۱۸) اے انسان! خدا تعالیٰ نے تجھے اپنے لیے پیدا کیا ہے اور تو دوسروں کا ہونا چاہتا ہے۔

(۱۹) باوجود نعمت وعافیت موجود ہونے کے زیادہ طلبی بھی شکوہ ہے۔

(۲۰) جس نے دنیا کو جس قدر پہچانا' اسی قدر اس سے بے رغبت ہوا۔

(۲۱) لوگوں کو جس طرح چاہے آزما دیکھ' سانپ بچھوؤں سے کم نہ پائے گا۔

(۲۲) دوسروں کا بوجھ اُٹھانا عابدوں کی عزت کا تتمہ ہے۔

(۲۳) جو شخص مصیبت کے وقت اوّل اپنی تدبیروں اور پھر خلقِ خدا کی امداد سے عاجز ہو کر خدا تعالیٰ کی جانب رجوع کرتا ہے' خدا تعالیٰ بھی اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے۔

(۲۴) دنیائے فانی کی لذتیں لینے سے عالمِ باقی کے اجر وثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔

(۲۵) علم بغیر عمل کے نفع دیتا ہے اور عمل بغیر علم کے فائدہ نہیں بخشتا۔

(۲۶) ایک پرہیزگار فقیہہ شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے۔

(۲۷) دنیا خدا تعالیٰ کی رائے ہے' جو آخرت کے مسافروں کے لیے وقف ہے' اپنا توشہ لے اور جو کچھ سرائے میں ہے اس کا لالچ نہ کر۔

(۲۸) اگر آنکھیں روشن ہیں تو ہر روز' روزِ حشر ہے۔

(۲۹) متواضع دنیا وآخرت میں جو چیز چاہے گا' پوری ہوگی۔

(۳۰) عیالدار کے اعمال مجاہدین کے اعمال کے ساتھ آسمان پر جاتے ہیں۔

(۳۱) اُمراء کی تعریف کرنے سے بچ' کہ ظالم کی تعریف سے غضب الٰہی نازل ہوتا ہے۔

(۳۲) ظالموں اور ان کے متعلقین سے معاملہ مت کرو۔

(۳۳) تونگروں کے ساتھ عالموں اور زاہدوں کی دوستی ریاکاری کی دلیل ہے۔

Marfat.com

(۳۴) فقیر کا ایک درہم بہتر ہے' غنی کے لاکھ درہم صدقہ سے۔
(۳۵) مسلمان کی ذلت اپنے مذہب سے غافل بن جانے میں ہے' نہ کہ بے زر ہونے سے۔
(۳۶) جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے' لیکن انسان اپنے خدا کو نہیں پہچانتا۔
(۳۷) حیاء کے ساتھ تمام نیکیاں اور بے حیائی کے ساتھ تمام بدیاں (بُرائیاں) وابستہ ہیں۔
(۳۸) جب زبان اصلاح پذیر ہو جائے' قلب بھی صالح ہو جاتا ہے۔
(۳۹) گناہ کسی نہ کسی صورت سے دل کو بے قرار رکھتا ہے۔
(۴۰) جس شخص کو سال بھر تک کوئی تکلیف یا رنج نہ پہنچے' پس وہ جان لے کہ مجھ سے میرا رب ناراض ہے۔

☆ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ارشاداتِ عالیہ ☆

(۱) دنیا کی محبت دل کا اندھیرا ہے اور دین کی محبت دل کا نور۔
(۲) جو دنیا سے محبت نہیں کرتا' اللہ اس سے محبت کرتا ہے اور جو بُرے کاموں سے بچتا ہے' اللہ کے فرشتے اس سے پیار کرتے ہیں۔
(۳) چار کام ایسے ہیں جن کا ظاہر فضیلت ہے اور جن کا باطن فرض ہے:
(۱) نیک لوگوں کی بحث فضیلت ہے اور ان کی پیروی فرض ہے۔
(۲) قرآن کی تلاوت فضیلت ہے اور اس پر عمل فرض ہے۔
(۳) قبروں کی زیارت فضیلت ہے اور اس کے لیے تیاری فرض ہے۔
(۴) مریض کی بیمار پرسی فضیلت ہے اور اس کی فضیلت پر عمل کرنا فرض ہے۔
(۴) نیک اور اچھے آدمی کی چار نشانیاں ہیں:
(۱) ایسے لوگوں میں رہے جن سے دین کی اصلاح ہو۔
(۲) دنیا کی بڑی چیز بھی حاصل ہو تو اسے بُرا سمجھے' اور دین کی چھوٹی سی چیز بھی ملے تو اسے بڑا سمجھے۔
(۳) ایسی حلال چیز کے کھانے سے بھی بچے' جس میں کسی حرام چیز کے ملنے کا شبہ ہو۔

Marfat.com

(۴)سب کواپنے سے زیادہ نیک اوراچھا سمجھے۔

(۵) سچے مسلمان کو چھ قسم کا خوف ہوتا ہے:

(۱)اللہ کا خوف کہ وہ اس سے ایمان کی دولت نہ لے لے۔

(۲)فرشتوں کا خوف کہ وہ اس کے گناہوں کو نہ لکھ لیں۔

(۳)شیطان کا خوف کہ وہ اسے پھندے میں نہ پھنسا لے۔

(۴)موت کے فرشتہ کا خوف کہ وہ اچانک اس کی روح نہ نکال لے۔

(۵)دنیا کا خوف کہ وہ اسے آخرت سے غافل نہ کردے۔

(۶)بیوی بچوں کا خوف کہ ان میں پھنس کر وہ اللہ کو نہ بھول جائے۔

(۶) اللہ کے سچے بندے کی پہچان یہ ہے کہ اس کے دل میں خدا کا خوف اور اس کے رحم کی اُمید ہو زبان پر اللہ کی حمد وثناء ہو۔آنکھوں میں حیاء اور شرم ہو دنیا والوں سے بے نیازی اور اللہ کی طلب ہو۔

(۷) پانچ نمازوں کی پابندی کرنے والے سے اللہ محبت کرتا ہے اس کی قوتیں درست رہتی ہیں۔اس کے فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔اس کے گھر میں برکت نازل ہوتی ہے۔چہرے پر نیک لوگوں کی سی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں۔اس کا دل نرم ہو جاتا ہے۔

(۸) جو گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں۔

(۹) جو لوگوں سے لالچ نہیں کرتا لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔

(۱۰) میں نے چار باتوں میں عبادت کی لذت پائی:

(۱)اللہ کا حکم ماننے میں

(۲)اللہ کی منع کی ہوئی باتوں سے بچنے میں

(۳)ثواب حاصل کرنے کے لیے اچھے اعمال کرنے میں

(۴)اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے گناہوں سے بچنے میں۔

(۱۱) اس آدمی پر مجھے تعجب ہوتا ہے جو موت کا یقین رکھنے کے باوجود ہنسے اور دنیا کو ختم ہونے والی سمجھتے ہوئے اس سے محبت کرے قضاء وقدر کو مانتے ہوئے کسی چیز کے

Marfat.com

فوت ہونے کا غم کرے۔ حشر کے دن کے حساب کا عقیدہ رکھتے ہوئے مال جمع کرے اور دوزخ کے عذاب پر یقین رکھتے ہوئے گناہ کرے' جنت پر ایمان رکھتے ہوئے دنیا سے راحت پائے۔ اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے غیر کو پکارے۔ شیطان کو اپنا دشمن جانتے ہوئے اس کی پیروی کرے۔

(۱۲) دس چیزیں بیکار ہیں:

(۱) عالم جس سے پوچھا نہ جائے۔
(۲) علم جس پر عمل نہ کیا جائے۔
(۳) صحیح رائے جسے قبول نہ کیا جائے۔
(۴) وہ ہتھیار جس سے کام نہ کیا جائے۔
(۵) وہ مسجد جس میں نماز نہ پڑھی جائے۔
(۶) قرآن جس کی تلاوت نہ کی جائے۔
(۷) وہ مال جس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے۔
(۸) وہ گھوڑا جس پر سواری نہ کی جائے۔
(۹) زہد کا علم جو طالب کے سینہ میں ہو۔
(۱۰) لمبی عمر جس میں سفر آخرت کے لیے توشہ نہ لیا جائے۔

(۱۳) جو شخص حرام چیزوں سے لطف اندوز ہوتا ہے' ان چیزوں کی لذت تو فنا ہو جاتی ہے' لیکن ان کا گناہ اور ننگ و عار باقی رہتے ہیں۔

(۱۴) لذت حرام کے غائب ہو جانے کے بعد اس کے نتائج بد فنا نہیں ہوتے تو پھر اس لذت میں کیا بھلائی ہے جس کا انجام دوزخ ہو۔

(۱۵) نفس کی تونگری انسان کو بے پرواہ بنا دیتی ہے' خواہ اس کو کیسی ہی تنگدستی ہو۔

(حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ' از علی اصغر چودھری)

Marfat.com

☆فرمانِ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق وعثمان غنی رضی اللہ عنہم کے بارے میں)☆

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے کہ آج کی رات ایک نیک شخص کو خواب میں دکھلایا گیا کہ جیسے ابوبکر رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لٹکے ہوئے یعنی جُڑے ہوئے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ہم لوگ (یہ سن کر) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس سے اُٹھے (تو اپنے اجتہاد اور ظنِ غالب کے مطابق) ہم نے (آپس میں) کہا کہ "نیک شخص" سے مراد تو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے اور رہا بعض کا بعض کے ساتھ لٹکنا یعنی جُڑنا تو یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ یہ تینوں حضرات (یعنی ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم مذکورہ ترتیب کے مطابق یکے بعد دیگرے) اس مشن کے سربراہ ہوں گے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس دنیا میں بھیجا ہے۔ (ابوداؤد شریف)

نبی نے جس کی خبر دی بہت حدیثوں میں
تو کیوں ہو بحث اُمت خلافت عثمان

کہا نبی نے کہ ہو گی خلافت صدیق
شہ عمر کی خلافتِ عثمان

Marfat.com

کہا کہ خاص خلافتؓ رہے گی تیں برس
تو اس کی سوم خلافت خلافت عثمان

کہا کہ تجھے پہنائے گا اک قمیص خدا
قمیص کی ہے حقیقت خلافتِ عثمان

کہا جناب علی نے یہ اہلِ شوریٰ سے
ہے میری رائے میں حکمت خلافتِ عثمان

باتفاق مسلمان کہتے ہیں اجمل
کہ تیسری ہے خلافتؓ خلافتِ عثمان

Marfat.com

☆حضرت عثمان غنی ذُوالنّورین رضی اللہ عنہ کے پسندیدہ اعمال☆

آپ رضی اللہ عنہ کا اپنا فرمان ہے کہ مجھے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح دنیا میں تین چیزیں زیادہ پسند ہیں:

(۱) اشباع الجیعان

(۲) کسوۃ العریان

(۳) تلاوۃ القرآن

خود بھوکا رہ کر بھوکوں کو کھانا کھلاتا رہوں، خود پھٹے پرانے کپڑوں میں زندگی بسر کرلوں مگر دوسروں کو کپڑے پہناتا رہوں اور قرآن پاک کی تلاوت اتنی کروں کہ قرآن پڑھتا ہوا شہید ہو جاؤں۔

ہوئی ہے صاحبِ شوکت خلافتِ عثمان
رہی ہے باعث راحت، خلافتِ عثمان

مقدمات و حوادث کے حق میں تھی لاریب
نشان عدل و صداقت، خلافتِ عثمان

مجاہدین ہوں یا بیوگان، یتامیٰ ہوں
ہر اک کے حق میں تھی نعمت، خلافتِ عثمان

اُمورِ خیر کی ہر اک شعار دینی کی
ہمیشہ کرتی اشاعت خلافتِ عثمان

Marfat.com

☆ایک اعتراض اور اُس کا جواب☆

بعض لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے خلافت کے حقدار حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے' مگر لوگوں نے ان کے حق کو غصب کر لیا کہ پہلے (حضرت) ابوبکر' پھر (حضرت) عمر اور پھر (حضرت) عثمان کو خلیفہ بنایا (رضی اللہ عنہم)' اس طرح مسلسل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حق تلفی کی گئی۔

پھر یہ لوگ اسی پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ حضرات خلفاءِ ثلاثہ اور دیگر صحابہ کرام کو جنہوں نے ان کو خلیفہ منتخب کیا' ان سب سے بغض وعداوت رکھتے ہیں اور ان کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہلے جو لوگ خلیفہ ہوئے اور جنہوں نے ان کو خلیفہ بنایا' یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی خدائے تعالیٰ نے مدح فرمائی ہے اور ان کی تعریف وتوصیف میں قرآن مجید کی بہت سی آیاتِ کریمہ نازل ہوئی ہیں' مثلاً:

(۱) سورۃ الحدید کی آیت:۱۰ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ (الحدید:۱۰)

''یعنی تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ اور جہاد کیا' وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے''۔

(۲) سورۃ التوبہ:۱۰۰ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (التوبہ:۱۰۰)

Marfat.com

''یعنی اور سب میں اگلے پہلے مہاجرین و انصار اور جنہوں نے بھلائی کے ساتھ ان کی اتباع کی' اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے''۔

(۳) سورۃ الحشر کی آیت:۸ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ (الحشر:۸)

''یعنی ہجرت کرنے والے فقیروں کے لیے جو اپنے گھر اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ و رسول کی مدد کرتے ہیں' وہ لوگ سچے ہیں''۔

(۴) پھر سورۃ الحشر کی آیت:۹ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (الحشر:۹)

''اور جن لوگوں نے پہلے سے اس مدینہ منورہ شہر میں اور ایمان میں گھر بنالیا' وہ دوست رکھتے ہیں ان لوگوں کو جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور وہ لوگ اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے' اس چیز کی جو (مہاجرین مالِ غنیمت) دیئے گئے اور انصار اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں' اگرچہ اُنہیں بھی شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کی لالچ سے بچ گیا تو وہی کامیاب ہیں''۔

(۵) سورۃ آل عمران کی آیت:۱۶۴ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ (آل عمران:۱۶۴)

''یعنی بے شک اللہ کا مسلمانوں پر بڑا احسان ہوا کہ ان میں اُنہی میں سے

Marfat.com

ایک رسول بھیجا جو ان پر خدائے تعالیٰ کی آیات تلاوت کرتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے"۔

قارئینِ محترم! اس قسم کی اور بھی بہت سی آیاتِ کریمہ ہیں جن میں خدائے عزوجل نے اپنے پیارے مصطفےٰ ﷺ کے اصحاب کی واضح لفظوں میں تعریف وتوصیف بیان فرمائی ہے۔ غور فرمایئے! پہلی آیت کریمہ میں فرمایا گیا ہے: "وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ "یعنی فتح مکہ سے پہلے اور اس کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور لڑائی کرنے والے ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے اور دوسری آیت مبارکہ میں ہے: "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ "یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔

اور تیسری آیت کریمہ میں فرمایا گیا: "اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ "یعنی وہی لوگ سچے ہیں۔

چوتھی آیت مبارکہ میں ہے: "فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ "یعنی وہی لوگ فلاح پانے والے اور کامیاب ہیں۔

اور پانچویں آیت کریمہ میں فرمایا گیا: "وَيُزَكِّيْهِمْ "نبی اکرم ﷺ ان کا تزکیہ فرماتے ہیں' یعنی ناپسندیدہ خصلتوں اور بُری باتوں سے ان کو پاک وصاف کرتے ہیں اور صالح بناتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں خبر دی ہے کہ حضور اکرم ﷺ مزکّی ہیں تو اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ صحابہ کرام کے قلوب کا اُنہوں نے تزکیہ فرمایا' اس لیے کہ اگر ان کے قلوب کا تزکیہ نہیں فرمایا تو وہ مزکّی نہیں ہو سکتے اور جب حضور اکرم ﷺ نے ان کے قلوب کا تزکیہ فرمایا تو ماننا پڑے گا کہ وہ نیکوکار اور صالح ہیں۔ ان کے اخلاق بلند ہیں' وہ اوصافِ حمیدہ والے ہیں' ان کی نیتیں صحیح ہیں اور ان کا عمل ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

لہٰذا صحابہ کرام جن سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا' اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور ایسے لوگ کہ فلاح یافتہ اور سچے ہیں اور جن کے قلوب مزکّی ومجلی ہیں

Marfat.com

اوران کے بارے میں یہ فاسد اعتقاد رکھنا کہ اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق کو غصب کر لیا' انتہائی بدنصیبی و بدبختی ہے' بلکہ وہ قرآن مجید کو جھٹلاتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ!

بادشاہ جس جماعت سے راضی ہو اور ان کی تعریف و توصیف بیان کرتا ہو' اس جماعت سے بغض و عداوت رکھنا اور ان کی بُرائی کرنا بادشاہ کی ناراضگی کا سبب ہو گا۔ تو خدائے ذوالجلال جو صحابہ سے راضی ہے اور اپنی کتاب قرآن مجید میں جگہ جگہ ان کی تعریف و توصیف بیان فرماتا ہے' اس مبارک جماعت سے بغض و عداوت رکھنا اور ان کی برائی کرنا خدائے تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا سبب ہے۔

حضرت علامہ ابوزرعہ رازی رضی اللہ عنہ جو تبع تابعین میں سے ہیں' اُنہوں نے اس سلسلے میں نہایت ہی عمدہ بات فرمائی ہے' فرماتے ہیں:

اذا رایت الرجل انه ینقص احدًا من اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاعلم انّه زندیق۔

''یعنی جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے' ان میں نقص نکالتا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق اور بے دین ہے''۔

اس لیے کہ قرآن اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر فرمان ہمیں صحابہ رضی اللہ عنہم ہی کے واسطے سے ملا ہے' تو ان کی ذات میں بُرائی ثابت کرنا اور ان کو غلط ٹھہرانا قرآن و حدیث کو باطل قرار دینا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ!

Marfat.com

☆حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے المناک تاثرات☆

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حملے کے دوران میں آپ کی زوجہ محترمہ نے بہت کچھ شور کیا' لیکن اِدھر اُدھر اس قدر شور برپا تھا کہ آپ کی چیخ و پکار کوئی نہ سن سکا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہ بالا خانے پر پہنچیں اور بلند آواز سے کہا: لوگو! امیر المؤمنین کو شہید کر دیا گیا۔ لوگوں نے جب اندر آ کر دیکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دم توڑ چکے تھے۔ آپ کی شہادت کی اطلاع حضرت علی' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت سعد رضی اللہ عنہم اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلِ مدینہ کو ملی تو ان سب کے ہوش اُڑ گئے۔ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے گھر میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جاں بحق ہو چکے ہیں۔ آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور اپنے فرزندان سے فرمایا کہ جب تم دروازے پر موجود تھے تو امیر المؤمنین کس طرح قتل کر دیئے گئے۔ غصہ سے آپ نے ایک طمانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اور ایک گھونسہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سینے پر مارا اور محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی برا بھلا کہا۔ آپ نے سخت غصہ اور اشتعال کی حالت میں فرمایا: میں عثمان رضی اللہ عنہ کے خون سے بَری ہوں۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ''لوگو! واجب ہے کہ اس بداعمالی پر کوہِ اُحد پھٹے اور تم پر گرے''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب تک زندہ تھے خدا کی تلوار نیام میں تھی' آج اس شہادت کے بعد یہ تلوار نیام سے نکلے گی اور یہ قیامت تک کھلی رہے گی''۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بھی مطالبہ نہ کیا جاتا' تو لوگوں پر آسمان سے پتھر برستے''۔

Marfat.com

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا رخنہ قیامت تک بند نہیں ہوگا اور خلافتِ اسلامی مدینے سے اس طرح نکلے گی کہ وہ قیامت تک کبھی مدینے میں واپس نہیں آئے گی''۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے شہادت کی خبر سنی' ان کی زبان سے بے اختیار چند دردناک اشعار نکلے' جن کا ترجمہ یہ ہے:

''آپ نے اپنے دونوں ہاتھ باندھ لیے اور اپنا دروازہ بند کرلیا اور اپنے دل سے کہا: اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: دشمنوں کے ساتھ لڑائی مت کرو۔ آج جو شخص میرے لیے جنگ نہ کرے' وہ خدا کی امان میں رہے۔ اے دیکھنے والے! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے آپس کا میل محبت کس طرح ختم ہوا' اور خدا نے اس کی جگہ بغض وعداوت مسلط کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد بھلائی مسلمانوں سے اس طرح دور نکلے گی' جس طرح تیز آندھیاں آتی ہیں اور چلی جاتی ہیں''۔

☆ آپ کی شہادت کے دُوررس نتائج

شہادتِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر آناً فاناً تمام ملک میں پھیل گئی۔ اس وقت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا جملہ ارشاد فرمایا کہ بعد کے واقعات صرف اسی ایک جملے کی تفصیل ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے اسلام میں ایک ایسا رخنہ پڑ گیا ہے کہ اب وہ قیامت تک بند نہیں ہوگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون آلود کرتہ اور حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی کٹی ہوئی انگلیاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گورنر شام کو جو بنی امیہ کے ممتاز ترین فرد تھے' بھیج دی گئیں۔ جب یہ کرتہ مجمع میں کھولا گیا تو حشر برپا ہوگیا اور انتقام انتقام کی صداؤں سے فضا گونج اُٹھی۔ بنی امیہ کے تمام اراکین' حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گرد جمع ہوگئے۔ یہاں یہ نکتہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بلکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد امویوں اور عباسیوں کی خلافت کے آخر تک جس قدر بھی واقعات پیش آئے' ان میں ہر جگہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا اثر برابر موجود ہے۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس سے تاریخ اسلام کا رخ پلٹ گیا۔ جو کچھ جنگ

Marfat.com

جمل میں ہوا' وہ بھی یہی تھا اور جو کچھ کربلا میں پیش آیا' وہ بھی یہی تھا۔ اور جو کچھ اس کے بعد امویوں اور عباسیوں نے کیا وہ اسی ایک ظلم یا گمراہی کے لازمی اور منطقی نتائج تھے۔ شہادتِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد بنی امیہ اور بنی ہاشم کی خاندانی رقابتوں کی آگ دوبارہ بھڑک اُٹھی اور اسلام کے قدموں نے جو بجلی کی رفتار سے کائناتِ عالم کی اصلاح کے لیے اُٹھ رہے تھے' ایک ایسی ٹھوکر لگائی کہ بگڑے ہوئے حالات پھر درست نہ ہو سکے۔

☆ شاعر دربارِ رسالت حضرت حسّان بن ثابت کا مرثیہ

شاعر دربار رسالت حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی توصیف و مدح کرتے ہوئے شہادت پر آنسو بہاتے ہیں اور قاتلین کی ہجو کرتے ہیں:

ترجمہ: ''تم نے جہادِ عظیم کو پسِ پشت ڈالا اور یہاں آ کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے نزدیک ہم سے لڑنے لگے۔

مسلمانوں کا یہ بدترین طریق رہبری کس قدر افسوس ناک ہے اور قصد و ارادہ کے ساتھ قتل کرنے والا کس قدر بدکار ہے۔ تم نے مدینہ کے اردگرد آگے بڑھنے کا اعلان کیا تو ہم نے نرم چراگاہوں کی زمینوں کو تمہارے تیروں کا مہمان خانہ بنایا اور ہم نے پشت پھیری تو یقیناً تمہارا یہ سفر بدترین سفر ہے اور تمہارے گمراہ امیر کا امتثال امر نہایت بدنما ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب گویا قربانیاں ہیں' جو مسجد نبوی کے دروازے پر شام کے وقت ذبح کر دیئے جاتے ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ عظیم ہیں جو دورِ ابتلاء سے خوب گزرے اور شام کو بقیع الغرقد میں جا سوئے''۔

☆ نیز دوسرے مرثیہ میں فرماتے ہیں:

''ابن اروی کا گھر ان سے آج خالی پڑا ہے۔ کوئی دروازہ ٹوٹا ہوا اور کوئی جلا ہوا ویران ہے۔

کبھی صاحبِ حاجت اس دروازے پر خیر و فلاح سے بہرہ ور ہوتے تھے اور شہرت و شرافت اس دروازے پر سر مارتی تھی۔

Marfat.com

لوگو! اپنے اندرونی جذبات کا مظاہرہ کرو! یاد رکھو خدا کے نزدیک سچ اور جھوٹ کبھی برابر نہیں ہوسکتا، تمہیں مالکِ کائنات کا واسطہ! بغاوت کرنے والوں کی فوج در فوج جماعت کے مقابلہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ! اس جماعت میں وہ بدباطن بھی ہیں جو کمینے اور غضب آلود چہرے کے ساتھ اس جماعت کی قیادت کر رہے تھے"۔

☆ ایک اور مرثیہ میں کہتے ہیں:

"جس کو بغیر کسی کھوٹ کے خالص موت کی آرزو ہو وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں دسترخوان پر پہنچ جائے۔

آہنی تلواروں کے حلقے تمہیں نظر آئیں گے اور ان میں وہ چمکیلی تلواریں بھی نظر آئیں گی، جنہوں نے کئی جسموں کو لالہ زار کر دیا، تم پر میرا مال اور مان جائے قربان ہوں، صبر کرو، کیونکہ بسا اوقات مصیبت میں صبر ہی کام آتا ہے۔ ہم اہلِ شام سے راضی ہیں جو اس باغیوں کے گروہ سے نفرت کر رہے ہیں۔ امیر برادر اپنے برادروں کی برادری پر خوش ہیں۔ میں اسی شامی برادری میں رہوں گا، سچا ہے وہ مجھ سے غائب ہو یا حاضر۔ جب تک میں زندہ ہوں اور میرا نام حسان ہے، میرا یہی فیصلہ ہے۔ مجھے تم ان ہی کے دیار میں پڑا ہوا پاؤ گے۔ اے خونِ عثمان رضی اللہ عنہ! اللہ بڑا زبردست ہے"۔

☆ حضرت کعب بن مالک انصاری کہتے ہیں:

"اے کعب بن مالک! یہ لوگوں کو کیا ہوا اور تیری عقل کیوں گم ہے؟ یہ تیری آنکھوں میں کیوں آنسو امڈ رہے ہیں؟ اس خبر پر افسوس ہے جو ہولناک بن کر مجھ تک پہنچی، جس سے پہاڑوں میں زلزلہ آیا اور وہ پارہ پارہ ہو گئے۔ خلیفہ کا قتل کس قدر اضطراب انگیز ہے، جس کی وجہ سے ایک خوفناک مصیبت اُٹھ کھڑی ہوئی، خلیفۃ المسلمین کی شہادت پر ستارے سرنگوں ہیں اور آفتاب گرہن میں ہے۔ کیسا حیرت ناک منظر تھا، جب کہ میت کو کاندھوں پر اٹھائے

Marfat.com

لیے جارہے تھے۔

کچھ ہمدردوں نے مل کر اپنے بھائی کو قبر میں اتار دیا۔ اس مستور قبر نے اپنے اندر کس کو جگہ دی؟ ماضی میں یہ شہید کس قدر بخششیں' مجاہدوں کے ساتھ ہمدردی اور لوگوں میں شہرت وسیادت چھوڑ گئے۔

کتنے ہی یتیم اس کی عظمت کے سایہ میں پناہ لیتے تھے' لیکن اس پر ایک شام ایسی بھی آئی کہ وہ گھر میں بند رہا اور برباد اس کے گھر کا چکر لگاتے رہے۔ وہ برابر دشمنوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتا رہا اور ان کے مظالم برداشت کرتا رہا' حتیٰ کہ اس کی افسوس ناک اور دردانگیز آواز سنی گئی۔

جب یہ شہید بقیع میں جا سویا تو دشمنوں نے مطمئن ہو کر واپسی کے لیے اپنے اونٹ جمع کیے اور متفرق ہو گئے' جہنم ان کا ٹھکانہ ہو' انہوں نے اپنے اس امام کو قتل کیا جو اپنی پیدائش سے موت تک پاک دامن رہا' اس نے تحمل اور صبر کو ترجیح دی' اس کی نیکی اسی میں مشہور ومعروف تھی۔

☆ اے کعب! تو آج تک مالک ہی کو روتا رہا اور شہر بشہر اسی کے سوگ میں پھرتا رہا۔

اس عثمان رضی اللہ عنہ پر آنسو بہا' جو شریف تھا اور بڑا میل ملاقات والا تھا' اور اس کے مددگاروں کی بھی کچھ کمی نہ تھی۔ وہ محافظوں اور صف در صف گھوڑوں کی فوج میں قتل ہو گیا۔

اے عثمان رضی اللہ عنہ! ان لوگوں نے تجھے بے داغ قتل کیا۔ خاندان ثقیف کے لوگ تیری پارسا زندگی سے خوب واقف تھے''۔

☆ کعب ایک دوسرے مرثیہ میں کہتے ہیں:

''عثمان رضی اللہ عنہ نے انتقام لینے والے ہاتھوں کو روکا اور گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھا رہا' اسے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ غافل نہیں۔ اس نے گھر والوں کو کہا: ''ان لوگوں کو کچھ نہ کہو جنہوں نے خونریزی نہ کی ہو' اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کرتا

Marfat.com

ہے'' لیکن شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد تم نے دیکھ لیا کہ خدا نے ان میں کیسی نفرت وعداوت ڈال دی۔

عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد ان سے خیر وفلاح اس طرح چلی گئی' جس طرح جاتی ہوئی ہوائیں پشت پھیرتی ہیں''۔

☆ فرزدق کا چچا حباب بن یزید مجاشعی کہتا ہے:

''تجھے اپنے والد کی قسم! پریشان نہ ہو' خیر وفلاح کا دور یقیناً گزر گیا ہے۔ لوگ ان کے معاملے میں بالکل احمق ہو چکے ہیں۔

ابن عفان نے اپنے پیچھے ایک طویل شر انگیز دور چھوڑا ہے۔

اے ملامت گر! ہر انسان آج ہلاکت و بربادی کی راہ چل رہا ہے' لیکن میری رفتار کا بہترین رخ خدا کی ذات ہوگا''۔

☆ قاسم بن امیہ بن ابی الصلت نے کہا:

''خدا کی قسم! تم نے جس قربانی کو ذبح کیا' وہ تمہارا بدترین کارنامہ ہے۔ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے خیانت کی ہے''۔

☆ زینب بنت العوام کے شعر ہیں:

''تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کے اپنے گھر میں پیاسا رکھا۔ تم سخت پیاس کی حالت میں جہنم کے کھولتے ہوئے پانی پینے کے قابل ہو گئے۔ اَب کس طرح زندگی گزرے اور کس طرح چین آئے؟''

☆ لیلیٰ اخیلیہ کے چند شعر:

''پیشوائے قوم ابن عفان رضی اللہ عنہ مارا گیا اور مسلمانوں کے تمام معاملات درہم برہم ہو گئے۔ واردین وصادرین کے لیے نیکی کا راستہ پراگندہ ہو چکا ہے''۔

(رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے رسول از پروفیسر محمد اکرم رضا)

Marfat.com

☆اوّلیات و ایجادات

حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ☆

☆(۱) آپ ہی نے سب سے اوّل لوگوں کو خود زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیا۔ سب سے پہلے آپ ہی وہ فرد ہیں جو اپنی والدہ محترمہ کی حیات میں خلیفہ منتخب ہوئے۔

☆(۲) عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اوائل میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے لوگوں کے لیے جاگیریں مقرر فرمائیں۔ آپ نے جانوروں کے لیے چراگاہیں قائم کیں' آپ ہی نے حکم دیا کہ تکبیر میں آواز نیچی رکھیں۔ (اذان کی طرح آواز بلند نہ ہو)' مسجدوں میں بخورات جلانے کو رواج دیا' جس میں زعفران کی آمیزش ہوتی تھی۔

☆(۳) جمعہ کے دن اذانِ اوّل دینے کا حکم صادر فرمایا۔

☆(۴) مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر فرمائیں۔

☆(۵) ابن سعد نے لکھا ہے کہ بیعت لینے کے بعد جب آپ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ سے تقریر نہ ہو سکی' بس اتنا فرمایا: لوگو! اوّل مرتبہ گھوڑے پر سوار ہونا بہت مشکل ہوتا ہے' آج کے دن کے بعد بہت سے دن آئیں گے' اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ تمہارے سامنے ضرور خطبہ دوں گا۔ ہمارے خاندان میں لوگ خطیب نہیں ہوئے' میں جیسا کچھ ہوں تمہارے سامنے آ جائے گا۔

☆(۶) آپ ہی نے سب سے اوّل پولیس اور اُس کے عہدے دار مقرر فرمائے۔

☆(۷) آپ ہی نے سب سے پہلے مسجد میں اپنے لیے ایک مقصورہ تعمیر کرایا' تاکہ حصرت

Marfat.com

عمر رضی اللہ عنہ جیسی صعوبت پیش نہ آئے (کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں محرابِ امام میں خنجر سے زخمی کیا گیا تھا)۔

☆(۸) سب سے پہلے آپ ہی کی خلافت پر اختلاف ہوا اور بعض کو بعض نے بُرا سمجھا' ورنہ آپ سے پہلے صرف فقہی مسائل میں اختلاف ہوتا تھا اور وہ بھی اس طرح کہ ایک دوسرے کو بُرا نہ سمجھا جاتا تھا۔ (اس روایت کو صرف عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا)

☆(۹) آپ کے بعض اوّلیات اور بھی ہیں (جو مؤرخین نے ذکر نہیں کیے) مثلاً آپ ہی نے سب سے پہلے مع اہل وعیال راہِ خدا میں ہجرت فرمائی۔

☆(۱۰) آپ ہی نے تمام مسلمانوں کو سب سے اوّل ایک ہی قراءتِ قرآن پر جمع فرمایا۔ مصحفِ عثمانی کے نسخوں میں سے اس وقت چار نسخے دنیا میں محفوظ ہیں:

(۱) حجرۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسخہ (مدینہ منورہ)

(۲) خزانۂ آثارِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استنبول (ترکی)

(۳) کتب خانہ مصریہ (قاہرہ)

(۴) کتب خانہ ماسکو (روس)

☆(۱۱) ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ' حکیم بن عباد ابن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ اوّلاً آپ ہی کے زمانے میں غنیمت کے مال ومتاع کی اتنی کثرت ہوئی کہ لوگ فکرِ معاش سے بے فکر ہو کر کبوتر اُڑانے اور غلیل چلانے میں مصروف رہنے لگے۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو اس کام سے روکنے کے لیے بنی لیث کے ایک شخص کا اپنی خلافت کے آٹھویں سال تقرر فرمایا' جس نے کبوتروں کو پَر قینچ اور غلیلوں کو توڑ ڈالا۔

☆(۱۲) ابن جریر طبری کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بحری راستے سے قبرص پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور جزیہ لینے کی شرط منظور کر لی۔

☆(۱۳) آپ ہی نے سب سے پہلے زمینوں پر لوگوں کو مالکانہ حقوق دینے کے احکام صادر فرمائے۔

Marfat.com

☆حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہد میں انتقال فرمانے والے مشاہیر☆

☆ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان مشاہیر اسلام نے انتقال کیا: سراقہ بن مالک بن جعشم، جبار بن صخر، حاتم ابن ابی بلتعہ، عیاض بن ظہیر، ابواسید الساعدی، اوس بن صامت، حرث بن نوفل، عبداللہ بن حذافہ، زید[1] بن خارجہ، لبید شاعر، حضرت سعید کے والد مسیب رضی اللہ عنہم، معاذ بن عمرو بن الجموع، معبد بن العباس، معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی، ابولبابہ بن عبدالمنذر رحمہم اللہ۔

☆ ان حضرات کے علاوہ اور بہت سے صحابہ کرام اور تابعین کا انتقال بھی آپ کے عہد خلافت میں ہوا۔ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

☆ خطبہ شاعر اور ابوذویب شاعر ہذلی کا بھی آپ کے عہدِ خلافت میں انتقال ہوا۔

---

[1]..... مشہور ہے کہ انہوں نے مرنے کے بعد بھی گفتگو کی تھی۔ (تاریخ الخلفاء)

Marfat.com

☆فقہ واجتہاد حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ☆

جیسے جیسے اسلام پھیلتا گیا اور بہت سے قبائل وممالک کے لوگ اسلام کے اندر داخل ہوتے گئے تو مسلمانوں کو ایسے بہت سے اُمور ومسائل سے واسطہ پڑا جو اس سے قبل موجود نہیں تھے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ ان مسائل کو قرآن وسنت کی روشنی میں حل کیا جائے۔ دوسرے جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح جو باقاعدہ کسی مسئلہ پر فتویٰ دیتے تھے۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ بھی ایک اعلیٰ پایہ کے مفسر' محدث اور فقیہہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بہت سے مسائل میں ضرورت کے مطابق احکامات جاری کیے' مثلاً: نمازِ جمعہ کے لیے دو اذانیں' قرآن کو کتابی شکل میں جمع کرنا اور دوسرے تمام صحائف تلف کرنا' مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توسیع وغیرہ ایسے کام تھے' جن کا اس سے پہلے وجود نہیں تھا۔ یہ باب ایسے ہی مسائل سے مزین کیا گیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دورِ خلافت میں آپ نے قرآن وسنت کی روشنی میں اپنے قیاس ومشورہ سے رائج کیے یا ان پر عمل کرتے تھے' یہ ایک وسیع موضوع ہے اور اس کے لیے ایک دفتر درکار ہے' یہاں مختصراً بیان کیا جارہا ہے۔

مردِ کامل صاحب عرفان عثمان غنی
ہیں جہانِ عشق کے سلطان عثمان غنی

وضو

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ بات پسند تھی کہ کسی کی مدد لیے بغیر وضو کے تمام افعال خود سرانجام دیں۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کے وقت اُٹھتے اور خود وضو کرتے۔ آپ سے کہا گیا کہ کسی خادم کو حکم کیوں نہیں دیتے؟ فرمایا:

Marfat.com

مجھے یہ بات پسند ہے کہ وضو خود ہی کروں۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام حمران نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کیفیت بیان کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ آپ نے پانی کا برتن منگوایا' اپنی دو ہتھیلیوں پر تین دفعہ پانی ڈال کر انہیں دھویا' پھر برتن کے اندر اپنا ہاتھ ڈال کر پانی لیا' پھر تین دفعہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا اور تین مرتبہ چہرہ دھویا اور پھر تین مرتبہ دایاں ہاتھ اور تین مرتبہ بایاں ہاتھ (کہنیوں تک) دھویا' پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر انہیں تر کیا اور سر اور کانوں کا مسح کیا اور اس کے بعد پاؤں دھو لیے۔ ایک روایت میں ہے کہ پاؤں ٹخنوں تک تین مرتبہ دھوئے' پھر فرمایا: ''وضو کے متعلق مسئلہ پوچھنے والے کہاں ہیں؟ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے''۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے میں وضو ایک عبادت ہے' اس لیے آپ وضو کے دوران کلام کو مکروہ سمجھتے تھا' خواہ یہ کلام سلام کا جواب دینا ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے آپ کا معمول یہ تھا کہ جب وضو کے دوران کوئی شخص آپ کو سلام کرتا تو جب تک وضو سے فارغ نہ ہو جاتے' جواب نہ دیتے تھے۔ آپ فرماتے: ''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے''۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وضو کے بعد جسم کو خشک کرنا جائز سمجھتے تھے۔ چنانچہ روایت ہے کہ انہوں نے ایک بار وضو کرنے کے بعد چہرے کو رومال سے خشک کیا' بلکہ وہ بالعموم ایسا کیا کرتے تھے۔

☆ مسواک کرنا ایک مسنون عمل ہے اور اس سلسلہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اہتمام کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ وہ نمازِ جمعہ کی تیاری کے دوران مسواک کرنا بھول گئے۔ جب وہ خطبہ دینے کے لیے منبر پر تشریف لے گئے تو انہیں یاد آیا کہ انہوں نے مسواک نہیں کی' چنانچہ آپ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں مسواک کرنا بھول گیا ہوں۔ اس کے بعد آپ منبر سے اُترے' جا کر مسواک کی اور پھر واپس منبر پر تشریف لا کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

☆ جب مسلمان وضو کرے تو اسے چاہیے کہ چہرہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرے۔ ابووائل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وضو کے دوران اپنی داڑھی میں خلال کرتے دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے''۔

قرآن

☆ امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کو قرآن کی تلاوت میں مختلف اقوام کے اختلاف نے انتہائی فکرمند کر دیا۔ چنانچہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مسلمانوں میں قراءتِ قرآن کے سلسلہ میں یہود و نصاریٰ جیسے اختلافات پیدا ہونے سے قبل اس کا تدارک فرمائیں۔ یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے وہ قرآن جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے جمع کیا تھا' ایک نسخے کی صورت میں یکجا کر کے میرے پاس بھجوا دیں۔ آپ نے حضرت زید بن ثابت' عبداللہ بن زبیر' سعید بن العاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ قرآن مجید کو صحیفے کی شکل میں یکجا کریں۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ اگر کسی لفظ کے متعلق تمہارا اور زید رضی اللہ عنہ کا اختلاف ہو جائے تو اسے قریش کی زبان میں لکھو کیونکہ قرآنِ مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ آپ نے اس کے سات نسخے تیار کروائے اور انہیں مکہ معظمہ' شام' یمن' بحرین' بصرہ اور کوفہ میں بھیج دیا اور ایک نسخہ مدینہ منورہ میں رکھ لیا۔

ذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک حقیقی ذکر وہ ہے جس کے نتیجے میں دل میں خشوع و خضوع کی کیفیت پیدا ہو۔ اس لیے آپ کی رائے یہ تھی کہ اگر کوئی شخص باقاعدگی کے ساتھ ذکر کرتا ہے تو یہ چیز اس کی طہارتِ قلبی کی دلیل ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہمارے دل پاکیزہ ہوں تو وہ اللہ کے ذکر سے نہیں اُکتا سکتے۔

Marfat.com

نماز

☆ نماز فرض ہے اور دین میں اس کی وہی حیثیت ہے جو جسمِ انسانی میں سر کو حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے راشدین نماز کے سوا کسی دوسرے فرض کو ترک کرنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔

☆ نماز کا آغاز ''اللہ اکبر'' کے الفاظ سے ہوتا ہے اور اصطلاح میں اسے تکبیر تحریمہ کہا جاتا ہے۔ تکبیر تحریمہ کے بعد نمازی ''دعائے ثناء'' پڑھتا ہے جسے نماز کی افتتاحی دعا بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی نماز کا آغاز اسی سے فرمایا کرتے تھے۔ اس کے بعد نمازی ''اعوذ باللہ'' اور ''بسم اللہ'' پڑھے گا لیکن سری طور پر۔ امام طحاوی کہتے ہیں کہ یہ روایت تواتر کا درجہ رکھتی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز میں ''بسم اللہ'' اونچی آواز سے نہیں پڑھا کرتے تھے۔ امام بیہقی اپنی سنن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز کا آغاز ''الحمد للہ'' سے کرتے تھے نہ اس سے پہلے ''بسم اللہ'' پڑھا کرتے تھے اور نہ اس کے بعد۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز میں نہ تو سورۂ فاتحہ سے پہلے ''بسم اللہ'' پڑھتے تھے اور نہ ''سورۂ فاتحہ'' کے بعد دوسری سورت شروع کرتے ہوئے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کہ میں نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔ یہ سب حضرات اپنی نمازوں کا آغاز الحمد للہ سے کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے نماز میں اپنے بیٹے کو بلند آواز سے ''بسم اللہ'' پڑھتے ہوئے سنا تو کہا کہ بیٹے! دین میں نئی باتیں پیدا کرنے سے اجتناب کرو، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور ان میں سے کسی کو بلند آواز سے ''بسم اللہ'' پڑھتے نہیں سنا۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز میں سورتیں پڑھنے میں ترتیب کو ملحوظ رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ اگر وہ پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھتے تو دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورت پڑھتے۔ امام زہری روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر ایک رکعت

Marfat.com

میں دو سورتیں بھی پڑھیں' اسی طرح سائب بن یزید کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر ایک رکعت میں قرآن کریم کی سات طویل سورتیں پڑھی تھیں۔

☆ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا سنت بلکہ سنت سے بھی بڑھ کر ہے۔ البتہ اضطراری حالت مثلاً سفر یا بارش وغیرہ کے موقع پر اس میں رخصت کی گنجائش ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر جمعہ کے روز شدید بارش کی وجہ سے مؤذن کو یہ حکم دیا کہ جب تم ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' کہہ چکو تو اس کے بعد یہ کہنا کہ نہیں تم اپنے اپنے گھروں میں ہی نماز ادا کرو۔ اس پر لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے ایسا کس بنیاد پر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جو مجھ سے بہتر تھے' ایسا کرنے کا حکم دیا۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز کے دوران صفیں سیدھی رکھنے کے شدید خواہش مند تھے اور اس کام کے لیے کچھ لوگوں کی خاص طور پر ڈیوٹی لگایا کرتے تھے اور اس وقت تک نماز شروع نہیں کرتے تھے جب تک کہ یہ لوگ صفوں کے سیدھا ہونے کی اطلاع نہیں دے دیا کرتے تھے۔ ائمہ حدیث نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے ایک موقعہ پر اپنے خطبہ میں فرمایا کہ جب نماز کھڑی ہو تو صفیں سیدھی کر لیا کرو اور کندھے سے کندھا ملا لیا کرو۔ بے شک صفوں کا سیدھا کرنا نماز کی تکمیل ہی کا حصہ ہے۔

☆ امام عبدالرزاق یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قراءت خلف الامام سے منع فرمایا کرتے تھے۔ امام عبدالرزاق ''القرأۃ خلف الامام'' کے عنوان کے تحت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ امام کی قراءت کو خاموشی سے سننے والے شخص کو نہ سن سکنے کی صورت میں بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے' جتنا ثواب سن سکنے والے شخص کو ملتا ہے۔

☆ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دورانِ سفر نماز میں سفر کے وجوب کے نہیں' بلکہ صرف جواز کے قائل تھے' لہٰذا جو شخص سفر میں نماز کو قصر کرنا چاہے' قصر کرے اور جو مکمل نماز پڑھنا چاہے' مکمل پڑھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بعض حجوں میں منیٰ میں قیام کے دوران نمازِ قصر ادا کی اور بعض حجوں میں منیٰ میں قیام کے دوران پوری نماز

Marfat.com

ادا کی۔ بعض علماء کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دورانِ سفر نماز کو قصر کرنا واجب سمجھتے تھے۔ جہاں تک ان کی منٰی میں پوری نماز پڑھنے کا تعلق ہے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے مکہ مکرمہ میں شادی کرنے کے بعد وہاں کچھ عرصہ کے لیے باقاعدہ قیام کا فیصلہ کرلیا تھا۔

☆ امیر کی ذمہ داریوں میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ لوگوں کو باجماعت نماز پڑھائے' لیکن اگر کسی وجہ سے وہ خود نہ پڑھا سکے تو پھر کوئی بھی مسلمان باجماعت نماز پڑھا سکتا ہے۔

☆ اسلامی ریاست میں کوئی شخص اپنی صلاحیت اور اخلاص کی بناء پر کسی منصب کا استحقاق رکھتا ہے تو محض غلام ہونے کی وجہ سے اسے اس منصب سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح یہ چیز اس کی نماز کی امامت کرانے کی راہ میں بھی حائل نہیں ہوگی' چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک سیاہ فام غلام تھے جسے انہوں نے ''ربذہ'' کے علاقے میں گورنر مقرر کیا تھا اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نمازِ جمعہ اور دیگر نمازیں اس کے پیچھے پڑھا کرتے تھے۔

جہاد

جہاد کے فرض ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے' اس کے علاوہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نقطۂ نظر سے جہاد کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

☆ اگر کوئی ایسی قوم جس کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ ہو اور وہ مسلمانوں سے کیا ہوا معاہدہ توڑ دے تو اس کے خلاف جہاد کیا جائے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہلِ اسکندریہ کی معاہدہ شکنی پر ۲۵ھ میں ان کے خلاف جہاد کیا تھا۔

☆ اسی طرح اگر کسی ایسی قوم کی طرف سے جس کے ساتھ مسلمانوں کا صلح کا معاہدہ ہو اور وہ اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرے تو ان سے بھی جہاد کیا جائے' چنانچہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ۲۴ھ میں آذربائیجان اور آرمینیا کے لوگوں نے معاہدۂ صلح کی خلاف ورزی کی تو ولید بن عقبہ نے ان سے باقاعدہ جنگ کی۔

Marfat.com

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک میدانِ جنگ سے فرار گناہِ کبیرہ ہے۔

☆ اگر عورت بہادر ہو یا اس کو جہاد کا سابقہ تجربہ ہو تو وہ جہاد کے لیے اپنے مردوں کے ساتھ دشمن ملک کا سفر کر سکتی ہے۔

زکوٰۃ

☆ زکوٰۃ سے مراد صاحبِ زکوٰۃ شخص کا اپنے مال میں سے ایک مقررہ مقدار ادا کرنا' زکوٰۃ کہلاتا ہے۔

☆ نقد رقوم' اموالِ تجارت' زرعی پیداوار اور مویشیوں پر زکوٰۃ کے بارے میں حکومت کا اتفاق ہے۔

☆ یہ بات تاریخی اعتبار سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں وصول کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں لیا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں یہی معمول تھا' لیکن بعد میں شام کے متقی لوگوں کی ایک جماعت نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں شام کے گورنر تھے' درخواست کی کہ ہمارے گھوڑوں اور غلاموں پر زکوٰۃ لیا کریں' لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور اس سلسلے میں رہنمائی کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا' لیکن آپ نے بھی انکار کر دیا۔ اس پر وہ لوگ خود مدینہ منورہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی کہ ہمارے اموال چونکہ گھوڑوں اور غلاموں پر مشتمل ہیں' اس لیے آپ ہم سے ان کی زکوٰۃ بھی وصول کیا کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں ایسے کسی مال پر زکوٰۃ وصول نہیں کرنا چاہتا جس پر مجھ سے پہلے زکوٰۃ نہیں لی جاتی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے صحابہ کرام سے اس بارے میں مشورہ کیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ اگر ان اموال پر زکوٰۃ کی ادائیگی سے ان کے دلوں میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے تو یہ ایک اچھی بات ہے' لیکن اس کی حیثیت باقاعدہ ٹیکس کی نہیں ہونی چاہیے جو آپ کے بعد بھی لیا جاتا

Marfat.com

رہے۔اس مشورہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دس دس درہم فی گھوڑا اور فی غلام کے حساب سے زکوٰۃ وصول کرنا شروع کر دی اور اس کے بدلے میں ہر گھوڑے کی خوراک کے لیے دس جریب ماہانہ اور ہر غلام کے لیے دو جریب ماہانہ غلہ ادا کرنا منظور فرما لیا۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اس دور میں اپنے گھوڑوں پر باقاعدگی سے زکوٰۃ دیا کرتے اور اپنے گھوڑوں پر واجب الادا زکوٰۃ خود لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ جب خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے نہ تو کسی کو گھوڑوں پر زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا اور نہ کسی کو اس سے باز رہنے کا اور جو شخص بھی اپنے گھوڑے کی زکوٰۃ ادا کیا کرتا تھا' اسے اس کے گھوڑوں کی خوراک کے لیے اسی مقدار میں غلہ دینے کا اہتمام کرتے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں مقرر کی گئی تھی۔

☆ زکوٰۃ فطر سے مراد مال کی وہ مقدار ہے جو صاحبِ حیثیت شخص اپنے مال میں سے رمضان کے مہینے میں صدقہ فطر کی نیت سے کسی غریب شخص کو ادا کرتا ہے۔ ہر صاحبِ حیثیت شخص کو اپنے اور اپنے ان متعلقین کی طرف سے جن کا فطرانہ اس کے ذمے ہے' کھجور اور جَو کی صورت میں ایک صاع اور گندم کی صورت میں نصف صاع صدقۂ فطر ادا کرنا ہوگا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: صدقہ فطر میں ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع جَو یا نصف صاع گندم ادا کرنی چاہیے۔

توبہ

☆ توبہ کی تعریف یہ ہے کہ انسان گناہوں سے بیزار ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ توبہ سے تمام گناہ بشمول قتل معاف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ بیہقی کی ایک روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''یا امیر المؤمنین! میں نے قتل کا ارتکاب کیا ہے' کیا اس کے باوجود میری توبہ قبول ہو

Marfat.com

سکتی ہے؟'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں سورۂ غافر کی ابتدائی آیات پڑھیں، جن کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

''حٰمٓ اس کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے جو بڑا زبردست ہے، سب کچھ جاننے والا ہے، گناہ معاف کرنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے، سخت سزا دینے والا اور بڑا صاحبِ فضل ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، سب کو اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے''۔

اس کے بعد اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''تم اچھے اعمال کرتے رہو اور مایوس نہ ہو''۔

زیارتِ قبور

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مَردوں کو قبروں کی زیارت کی اجازت دے دی تھی۔ اس لیے کہ اس میں عبرت کا بڑا سامان ہوتا ہے۔ خود جب آپ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی۔ آپ سے پوچھا جاتا کہ جنت و دوزخ کی یاد سے تو آپ کو رونا نہیں آتا لیکن قبر کو دیکھ کر آپ رو پڑتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ فرماتے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ سنا ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ جو شخص اس منزل سے بچ نکلا تو اس کے لیے اگلی منزلیں زیادہ آسان ہو جائیں گی اور جو شخص اس منزل سے بچ کر نہ نکل سکا تو اس کی اگلی منزلیں اس کے لیے زیادہ مشکل ہو جائیں گی۔

شوریٰ

☆ شوریٰ کی تعریف یہ ہے کہ کسی خاص معاملے میں اہلِ علم اور صائب الرائے حضرات کی رائے معلوم کی جائے۔ اسلامی حکومت کے سربراہ اور قاضی دونوں کے لیے یہ واجب ہے کہ وہ پیش آنے والے معاملات میں اہلِ علم و صائب الرائے حضرات سے مشورہ کریں، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی دوسرے خلفائے راشدین کی طرح

Marfat.com

اُمورِ خلافت میں اہلِ علم ورائے صحابہ کرام سے کثرت سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب ان کے پاس دو فریق کوئی مقدمہ لے کر آتے تو وہ ان میں سے ایک فریق سے یہ کہتے کہ علی رضی اللہ عنہ کو بلائیں اور دوسرے کو کہتے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا لائیں۔ جب یہ حضرات تشریف لے آتے تو دونوں فریقوں سے کہتے کہ اب تم لوگ اپنا مقدمہ پیش کرو۔ جب وہ لوگ مقدمہ پیش کر چکتے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان حضرات کی طرف رُخ کر کے فرماتے کہ آپ حضرات اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ اگر ان کی رائے ان کی اپنی رائے کے مطابق ہوتی تو فوراً فیصلہ نافذ کرتے۔ بصورتِ دیگر اس معاملے پر غور وفکر فرماتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ جب فریقین وہاں سے اُٹھتے تو فیصلے کو تسلیم کر چکے ہوتے۔

سحر (جادو)

☆ جادو حرام ہے اور اس کا کرنا جائز نہیں ہے۔ ایک تو اس لیے کہ اس میں دوسروں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے اور دوسرے اس لیے کہ جادو کرتے ہوئے منہ سے ایسے الفاظ نکالنے پڑتے ہیں جو انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں' اس لیے اس جرم کے ارتکاب کی سزا قتل ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور کا واقعہ ہے کہ اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی ایک لونڈی نے ان پر جادو کر دیا اور اس کے بعد اپنے اس جرم کا اعتراف بھی کر لیا۔ اس پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہ عنہ کو اس لونڈی کو قتل کرنے کا حکم دیا' چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس بات کو ناپسندیدہ قرار دیا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ ایک ایسی عورت کے معاملے میں اُم المؤمنین کے خلاف ناپسندیدگی کا اظہار نہ کریں جس نے ان پر جادو کیا اور پھر اپنے جرم کا اعتراف بھی کر لیا۔ یہ بات سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس ناپسندیدگی کا اظہار عورت کے قتل پر

Marfat.com

نہیں فرمایا تھا' بلکہ اس بات پر فرمایا تھا کہ انہوں نے اقامتِ حدود کے اختیار کو جو صرف خلیفہ کا حق ہے' اپنے طور پر استعمال کیا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس بات سے بھی اُم المومنین پر ایک ایسی عورت کے معاملے میں جس نے ان پر جادو کیا اور پھر اپنے جرم کا اعتراف بھی کر لیا' اظہارِ ناپسندیدگی نہ کرنے سے یہی چیز واضح ہوتی ہے کہ اس جرم کے ارتکاب پر سزا کا حکم بالکل واضح ہے اور یہ کہ ایسی عورت کے قتل کا مستحق ہونے کے بارے میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں اور یہی چیز مصنف ابن ابی شیبہ کی اس روایت سے بھی ثابت ہوتی ہے جس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس معاملے پر اظہارِ ناپسندیدگی اس لیے فرمایا کہ اس عورت کو ان کی اجازت کے بغیر قتل کیا گیا تھا۔

خاتم (انگوٹھی)

☆ اس سے مراد ایسی انگوٹھی ہے جسے آرائش کی غرض سے یا بطورِ مہر استعمال کرنے کے لیے اُنگلی میں پہنایا جاتا ہے۔ مرد کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ چاندی کی انگوٹھی استعمال کرے اور اس پر کوئی عبارت بھی کندہ کرائے۔ یہ بات قطعیت سے ثابت شدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جس انگوٹھی پر ''محمد رسول اللہ'' کندہ کروا رکھا تھا وہ چاندی کی بنی ہوئی تھی۔ یہ انگوٹھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہی' اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی اور پھر ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئی۔ ۳۰ھ میں آپ کے ہاتھ سے یہ انگوٹھی ''اریس'' نامی کنویں میں گر گئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس انگوٹھی کو تلاش کرانے کے لیے خاصی رقم بھی خرچ کی' لیکن اس کے باوجود یہ انگوٹھی دستیاب نہ ہو سکی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی ایک اور انگوٹھی بنوائی اور اس پر ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کندہ کروائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وہ انگوٹھی بھی کہیں گم ہو گئی اور پھر نہ مل سکی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک سے زیادہ انگوٹھیاں بنوا رکھی تھیں۔ ان کے

Marfat.com

صاحبزادے حضرت عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ اور بیوی اُم عمرو رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسی انگوٹھی بھی تھی جس پر انہوں نے ''امنت بالذی خلق فسوّی'' کے الفاظ کندہ کروا رکھے تھے۔ انگوٹھی کا بائیں ہاتھ کی اُنگلی میں پہننا بھی جائز ہے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

حلی

☆ حلی سے مراد سونے چاندی اور قیمتی پتھروں سے تراش کے زیب و زینت کے لیے بنائی گئی اشیاء ہیں' جیسے زیورات وغیرہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرآنِ کریم کی زیبائش و آرائش کے لیے سونے چاندی وغیرہ کے استعمال کو جائز سمجھتے تھے۔ چنانچہ ان کے دورِ خلافت میں بعض لوگوں نے اپنے مصاحف کو سونے چاندی وغیرہ سے آراستہ کر رکھا تھا۔ ولید بن مسلم راوی ہیں کہ میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آیا قرآن کے نسخوں کو سونے چاندی سے آراستہ کیا جا سکتا ہے؟ تو انہوں نے مجھے قرآن کریم کا ایک ایسا نسخہ نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ میرے والد نے اپنے والد کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ جن حضرات نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن کریم کی جمع و تدوین کا کام کیا تھا' انہوں نے قرآن کریم کے بعض نسخوں کو سونے چاندی سے آرائش و تزئین کا اہتمام بھی کیا تھا۔

رؤیا (خواب)

☆ خواب کی تعبیر کرنا جائز ہے۔ صحابہ کرام بشمول حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بالعموم خواب کی تعبیر کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اُم ہلال بنت وکیع رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سو رہے تھے۔ جب بیدار ہوئے تو فرمانے لگے کہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ میں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے' وہ فرما رہے تھے کہ آج رات آپ روزہ ہمارے ہاں افطار کریں گے۔

Marfat.com

خلع

☆ خلع کے لیے عدالت سے رجوع کرنا ضروری نہیں ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جو واقعات پیش آئے' ان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خلع میاں بیوی کے درمیان اتفاقِ رائے سے بھی ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے عدالت میں جانا ضروری نہیں۔

☆ بیہقی سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک شخص کی بیوی نے عدالت میں جائے بغیر اس سے خلع حاصل کر لیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے جائز ٹھہرایا تھا۔

☆ خلع کی حیثیت طلاق کی ہے یا فسخ نکاح کی۔ اس سلسلہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے موقف کے بارے میں روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ خلع کی حیثیت فسخ نکاح کی ہے' طلاق کی نہیں۔ اس لیے کہ کوئی عورت اپنے خاوند سے خلع حاصل کرتی ہے تو اس پر طلاق کا اطلاق نہیں ہو گا۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک خلع خود طلاق ہے' لہٰذا اگر کوئی شخص خلع کے موقع پر اس بات کا تعین بھی کر دیتا ہے کہ اس کے نزدیک اس خلع سے کتنی طلاقیں مراد ہیں' تو اس سے اتنی طلاقیں ہی واقع ہوں گی' لیکن اگر وہ تعین نہیں کرتا تو پھر اس سے صرف ایک طلاق ہو گی۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک ایسی خاتون حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی جسے اس کے شوہر نے مارا تھا۔ اس خاتون نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گزارش کی کہ اگر میرا شوہر مجھے طلاق دے دے تو میں اسکا لیا ہوا مہر واپس لوٹا دوں گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے شوہر کو بلایا اور اس کی بیوی کی پیشکش کے بارے میں بتایا تو اس نے اس پیشکش کو قبول کر لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس خاتون سے کہا کہ خلع حاصل کرنے کے بعد اب تم جا سکتی ہو' لیکن اس خلع سے صرف ایک طلاق واقع ہو گی۔

☆ اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ اُم بکر اسلمیہ' حضرت عبداللہ بن اُسیّد کی بیوی تھیں۔ انہوں نے اپنے شوہر سے خلع حاصل کیا' لیکن بعد ازاں وہ خود بھی نادم

Marfat.com

ہوئیں اوران کے شوہر بھی' چنانچہ ان کے خاوند حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورانہیں پوراواقعہ سنایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ارشادفرمایا کہ اگرتم نے طلاقوں کی تعداد متعین نہیں کی تھی تو یہ صرف ایک طلاق ہے' لہٰذاانہوں نے اپنی بیوی سے رجوع کرلیا۔ راوی کے اس قول سے کہ انہوں نے اپنی بیوی سے رجوع کرلیا' یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ خلع کی صورت میں طلاق رجعی وارد ہوتی ہے' بلکہ صحیح صورت یہ ہے کہ خلع سے طلاقِ بائن واقعہ ہوتی ہے۔ البتہ چونکہ دونوں میاں بیوی کوندامت ہو رہی تھی' لہٰذاانہوں نے رجوع پر باہم اتفاق کرلیا' یعنی دوبارہ نکاح پر راضی ہوگئے۔

حمل کی مدت

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک حمل کی کم ازکم مدت چھ ماہ ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایسی خاتون کوپیش کیا گیا جس کے ہاں چھ ماہ میں بچے کی ولادت ہوئی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کورجم کرنے کا حکم دے دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کومعلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ اس عورت کورجم نہیں کیا جاسکتا' اس لیے کہ سورۃ الاحقاف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اوراس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس ماہ کا عرصہ لگ گیا''۔ جبکہ سورۂ بقرہ میں ارشادِ باری ہے: ''اور مائیں اپنے ایسے بچوں کوجن کے باپ انہیں مدتِ رضاعت کی تکمیل تک دودھ پلوانا چاہتے ہیں' پورے دوسال تک دودھ پلائیں''۔ ان ارشاداتِ ربانی کی روشنی میں مدتِ حمل چھ ماہ بنتی ہے' اس لیے اس عورت کورجم نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فوراً اس کے پیچھے ایک آدمی کوبھجوایا' لیکن جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اسے رجم کیا جاچکا ہے۔

الخمر (شراب)

☆ شراب عقل کوماؤف کردیتی ہے جس کے نتیجے میں انسان لایعنی اور بیہودہ کام کرنے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ بات دُہرایا کرتے تھے کہ شراب سے

Marfat.com

بچا کرو۔ اس لیے کہ شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ سنن نسائی اور بیہقی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بھی نقل کی گئی ہے۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ مشہور روایت ہے کہ آپ نے شراب نوشی کے مرتکب شخص کو چالیس کوڑوں کی سزا دی اور اہانت و تذلیل کے لیے اسے جوتوں اور کپڑوں کے سروں سے مارا جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اسی طریقہ پر عمل پیرا رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے ابتدائی برسوں میں اسی طریقہ کار پر عمل درآمد جاری رکھا۔ لیکن زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ انہوں نے صحابہ کرام کے مشورہ سے اس سزا کو بڑھا کر اسّی (۸۰) کوڑے کر دیا۔ اس لیے کہ ان کے نزدیک لوگ اس سزا کو معمولی سمجھتے تھے اور اپنی عادتِ بد سے باز نہیں آتے تھے۔

☆ جہاں تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے' ان سے یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے شراب نوشی پر چالیس کوڑوں کی سزا دی اور یہ بھی کہ انہوں نے اسّی کوڑوں کی سزا دی۔ لیکن یہ کچھ اس وجہ سے نہیں تھا کہ یہ کمی بیشی اپنی مرضی کی بناء پر کرتے تھے بلکہ وہ شراب پینے والے کی کیفیت کی بناء پر کرتے تھے۔ جو شخص لغزش کی بناء پر شراب پیتا تھا' وہ اسے عادی شرابی کے برابر سزا نہیں دیا کرتے تھے' چنانچہ جو شخص لغزش کی بناء پر پہلی بار شراب پیتا' اسے وہ چالیس کوڑوں کی سزا دیتے اور جو شخص شراب کا عادی ہوتا' اس کو اسّی (۸۰) کوڑوں کی سزا دیتے۔

حد

☆ حد سے مراد وہ مخصوص سزا ہے جو کسی مخصوص جرم کے ارتکاب پر دی جاتی ہے۔ حدود کا قیام بنیادی طور پر حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے حد اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور یہ حق صرف امام ہی صحیح طور پر پورا کر سکتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن زید پر جنہوں نے اس لونڈی کو قتل کر دیا تھا' جس نے اُم المؤمنین

Marfat.com

حضرت حفصہ پر جادو کیا تھا' شدید ناپسندیدگی ظاہر کی تھی۔اس باز پرس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اس لونڈی کو ان کی اجازت کے بغیر قتل کیا گیا تھا۔

☆ امام کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ حد قائم کرنے کی ذمہ داری نیابتاً کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ پر شراب پینے کے جرم میں حد قائم کرنے کی ذمہ داری حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تفویض کر دی تھی اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ ذمہ داری اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو تفویض کر دی' لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ ذمہ داری نبھانے سے معذرت کر دی' جس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی جگہ یہ ذمہ داری عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو تفویض کر دی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اسے کوڑے لگائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ گنتی کرتے رہے۔

☆ خلیفہ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ حد قائم کرنے کے وقت خود بھی موقع پر موجود رہے۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ کس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر حد قائم کرنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر بھیجا۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک اگر ضروری ہو تو مجرم کو بیک وقت حد اور تعزیز دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شراب کے عادی ایک شخص کو یہ دونوں سزائیں دیں۔ چالیس کوڑے حد کے طور پر لگائے گئے اور چالیس کوڑے شراب نوشی پر اس کے اصرار کی وجہ سے تعزیر کے طور پر لگائے گئے' جبکہ لغزش سے شراب نوشی کا ارتکاب کرنے والوں کو کبھی چالیس کوڑوں سے زیادہ کی سزا نہیں دی۔

☆ تعزیر ایسے طریقے سے دینا چاہیے جس کے نتیجے میں مجرم ارتکابِ جرم سے باز آ جائے اور اس کا انحصار قاضی کے اجتہاد پر ہے۔

حمام (کبوتر)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں کبوتر بازی کی وبا عام ہو چکی تھی اور اس کے نتیجے میں کئی دوسرے مسائل بھی پیدا ہو گئے تھے۔ مثلاً واجبات و فرائض کی ادائیگی وغیرہ میں

Marfat.com

غفلت اور بے پروائی' وقت کا بلامقصد ضیاع یا کبوتروں کو اُڑانے کی غرض سے مکانات کی چھتوں پر چڑھنے سے لوگوں کے گھروں کے پردے کا متاثر ہونا' اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے خلاف جو کبوتر بازی میں مشغول تھے' سخت کارروائی کا فیصلہ کیا۔ آپ نے کبوتروں کو ذبح کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خطبۂ جمعہ کے دوران (آوارہ) کتوں کو مار دینے اور کبوتروں کو ذبح کر دینے کی تلقین کرتے ہوئے سنا۔ پھر انہوں نے اسی پر اکتفاء نہیں کیا' بلکہ بنی لیث کے ایک شخص کی ڈیوٹی لگادی کہ وہ کبوتروں کے پَر کاٹ دیا کرے تاکہ وہ اُڑنے کے قابل نہ رہیں۔

بدعت

☆ دین میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کرنا جو دین کے اصول و مبادی کے منافی ہو اور اس کے مقاصد سے بھی مطابقت نہ رکھتی ہو' بدعت کہلاتی ہے۔ البتہ اگر یہ بات دین کے مقاصد سے مطابقت رکھتی ہو تو ایسی صورت میں اس پر بدعت کا اطلاق نہیں ہوگا' چنانچہ اسی مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پہلے دو خلفاء کے دور کے مقابلے میں ایک مزید اذان کا اضافہ کیا۔ اس لیے کہ وہ سمجھتے تھے کہ اذان دینے کا بنیادی مقصد چونکہ لوگوں کو نماز کے بارے میں آگاہ کرنا ہے اور مدینہ منورہ چونکہ اب وسعت اختیار کر چکا ہے' لہٰذا مسجد نبوی میں دی جانے والی اذان سے مدینہ منورہ کے دور دراز حصوں کے رہنے والے لوگوں کو آگاہ کرنے کا مقصد پورا نہیں ہوسکتا' اس لیے انہوں نے حکم دیا کہ پہلے ایک اذان محلہ زوراء میں واقعہ ان کے مکان کی چھت پر دی جایا کرے اور پھر اس کے بعد دوسری اذان مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تاکہ لوگوں کو آگاہ کرنے کا وہ مقصد پورے طور پر حاصل ہو سکے جس کے لیے اذان کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کو بدعت قرار نہیں دیا۔

Marfat.com

خضاب

☆ خضاب سے مراد بالوں یا ہاتھوں کو مہندی سے رنگنا مراد ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے بالوں میں مہندی لگایا کرتے تھے۔ چنانچہ صلت رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک سیاہ رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے خطبہ دیتے دیکھا اور انہوں نے اپنے بالوں میں مہندی لگا رکھی تھی۔

کلب (کتا)

☆ کتوں کی دو اقسام ہیں' پہلی قسم ایسے کتے جنہیں باقاعدہ تربیت دی گئی ہو اور ان سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہو' مثلاً شکاری یا رکھوالے کتے۔ اس طرح کے کتے انسان کے ایسے اموال کے ضمن میں آتے ہیں' جنہیں ہاتھ لگانا اور نقصان پہنچانا حرام ہے۔ ایسے کتے پالنا جائز ہے اور جو بھی انہیں نقصان پہنچائے گا' وہ اس کا تاوان ادا کرے گا۔ عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں ایک شخص نے ایک شکاری کتے کو ہلاک کر دیا۔ کتا بہت عمدہ اور بے مثال تھا۔ اس کی قیمت آٹھ سو درہم لگائی گئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جرمانے کی یہ رقم ہلاک کرنے والے پر ڈال دی۔ اسی طرح آپ نے ایک دفعہ ایک شخص پر کتے کو ہلاک کرنے پر اس کی قیمت کے برابر بیس اونٹ جرمانہ کیا تھا۔

☆ اس کے علاوہ کسی دوسری صورت میں کتے کا پالنا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی شخص انہیں ہلاک کر دے تو اس پر کوئی تاوان عائد نہیں ہوگا۔

(حضرت عثمان غنی ص ۲۳۶ تا ۲۵۶' من وعن)

Marfat.com

☆سلام مظلوم مدینہ☆

☆ لاکھوں سلام ہوامیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر۔

☆ جو دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے' جنہیں یکے بعد دیگر ے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں عقد میں عطاء ہوئیں۔

☆ جنہوں نے قرآن پاک کو جمع کر کے تمام عالم اسلام کو قیامت تک کے لیے ایک قراء ت کا اسلوب عطاء فرمایا۔

☆ جو اس قدر باحیاء تھے کہ انہیں دیکھ کر فرشتوں کو بھی حیاء آتی تھی۔ جن کا وجود قبولِ اسلام سے پہلے اور بعد میں کبھی کسی معصیت اور گناہ سے آلودہ نہیں ہوا۔

☆ جن کا لقب خاص ''غنی'' تھا۔ اس قدر صاحبِ غنا تھے کہ بار بار راہِ حق میں' مال و دولت لٹاتے رہے اور آپ کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان نے دو بار جنت خریدی ہے۔

☆ وہ عثمان جو نجانے کتنے یتیموں' بیواؤں' بیکسوں اور غم کے ماروں کے لیے ڈھارس تھے اور جن کی دردناک شہادت نے نجانے کتنے گھروں کے چولہے ٹھنڈے کر دیئے ہوں گے۔

☆ جنہوں نے گورنروں کے اصرار کے باوجود مدینہ منورہ نہ چھوڑا۔ فوج نہ بلوائی۔ خود راہِ حق میں شہید ہو گئے مگر شہر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کسی اور کا خون بہنے نہ دیا۔

☆ جو صحیح معنوں میں اسلامی ریاست کے امین تھے اور تادمِ شہادت اس امانت کو سنبھالے رکھا۔

Marfat.com

☆ وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہ جو وقت شہادت بھی قرآن کی تلاوت کر رہے تھے اور جب جامِ شہادت نوش فرمایا تو ان کے مقدس لہو کے قطرے ان کی ابدی سرخروئی کی ضمانت بن کر قرآنِ حکیم پر جم گئے۔

☆ وہ عثمان رضی اللہ عنہ جو غیر معمولی امیر ہو کر بھی اَن چھنے ہوئے جَو کی روٹی کھاتے ہیں۔

☆ وہ دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جنہوں نے پیاسے مسلمانوں کو کنویں عطاء فرمائے مگر ان کے لیے پانی بند کر دیا گیا۔

☆ وہ عظیم حکمران جس نے اسلامی حکومت کو غیر معمولی وسعت بخشی' مگر کبھی امانت میں خیانت کا تصور بھی دل میں نہ لائے۔

☆ وہ کاتب وحی کہ جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات گئے بھی کتابت کروا لیا کرتے تھے۔

☆ وہ امیر المؤمنین جنہوں نے اپنی مدد کے لیے کوئی فوج طلب نہ فرمائی' بلکہ امرائے حکومت کو منع فرماتے رہے۔ آخری دنوں میں ان پر شدید بے بسی طاری تھی اور آپ بار بار یہی فرما رہے تھے:

''اے لوگو! میری بات غور سے سنو! اگر تم نے مجھے ہلاک کر دیا تو اُمتِ اسلام کبھی ایک مرکز پر جمع نہ ہو سکے گی''۔ نجانے یہ ان کا قول مبارک تھا یا قدرت کی آواز تھی جو حرف بحرف سچ ہوا اور آج چودہ صدیاں گزر چکی ہیں' مگر اُمت اسلام کا اختلاف و انتشار بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

☆ ہم ایک مرکز سے جدا ہو چکے ہیں۔

☆ ہم جغرافیائی' لسانی اور رنگ و نسل کے بتوں کی پرستش کرنے لگ گئے ہیں۔

☆ ہم ایرانی' افغانی' عربی اور عجمی تو ہیں مگر مسلمان کہلانے کا شعور ختم ہو چکا ہے۔

☆ سلام ہو آپ پر یا امیر المؤمنین! آپ سچ فرما گئے' مگر صدیوں بعد بھی مسلمان اس سچ کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہے۔

چشمِ باطن سے دیکھیے:

Marfat.com

ضوفگن ہے اسمِ عالی حضرتِ عثمان کا
اُن کی رخشندہ بصیرت، شوکتِ ایمان کا

ان کے مرقد پر ہوں نازل رحمتِ خالق کے پھول
آج تک ان کا لقب ہے ''جامع القرآن'' کا

محترم تھے، سرورِ کونین کے پیارے تھے وہ
قلزم ایمان و حکومت کے رضا دھارے تھے وہ

(محمد اکرم رضا)

Marfat.com

☆ کراماتِ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ☆

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے کوئی کرامتوں کا ظہور ہوا ہے، جن میں چند کرامتیں درج ذیل ہیں:

☆ (۱) زنا کار آنکھیں

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک شخص نے راستہ چلتے ہوئے ایک اجنبی عورت کو گھور گھور کر غلط نگاہوں سے دیکھا۔ اس کے بعد یہ شخص امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس شخص کو دیکھ کر حضرت امیر المؤمنین نے نہایت ہی پُر جلال لہجہ میں فرمایا کہ تم لوگ ایسی حالت میں میرے سامنے آتے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں۔ شخص مذکور نے (جل بھن کر) کہا کہ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ رضی اللہ عنہ پر وحی اُترنے لگی ہے؟ آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ میری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہیں؟ امیر المؤمنین نے ارشاد فرمایا کہ میرے اوپر وحی تو نہیں نازل ہوتی ہے لیکن میں نے جو کچھ کہا ہے، یہ بالکل ہی قولِ حق اور سچی بات ہے اور خداوند قدوس نے مجھے ایک ایسی فراست (نورانی بصیرت) عطاء فرمائی ہے جس سے میں لوگوں کے دلوں کے حالات و خیالات کو معلوم کر لیا کرتا ہوں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۲، وازالۃ الخفاء مقصد نمبر ۲، ص ۲۲۷)

☆ تبصرہ: شیخ الحدیث علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی لکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں خداوند قدوس کا ارشاد ہے کہ ''كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ'' یعنی آدمی جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کے قلب پر ایک سیاہ داغ اور بدنما دھبہ پڑ جاتا ہے اور چونکہ قلب پورے جسم کا بادشاہ ہے، اس لیے قلب پر جب کوئی اثر پڑتا

Marfat.com

ہے تو پورا بدن اس سے متاثر ہو جاتا ہے تو خاصانِ خدا جن کی آنکھوں میں نورِ بصارت کے ساتھ نورِ بصیرت بھی ہوا کرتا ہے۔ وہ بدن کے ہر ہر حصہ میں ان اثرات کو اپنے نورِ فراست اور نگاہِ کرامت سے دیکھ لیا کرتے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ چونکہ اہلِ بصیرت اور صاحبِ باطن تھے' اس لیے اُنہوں نے اپنی نگاہِ کرامت سے شخص مذکورہ کی آنکھوں میں اس کے گناہ کے اثرات کو دیکھ لیا اور اس کی آنکھوں کو اس لیے زنا کار کہا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''زِنَا الْعَیْنِ النَّظْرُ'' (یعنی کسی اجنبی عورت کو بُری نیت سے دیکھنا یہ آنکھوں کا زنا ہے)۔ واللہ اعلم!

☆ (۲) ہاتھ میں کینسر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف کے منبر اقدس پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ بالکل ہی اچانک ایک بدنصیب اور خبیث النفس انسان جس کا نام ''جہجاہ غفاری'' تھا' کھڑا ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک سے عصا چھین کر اس کو توڑ ڈالا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے حلم وحیاء کی وجہ سے اس سے کوئی مواخذہ نہیں فرمایا' لیکن خدا تعالیٰ کی قہاری اور جباری نے اس بے ادبی اور گستاخی پر اس مردود کو یہ سزا دی کہ اس کے ساتھ میں کینسر (Cancer۔ سرطان) کا مرض ہو گیا اور اس کا ہاتھ گل سڑ کر گر پڑا اور وہ یہ سزا پا کر ایک سال کے اندر ہی مر گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۲' تاریخ الخلفاء ص ۱۱۲)

☆ (۳) گستاخی کی سزا

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ملک شام کی سرزمین میں تھا' تو میں نے ایک شخص کو بار بار یہ صدا لگاتے ہوئے سنا کہ ''ہائے افسوس! میرے لیے جہنم ہے''۔ میں اُٹھ کر اُس کے پاس گیا' تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس شخص کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہیں اور وہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہے اور اپنے چہرے کے بل زمین پر اوندھا پڑا ہوا بار بار لگاتار یہی کہہ رہا ہے کہ ''ہائے افسوس! میرے لیے جہنم ہے'' یہ منظر دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اس سے پوچھا کہ اے شخص! تیرا یہ کیا حال ہے؟ اور کیوں اور کس بناء پر تجھے

Marfat.com

اپنے جہنمی ہونے کا یقین ہے؟ یہ سن کر اُس نے یہ کہا: اے شخص! میرا حال نہ پوچھ۔ میں ان بدنصیب لوگوں میں ہوں' جو امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے اُن کے مکان میں گھس پڑے تھے۔ میں جب تلوار لے کر ان کے قریب پہنچا تو اُن کی بیوی صاحبہ نے مجھے ڈانٹ کر شور مچانا شروع کر دیا' تو میں نے اُن کی بیوی صاحبہ کو ایک تھپڑ مار دیا۔ یہ دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی کہ ''اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو کاٹ ڈالے اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھی کر دے اور تجھ کو جہنم میں جھونک دے''۔ اے شخص! میں امیر المؤمنین کے پرجلال چہرے کو دیکھ کر اور ان کی قاہرانہ دعا کو سن کر کانپ اُٹھا اور میرے بدن کا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا اور میں خوف و دہشت سے کانپتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلا۔ امیر المؤمنین کی چار دعاؤں میں سے تین دعاؤں کی زد میں تو آ چکا ہوں' تم دیکھ رہے ہو کہ میرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹ چکے اور دونوں آنکھیں اندھی ہو چکیں۔ اب صرف چوتھی دعا یعنی میرا جہنم میں داخل ہونا باقی رہ گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ معاملہ بھی یقیناً ہو کر رہے گا۔ چنانچہ اب میں اُسی کا انتظار کر رہا ہوں اور اپنے جرم کو بار بار یاد کر کے نادم و شرمسار ہو رہا ہوں اور اپنے جہنمی ہونے کا اقرار کر رہا ہوں۔ (ازالۃ الخفاء مقصد۲' ص ۲۲۷' بحوالہ کراماتِ صحابہ از مولانا اعظمی' ص ۳۷)

☆ تبصرہ: شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی لکھتے ہیں:

مذکورہ بالا دونوں روایتوں اور کرامتوں سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگرچہ بہت بڑا ستار' غفار اور غفور و رحیم ہے' لیکن اگر کوئی بدنصیب' اس کے محبوب بندوں کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرتا ہے تو خداوند قدوس کی قہاری و جباری اُس مردود کو ہرگز ہرگز معاف نہیں فرماتی' بلکہ ضرور بالضرور دنیا و آخرت کے بڑے بڑے عذابوں میں گرفتار کر دیتی ہے اور وہ دونوں جہان میں قہر قہار و غضبِ جبار کا اس طرح سزاوار ہو جاتا ہے کہ دنیا میں لعنتوں کی مار اور پھٹکار اور آخرت میں عذابِ نار کے سوا اس کو کچھ نہیں ملتا۔ جن لوگوں کے دین و مذہب کی بنیاد ہی محبوبانِ خدا کی بے ادبی پر ہے۔ ہم نے ان گستاخوں اور بے ادبوں میں سے کئی ایک کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ان لوگوں پر قہرِ الٰہی کی ایسی مار پڑی ہے کہ توبہ توبہ'

Marfat.com

الامان اور مرتے وقت ان لوگوں کا اتنا بُرا حال ہوا ہے کہ توبہ توبہ۔ نعوذ باللہ!

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اللہ والوں کی بے ادبی و گستاخی کی لعنت سے محفوظ رکھے اور اپنے محبوبوں کی تعظیم و توقیر اور اُن کے ادب و احترام کی توفیق بخشے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

☆ (۴) خواب میں پانی پی کر سیراب ہونا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں باغیوں نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور اُن کے گھر میں پانی کی ایک بوند کا جانا بند کر دیا تھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پیاس کی شدت سے تڑپتے رہتے تھے۔ میں آپ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ اُس دن روزہ دار تھے۔ مجھ کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن سلام! آج میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پُر انوار سے خواب میں مشرف ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتہائی مشفقانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ اے عثمان! ظالموں نے پانی بند کر کے تمہیں پیاس سے بے قرار کر دیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! تو فوراً ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریچی سے ایک ڈول میری طرف لٹکا دیا' جو نہایت شیریں اور ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا تھا' میں اس کو پی کر سیراب ہو گیا اور اب اس وقت بیداری کی حالت میں اس پانی کی ٹھنڈک میں اپنی دونوں چھاتیوں اور دونوں کندھوں کے درمیان محسوس کرتا ہوں۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عثمان! اگر تمہاری خواہش ہو تو ان باغیوں کے مقابلہ پر تمہاری امداد و نصرت کروں' اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آ کر روزہ افطار کرو۔ اے عبداللہ بن سلام! میں نے خوش ہو کر یہ عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار پُر انوار میں حاضر ہو کر روزہ افطار کرنا' یہ زندگی سے ہزاروں لاکھوں درجے زیادہ مجھے عزیز ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے بعد رخصت ہو کر چلا آیا اور اسی دن رات میں باغیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۱۸۲)

☆ (۵) اپنے مدفن کی خبر

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

Marfat.com

ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے اس حصہ میں تشریف لے گئے جو ''حشِ کوکب'' کہلاتا ہے' تو آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں کھڑے ہوکر ایک جگہ پر یہ فرمایا کہ عنقریب یہاں ایک مردِ صالح دفن کیا جائے گا۔ چنانچہ اس کے بعد ہی آپ کی شہادت ہوگئی اور باغیوں نے آپ کے جنازۂ مبارکہ کے ساتھ اس قدر ہلڑ بازی کی کہ آپ کو نہ روضہ منورہ کے قریب دفنایا جا سکا نہ جنت البقیع کے اس حصہ میں مدفون کیے جا سکے جو کبار صحابہ کا قبرستان تھا' بلکہ سب سے دور الگ تھلگ ''حش کوکب'' میں آپ سپردِ خاک کیے گئے' جہاں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہاں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک بنے گی' کیونکہ اُس وقت تک وہاں کوئی قبر تھی ہی نہیں۔ (ازالۃ الخفاء مقصد۲' ص ۲۲۷)

☆ تبصرہ: حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی لکھتے ہیں کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو ان باتوں کا بھی علم عطاء فرما دیتا ہے کہ وہ کب اور کہاں وفات پائیں گے؟ اور کس جگہ ان کی قبر بنے گی؟ چنانچہ سینکڑوں اولیاء کرام کے تذکروں میں لکھا ہوا ہے کہ ان اللہ والوں نے قبل از وقت لوگوں کو یہ بتا دیا ہے کہ وہ کب اور کہاں اور کس جگہ وفات پا کر مدفون ہوں گے؟

☆ ضروری انتباہ!

اس موقع پر بعض کج فہم اور بدعقیدہ لوگ عوام کو بہکاتے رہتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: ''وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ'' (یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کو نہیں جانتا کہ وہ کون سی زمین میں مرے گا)۔ لہٰذا اولیاء کرام کے یہ سب قصے غلط ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کی یہ آیت حق اور برحق ہے اور ہر مؤمن کا اس پر ایمان ہے' مگر اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کوئی شخص اپنی عقل و فہم سے اس بات کو نہیں جان سکتا کہ وہ کب اور کہاں مرے گا؟ لیکن اگر اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں حضراتِ انبیاء کرام کو بذریعۂ وحی اور اولیاء کرام کو بطریقِ کشف و کرامت ان چیزوں کا علم عطاء فرما دے تو وہ بھی یہ جان لیتے ہیں کہ کب اور کہاں اُن کا انتقال ہوگا؟

Marfat.com

☆ (۶) شہادت کے بعد غیبی آواز

حضرت عدی بن حاتم صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ کوئی شخص بلند آواز سے یہ کہہ رہا تھا:

ابشر ابن عفان بروح وریحان وبرب غیر غضبان البشر ابن عفان بغفران ورضوان۔

''یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو راحت اور خوشبو کی بشارت دو اور نہ ناراض ہونے والے رب کی ملاقات کی خوشخبری سناؤ اور خدا کے غفران و رضوان کی بھی بشارت دے دو''۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس آواز کو سن کر اِدھر اُدھر نظر دوڑانے لگا اور پیچھے مڑ کر بھی دیکھا' مگر کوئی شخص نظر نہیں آیا۔ (شواہد النبوۃ' ص ۱۵۸)

☆ (۷) مدفن میں فرشتوں کا ہجوم

روایت ہے کہ باغیوں کی ہٹ دھرمی کے سبب تین دن تک آپ رضی اللہ عنہ کی مقدس لاش بے گور و کفن پڑی رہی۔ پھر چند جانثاروں نے رات کی تاریکی میں آپ رضی اللہ عنہ کے جنازہ مبارکہ کو اُٹھا کر جنت البقیع میں پہنچا دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی مقدس قبر کھودنے لگے۔ اچانک ان لوگوں نے دیکھا کہ سواروں کی ایک بہت بڑی جماعت ان کے پیچھے پیچھے جنت البقیع میں داخل ہوئی۔ ان سواروں کو دیکھ کر لوگوں پر ایسا خوف طاری ہوا کہ کچھ لوگوں نے جنازۂ مبارکہ کو چھوڑ کر بھاگ جانے کا ارادہ کر لیا۔ یہ دیکھ کر سواروں نے بآوازِ بلند کہا کہ آپ لوگ ٹھہرے رہیں اور بالکل نہ ڈریں' ہم لوگ بھی ان کی تدفین میں شرکت کے لیے یہاں حاضر ہوئے ہیں۔ یہ آواز سن کر لوگوں کا خوف دور ہو گیا اور اطمینان و سکون کے ساتھ لوگوں نے آپ کو دفن کیا۔ قبرستان سے لوٹ کر ان صحابیوں نے قسم کھا کر لوگوں سے کہا کہ یقیناً یہ فرشتوں کی جماعت تھی۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۵۸)

☆ (۸) گستاخ درندہ کے منہ میں

منقول ہے کہ حجاج کا ایک قافلہ مدینہ منورہ پہنچا۔ تمام اہلِ قافلہ حضرت امیر المؤمنین

Marfat.com

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر زیارت کرنے اور فاتحہ خوانی کے لیے گئے' لیکن ایک شخص جو آپ سے بغض وعناد رکھتا تھا' توہین واہانت کے طور پر آپ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے نہیں گیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ وہ بہت دور ہے' اس لیے میں نہیں جاؤں گا۔

یہ قافلہ جب اپنے وطن کو واپس لوٹنے لگا تو قافلہ کے تمام افراد خیر وعافیت اور سلامتی کے ساتھ اپنے اپنے وطن پہنچ گئے' لیکن وہ شخص جو آپ رضی اللہ عنہ کی قبر انور کی زیارت کے لیے نہیں گیا تھا' اس کا یہ انجام ہوا کہ درمیان راہ میں بیچ قافلہ کے اندر ایک درندہ جانور دراتا اور غراتا ہوا آیا اور اس شخص کو اپنے دانتوں سے دبوچ کر اور پنجوں سے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ یہ منظر دیکھ کر تمام اہلِ قافلہ نے یک زبان ہو کر یہ کہا کہ یہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی بے ادبی و بے حرمتی کا انجام ہے۔

(شواہد النبوۃ ص ۱۵۸' بحوالہ کراماتِ اولیاء ص ۷۸)

☆ تبصرہ: شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی لکھتے ہیں:

مذکورہ بالا تینوں روایتوں سے امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جلالتِ شان اور دربارِ خداوندی میں ان کی مقبولیت اور ولایت وکرامت کا ایسا عظیم الشان نشان ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے مراتب کی بلندیوں کا کوئی تصور نہیں کر سکتا۔ اور آخری روایت تو ان گستاخوں کے لیے بہت ہی عبرت خیز وخوفناک نشان ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان میں بدزبان ہو کر خلفاءِ ثلاثہ پر تبرا بازی کیا کرتے ہیں۔ خداوند کریم ہر مسلمان کو اپنے قہر وغضب سے بچائے رکھے اور حضراتِ خلفاء کرام اور تمام صحابہ کرام کی محبت وعقیدت کی دولت عطاء فرمائے۔

آمین یا الٰہ العالمین!

Marfat.com

☆خاندانِ بنی ہاشم اور خاندانِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رشتہ داریاں.....ایک نظر میں☆

(۱) اَرویٰ بنت کریز بنت اُم حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد بہن.....حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ماں

(۲) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا
حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی.....حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ

(۳) حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا
حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی.....حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ

(۴) اُم کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کی صاحبزادی.....حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابان کی بیوی

(۵) سکینہ بنت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پوتی.....حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے زید بن عمر کی بیوی

(۶) فاطمہ بنت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پوتی.....حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن عمر کی بیوی

(۷) اُم القاسم بنت حسن مثنیٰ
حضرت سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی پوتی.....حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے مروان بن ابان کی بیوی

Marfat.com

ازواج واولاد (حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پہلا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا' ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا۔ لیکن ایک مہلک مرض میں مبتلا ہو کر جلد انتقال ہو گیا۔ اسی کی نسبت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے پہلے عہد جاہلیت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون سے نکاح کیا تھا اور اس کے بطن سے ایک لڑکا تھا جس کا نام عمرو تھا' اس مناسبت سے ان کی پہلی کنیت ابوعمرو تھی' حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے ولادت کے بعد ان کی کنیت ابوعبداللہ ہو گئی۔ بہر حال حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحب زادی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ غالباً ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جن خواتین سے نکاح کیا' ان کے نام یہ ہیں:

(۱) فاختہ بنت غزوان قبیلۂ مضر سے تعلق رکھتی تھیں' ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا' اس کا نام عبداللہ الاصغر تھا' نوعمری میں انتقال ہوا۔

(۲) اُم عمرو بنت جندب' قبیلہ ازد سے تعلق تھا۔ ان سے عمرو' ابان' خالد اور عمر چار لڑکے اور مریم ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

(۳) فاطمہ بنت الولید' اُم عبداللہ کنیت' قبیلۂ بنی مخزوم' ولید' سعید دو لڑکے اور اُم سعید ایک لڑکی ان سے پیدا ہوئے۔

(۴) اسماء بنت ابی جہل بن ہشام' ان سے ایک لڑکا مغیرہ پیدا ہوا۔

(۵) ملیکہ بنت عیینہ بن حصن فزاری' کنیت اُم البنین' ان سے صرف ایک لڑکا عبدالملک

Marfat.com

پیدا ہوا اور جلد ہی انتقال ہو گیا۔

(۶) رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ' ان سے تین لڑکیاں ہوئیں: اُم ابان' ام عمرو اور عائشہ۔

(۷) نائلہ بنت قرافصہ کلبی' ان سے حسب ذیل اولاد ہوئی: مریم صغریٰ' اُم خالد' اروی' اُم ابان صغریٰ اور عتبہ۔

حضرت عثمان کی شہادت کے وقت یہی موجود تھیں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر قاتلوں نے جب حملہ کیا تو شوہر نامدار کو بچانے کی کوشش میں انہوں نے تلوار کا وار اپنے ہاتھ پر لیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی انگلیاں شہید ہو گئیں۔

حضرت نائلہ کو اپنے شوہر والا گہر سے اس درجہ محبت اور ان کی مظلومانہ شہادت کا اس درجہ رنج اور صدمہ تھا کہ اگرچہ عرب میں بیوہ عورتوں کے نکاح کرنے کا رواج عام تھا' اس میں نہ مرد کو تکلف ہوتا تھا اور نہ عورت کو' لیکن اس کے باوجود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت نائلہ کو جو حسن و جمال میں ممتاز و منتخب تھیں' نکاح کا پیغام بھیجا تو آپ نے صاف انکار کر دیا اور جب ادھر سے اصرار شدید ہوا تو آپ نے اپنے دو دانت اکھیڑ کر امیر معاویہ کے پاس بھیج دیئے۔ مطلب یہ تھا کہ اب تو میں بدصورت ہو گئی' اب آپ کے کس کام کی ہوں۔

نائلہ بنت قرافصہ کے ساتھ حضرت عثمان کے نکاح کے سلسلہ میں ایک عجیب و غریب روایت ابوالفرج الاصفہانی نے لکھی ہے' وہ لکھتے ہیں: سعید بن العاص نے کوفہ کا گورنر ہونے کے بعد ایک شریف عرب خاندان میں نکاح کیا' یہ خاندان عیسائی تھا' اس کے کچھ افراد مسلمان تھے اور کچھ عیسائی' جس لڑکی سے سعید بن العاص نے نکاح کیا تھا' یہ نائلہ بنت قرافصہ کی بہن تھی' اور حسن صورت و سیرت میں انتخاب تھی' حضرت عثمان کو اس کا علم ہوا تو سعید بن العاص کو لکھا کہ اگر تمہاری بیوی کی کوئی بہن ہو اور نا کتخدا ہو تو اس سے میرا نکاح کر دو' سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے تعمیل کی اور اپنے خسر قرافصہ سے کہہ سن کر اپنی سالی یعنی نائلہ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کرا دیا۔

لیکن ہمارے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ سعید بن العاص ۳۰ھ میں' یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے صرف پانچ برس پہلے کوفہ کے گورنر مقرر

Marfat.com

ہوئے تھے اور ایک محتاط اندازے کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت ۷۵ سے کم نہ ہوگی' تو اب سوال یہ ہے کہ آخر اس عمر میں جب کہ تین بیویاں پہلے سے موجود بھی تھیں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مزید ایک اور نکاح کرنے کی کیا ضرورت ہو سکتی تھی' پھر بلاذری کا بیان یہ ہے کہ نائلہ کے بطن سے چار اولادیں ہوئیں' طبری نے ہشام بن محمد کلبی اور واقدی کی روایت سے دو اور اولادوں کا پتہ دیا ہے' اگر یہ صحیح ہے تو پانچ برس کی مدت میں چھ اولادوں کا ہونا عادۃً مستبعد ہے' اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ محمد بن حبیب بغدادی کے بیان کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اُم ابان کا نکاح مروان بن الحکم سے ہوا تھا اور اُم ابان' حضرت نائلہ کے بطن سے تھیں' اگرچہ اسی نام کی ایک لڑکی رملہ بنت شیبہ کے بطن سے بھی تھیں۔

بہرحال یہ قرائن ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نائلہ بنت قرافصہ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سعید بن العاص کے کوفہ کی گورنری سے پہلے ہوا تھا نہ کہ اس کے بعد' جس کو اغانی نے ایک افسانہ کا رنگ دے دیا ہے۔

داماد

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحب زادیوں کا جن حضرات سے رشتہ ازدواج ہوا' اس کا حال نقشہ ذیل سے ہوگا:

نمبر	صاحب زادی کا نام	شوہر کا نام
(۱)	مریم	عبدالرحمٰن بن ہشام بن مغیرہ
(۲)	اُم عثمان	عبداللہ بن خالد ابن اسید
(۳)	عائشہ	حرث بن حکم بن ابی العاص' حارث کے انتقال کے بعد عائشہ کا نکاح عبداللہ بن زبیر سے ہوا۔
(۴)	اُم ابان	مروان بن حکم بن ابی العاص
(۵)	اُم عمرو	سعید بن العاص

Marfat.com

(۶) اُم خالد عبداللہ بن خالد بن اسید' اُم عثمان کے انتقال کے بعد ان کی بہن اُم خالد سے نکاح کیا۔

(۷) اروٰی خالد بن ولید بن عقبہ

(۸) اُم البنین ابوسفیان بن عبداللہ بن خالد

اولاد مذکور میں حضرت ابان بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ بڑے پایہ کے محدث تھے' انہوں نے سیرت میں کتاب بھی لکھی تھی۔

Marfat.com

☆صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غیروں کی نظر میں☆

آج تک کسی کے ساتھ اتنی والہانہ محبت نہیں کی گئی جتنی محبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کی۔ اس بات کے مخالف وموافق اور مسلم و غیر مسلم سب قائل ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس عشق صحابہ کی ایسی قدر دانی کی اور وہ عزت افزائی فرمائی کہ جس جس صحابی کی فضیلت بیان فرماتے، باقی سب صحابہ رضی اللہ عنہم اس سے کمتر نظر آتے۔ خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب کا اندازہ ہی عجیب ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد صحابہ تمام دنیا میں پھیل گئے۔ بڑی بڑی سلطنتیں ان کے قبضہ میں آئیں۔ لوگوں نے ان کے حالات وکمالات کا مشاہدہ کیا اور بے اختیار بول اُٹھے کہ جس اُستاد کے شاگرد ایسے باکمال اور بے مثال ہیں، اس استاد کے کامل ہونے میں کیا شک ہے؟

☆ مستشرقین (ORIENTALISTS) کی تصنیفات تعصب سے خالی نہیں۔ بہت کم ایسے ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کر کے صحت مندانہ استخراج مطالب تک پہنچے ہیں۔ لیکن یہ عظمت نبوی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت صحابہ رضی اللہ عنہم کا اعجاز ہے کہ متعصب شخص بھی اگر کچھ بھی اس میں صحیح تنقید اور انصاف کا اثر ہو تو ان کی تعریف وتوصیف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ انگریزی، فرانسیسی اور عربی میں ایسی بہت سی کتابیں ہیں جو اوصاف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مزین ہیں۔

یہاں پر سب کا احاطہ تو نہیں کیا جا سکتا۔ صرف چند مستشرقین کے حوالے بیان کرنے پر اکتفا کریں گے۔

Marfat.com

۱-کیمرٹین (CAMERTENE)

''پیروانِ اسلام (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے صرف ایک صدی میں ایران، عراق، شام، فلسطین، مصر، مراکش، سپین اور سندھ فتح کر لئے تھے۔ اگر نصب العین کی بلندی اور نتائج کی درخشندگی کمال قیادت کا معیار بن سکتی ہے تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں کسی اور راہنما کو قطعاً پیش نہیں کیا جا سکتا''۔

۲-تھامس کارلائل (THOMASCARLYLE)

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی الٰہی سے مالا مال ہونے کے بعد لوگوں کو سیدھا راستہ بتلانے کے لئے اپنا پیغام پہنچانا شروع کیا۔ آپ کی تعلیم پر تعجب کیا گیا اور نفرت وحقارت کی گئی جیسا کہ کسی نئی تحریک کے ساتھ عام طور پر کیا جاتا ہے۔ روشن دماغ والوں اور دور رس نگاہوں والوں (صحابہ کرم رضی اللہ عنہم) نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش فرمایا، اس کو قبول کیا۔ مگر اس کے برعکس جامد دماغ والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی''۔

۳-سر ولیم میور (SIR WILLIAM MUIR)

یہ امر (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا بڑے زور سے مؤید ہے کہ جن لوگوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ راست باز لوگ تھے۔ وہ آپ کے محرم راز دوست (ابو بکر رضی اللہ عنہ) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان (علی رضی اللہ عنہ) کے لوگ تھے، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرائیویٹ زندگی سے کامل آگاہی رکھتے تھے''۔

۴-نپولین بوناپارٹ (NEPOLEON BONAPART)

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ایک مرکز ثقل تھی جس کی طرف لوگ کھنچے چلے آتے تھے۔ ان کی تعلیمات نے لوگوں کو اپنا مطیع وگرویدہ بنالیا اور ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا جس نے چند ہی سال میں اسلام کا غلبہ نصف دنیا میں بلند کر دیا۔

اسلام کے ان پیروؤں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے دنیا کو جھوٹے خداؤں سے چھڑا لیا۔ انہوں نے بت سرنگوں کر دیئے۔ موسیٰ وعیسیٰ (علیہما السلام) کے پیروؤں نے پندرہ سو سال

Marfat.com

میں کفر کی نشانیاں اتنی منہدم نہ کی تھیں جتنی ان متبعین اسلام (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے صرف پندرہ سال میں کر دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی بہت بڑی تھی'' (ماخوذ کتاب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیروں کی نظر میں)

۵- ڈاکٹر برمنگھم (DR. BERMINGHAM)

''مجھ کو کسی وقت بھی یہ خیال نہ ہوا کہ اسلام کی ترقی تلوار کی مرہون منت ہے۔ نہیں بلکہ اسلام کی کامیابی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سادہ و بے لوث زندگی، ایفائے عہد، اصحاب اور پیروؤں کی غیر معمولی حمایت، توکل خدا اور ذاتی جرأت و استقلال سے وابستہ ہے''۔

۶- ایڈورڈ گبن (EDWARD GIBBON)

نامور عیسائی مؤرخ ایڈورڈ گبن تاریخ رومۃ الکبریٰ کی جلد ۷ باب ۵۰ میں رقم طراز ہے ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں بہت سے امر حق کی نصیحتیں اور ان کے افعال بہت سی نیکی کے نمونے ہیں۔ ان کے ازواج و اصحاب رضی اللہ عنہ نے ان کی خلوت و جلوت کے مآثر جمیلہ محفوظ کر رکھے ہیں''۔

۷- باسورتھ اسمتھ (BASORTH SMITH)

''جب میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جملہ صفات اور تمام کارناموں پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تھے اور کیا ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانبردار غلاموں صحابہ رضی اللہ عنہم نے جن میں آپ نے زندگی کی روح پھونک دی تھی، کیا کیا کارنامے دکھائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے سب سے بزرگ تر، سب سے برتر اور اپنی نظیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی دکھائی دیتے ہیں''۔

۸- سر ولیم میور (SIR WILLIAM MUIR)

''ہجرت سے تیرہ برس پہلے مکہ (معظمہ) ایک ذلیل حالت میں بے جان تھا، مگر ان تیرہ برسوں میں کیا ہی اثر عظیم پیدا ہوا کہ سینکڑوں آدمیوں کی جماعت نے بت پرستی کو چھوڑ کر خدائے واحد کی پرستش اختیار کی اور اپنے اعتقاد کے موافق وحی الٰہی کی ہدایت کے مطیع و

Marfat.com

منقاد ہو گئے۔ اسی قادرِ مطلق سے بکثرت بشدت دعا مانگتے۔ اسی کی رحمت پر مغفرت کی اُمید رکھتے اور حسنات و خیرات اور پاک دامنی اور انصاف کرنے میں بڑی کوشش کرتے تھے۔ اب انہیں شب و روز اسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال تھا۔ اور یہ کہ وہی رزاق ہماری حوائج کا بھی خبر گیر ہے۔ ہر ایک قدرتی اور طبعی عطیہ میں، ہر ایک امر متعلقہ زندگانی میں اور اپنی خلوت جلوت کے ہر ایک حادثے اور تغیر میں اسی کی قدرت کو دیکھتے تھے اور اس سے بڑھ کر اس نئی روحانی حالت کو جس میں خوشحال اور حمد کناں رہتے تھے، خدا کے فضل خاص اور رحمت با اختصاص کی علامت سمجھتے تھے۔ اور اپنے کور باطن اہل شہر کے کفر کو خدا کے تقدیر کئے ہوئے خذلان کی نشانی جانتے تھے۔ محمد ﷺ کو جوان کی ساری اُمیدوں کے ماخذ تھے، اپنا حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے اور ان کی ایسی کامل طور پر اطاعت کرتے تھے جوان کے رتبہ عالیٰ کے لائق تھی ایسے تھوڑے ہی زمانہ میں مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصوں میں منقسم ہو گیا تھا جو بلا لحاظ قبیلہ و قوم ایک دوسرے کے درپے و ہلاکت تھے۔

☆ مسلمانوں نے مصیبتوں کو تحمل و شکیبائی سے برداشت کیا اور گویا ایسا کرنا ان کی مصلحت تھی۔ ایک سو مرد اور عورتوں نے اپنا گھر چھوڑا لیکن ایمان عزیز سے اپنا منہ نہ موڑا، اور جب تک یہ طوفان مصیبت فرو ہوئے، حبش کو ہجرت کر گئے۔ پھر اس تعداد سے بھی زیادہ آدمی کہ ان میں سے حضرت محمد ﷺ صاحب بھی شامل تھے، اپنے عزیز شہر اور مقدس کعبہ کو جوان کی نظر میں تمام روئے زمین سے مقدس تھا، چھوڑ کر مدینہ کو ہجرت کر آئے اور یہاں بھی اسی جادو بھری تاثیر نے دو تین برس کے عرصہ میں ایک برادری واسطے ان لوگوں کے جو حضرت محمد ﷺ اور مسلمانوں کی حمایت میں جان دینے کو مستعد ہو گئے تیار کر دی"۔ (لائف آف محمد جلد دوم)

☆ ۹- ایک مشہور مؤرخ انگریز لکھتا ہے کہ "محمد ﷺ کے سچے ہونے کی نشانی یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے شریف، معتبر اور سچے انسان نے آپ کو دل و جان سے قبول کیا۔ کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ محمد ﷺ کے دلی دوست تھے اور نہایت شریف آدمی تھے۔ خود مختار اور

Marfat.com

خود کفیل تھے۔ اگر محمد ﷺ سچے نہ ہوتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کوئی مجبوری نہیں تھی کہ آپ ﷺ کو مان لیں کیونکہ شریف ابوبکر رضی اللہ عنہ کسی جھوٹے آدمی کو ہرگز رسول ماننے کو تیار نہ ہوتے۔ نہ کوئی مالی لالچ تھا، نہ کوئی دباؤ تھا، نہ آپ ﷺ کی کوئی حالت ان سے پوشیدہ تھی''۔

۱۰-مہاتما گاندھی(MAHATAMA GHANDHI)

''اگر ہمارے وزراء عالمی وقار چاہتے ہیں کہ دنیا میں ان کا سر اونچا رہے تو وہ صدیق و عمر رضی اللہ عنہ کا نمونہ اختیار کریں۔ جن کے قدموں میں دنیا کے خزانے ڈالے گئے، ملکوں کی دولتیں آئیں مگر اس کے باوجود نہ ان کے پیوند لگے کپڑے چھوٹے اور نہ جو کی روٹی چھوٹی، نہ زیتون کا تیل چھوٹا''۔

۱۱-کملا دیوی(KAMLA DEVI)

بمبئی کی ہندو قلمکار کملا دیوی کہتی ہے:

''اے عرب کے مہاپرش! آپ وہ ہیں جن کی شکتی (تعلیم) سے موروثی پوجا مٹ گئی اور ایشور (اللہ) کی بھگتی (عبادت) کا دھیان پیدا ہوا۔ بے شک آپ ﷺ نے دم سیو کوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) میں وہ بات پیدا کر دی تھی کہ ایک ہی سمے (وقت) کے اندر وہ جرنیل، کماندار اور چیف جسٹس بھی تھے اور آتما (روح) کے سدھار (درست کرنا) کا کام بھی کرتے تھے۔

(ماخوذ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غیروں کی نظر میں)

Marfat.com

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اول درجہ کی لیاقتیں تھیں

۱-ایک دوسرا عیسائی مؤرخ گاڈفری ہگنس (GODFREY HIGGINS)

لکھتا ہے ''باوجود یکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کی ابتدائی سوانح عمری میں ایسے حالات ہیں جن میں عجیب مشابہت پائی جاتی ہے لیکن بہت سے ایسے ہیں جن میں بالکل اختلاف ہے مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کے اول بارہ مریدوں کو ناتربیت یافتہ وکم رتبہ مانا گیا ہے۔ بہ خلاف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اول مریدوں (مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم) کے کہ بجز اس کے غلام کے سب لوگ بڑے ذی وجاہت تھے اور جب وہ خلیفہ افسر فوج اسلام ہوئے تو اس زمانے میں جو کچھ اُنہوں نے کام کیے، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں اول درجے کی لیاقتیں تھین اور غالباً ایسے نہ تھے کہ بآسانی دھوکہ کھا جاتے''۔

☆''گاڈفری'' مزید لکھتا ہے کہ ''عیسائی اس بات کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقائد نے ان کے پیروؤں میں اس درجہ دینی جوش وجذبہ پیدا کر دیا تھا جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے سود و بے فائدہ ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کی جانب لے جایا گیا تو ان کے پیرو بھاگ کھڑے ہوئے۔ان کا دینی جوش وجذبہ رفو چکر ہوگیا اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت کے پنجہ میں گرفتار چھوڑ کر چل دیئے۔ برعکس اس کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد اکٹھے ہو گئے اور ان کی حفاظت اور بچاؤ میں اپنی جانوں کو خطر میں ڈال کر تمام دشمنوں پر ان کو غالب کیا''

(اپالوجی فرام محمد APPOLOGY FROM MUHAMMAD ONDON-1829)

☆۲-مشہور مؤرخ گبن نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔

''پہلے چاروں خلیفہ یعنی حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اطوار یکساں صاف اور ضرب المثل تھے۔ان کی سرگرمی و دل دہی اخلاص کے ساتھ تھی اور ثروت واختیار

Marfat.com

حاصل کر کے بھی اُنہوں نے اپنی عمریں فرائض کی ادائیگی میں صرف کیں۔ پس یہی لوگ ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابتدائی کام کے شریک تھے جو اس سے قبل کہ انہیں اقتدار حاصل ہو، یہ اس کے جانبدار ہو گئے یعنی ایسے وقت میں جب کہ وہ ہجرت کر کے چلے، انہیں دقتوں کا سامنا ہوا۔ ان خلفاء کے اول ہی اول تبدیلی مذہب کرنے سے ان کی سچائی ثابت ہوتی ہے اور دنیا کو فتح کر لینے سے ان کی لیاقت کی قوت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے''۔

☆ سر ولیم میور کا بیان:

''جس زمانے تک مقابلہ کرنا ممکن ہے، اس میں تکلیفات کو برداشت کرنے اور دنیاوی لالچوں کے قبول نہ کرنے میں دونوں (حضرت مسیح علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) برابر ہیں۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیرہ برس کے مواعظ نے بمقابلہ کل زمانہ زندگی مسیح علیہ السلام کے ایسا انقلاب پیدا کیا جو ظاہر میں لوگوں کی نظر میں بہت بڑا معلوم ہوتا ہے۔ مسیح علیہ السلام کے تمام پیروخوف کی آہٹ معلوم ہوتے ہی بھاگ گئے اور ہمارے خداوند کی تعلیم نے ان پانچ سو آدمیوں کے دل پر جنہوں نے ان کو دیکھا تھا، خواہ کیسا ہی گہرا اثر پیدا کیا ہو، مگر ظاہر میں اس کا کچھ نتیجہ دکھائی نہیں دیا۔ ان میں سے کسی نے بھی اپنی خوشی سے اپنا گھر نہیں چھوڑا اور نہ سینکڑوں مسلمانوں کی طرح بالاتفاق مہاجرت اختیار کی، اور ویسا پرجوش ارادہ ہی کسی سے ظاہر ہوا، جیسا کہ ایک غریب شہر (یثرب) کے نو مسلموں نے اپنے خون کے عوض اپنے پیغمبر کے بچانے میں کیا۔ چاروں خلفاء مجسمۂ اخلاق تھے''

(ماخوذ از کتاب اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور حُب اصحاب وآل رضی اللہ عنہم از عبدالستار نجم)

Marfat.com

☆اہلِ ایمان کی شانِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ☆

اللہ جل وعلا شانہ نے قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر ایمانداروں کی صفات حمیدہ کا ذکر فرمایا ہے کہ ان میں اخوت و برادری قائم ہے ان میں غمخواری ومحبت کا رشتہ موجود ہے۔ان کے قلوب میں نرمی والفت پیدا کردی گئی ہے۔باہمی ولایت ودوستی جیسے خصائل سے متصف ہیں۔آپس میں رحمدلی اور مہربانی کی شان ان میں ہمیشہ پائی جاتی ہے۔رافت وشفقت کے زیور سے آراستہ ہیں۔خویشاوندی ویگانگت کے لباس سے مزین ہیں۔غمخواری وغمگساری کے خوگر ہیں۔پاسداری اور پاس خاطر کے عادی ہیں۔خیرخواہی اور ہمدردی ان کا وطیرہ ہے۔حق شناسی وقدردانی ان کا شعار ہے۔خوشروئی اور خوشخوئی ان کا کام ہے۔

☆ ۱ – اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ..... تُرْحَمُوْنَ . (الحجرات۔آیت۔۱۰)

ترجمہ:''بات یہی ہے کہ(سب) اہل ایمان (آپس میں) بھائی ہیں۔ سوتم اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرایا کرو۔اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔

قرآن مجید میں اس مضمون کی بہت سی آیات ہیں۔ان کا مفہوم اپنی جگہ واضح ہے کہ ایمان والوں میں اخوت وبرادری کا تعلق ہمیشہ سے قائم ہے اور اس رشتہ خویشگی میں دواما اصلاح رہنی چاہیے۔یہ سب خشیت الٰہی کی وجہ سے ہو، تا کہ رحمت خداوندی شامل حال رہے۔

دین کا رشتہ سب سے قوی رشتہ ہوتا ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں بھی اخوت کو بہت زیادہ اہمیت دی گی ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت

Marfat.com

کی ہے کہ مومن مومن کے لئے عمارت کی مانند ہے۔جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو طاقت پہنچاتا ہے۔

؎ یہی مقصود فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی
اخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی
بتان رنگ وخوں کو توڑ کر ملت میں گم ہوجا
نہ تورانی رہے باقی ، نہ ایرانی ، نہ افغانی

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۲- وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ.....تَهْتَدُوْنَ ۔(آل عمران۔آیت103)

ترجمہ:"اورتم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو، اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے تو اُس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کردی اور تم اُس کی نعمت کے باعث آپس میں بھائی بھائی ہوگئے۔اورتم (دوزخ کی) آگ کے گڑھے کے کنارے پر (پہنچ چکے) تھے پھر اس نے تمہیں اس گڑھے سے بچالیا، یوں ہی اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی نشانیاں کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پا جاؤ"۔

حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس آیت میں اوس وخزرج کے ماضی کی طرف اشارہ ہے کہ ان کے درمیان کیسی دشمنی تھی، لیکن اسلام قبول کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کے لئے آپس میں بھائی بھائی ہوگئے۔

ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کی رسی مضبوطی سے تھامنی چاہیے اور اس احسان خداوندی کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ ہماری دیرینہ دشمنیوں کو مالک کریم نے الفت میں بدل دیا اور قدیمی عداوتوں میں رفاقتوں کی صورت پیدا فرمادی ہے۔اب سب ایک دوسرے کے بھائی بھائی نظر آتے ہیں۔رنجیدگی اور باہمی کشیدگی کا انجام آتش کا گڑھا ہوتا ہے۔ارحم الراحمین نے اس سے بچالیا۔

Marfat.com

اس آیت کے اولین مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔اوران کے متعلق ہی خدائے بصیرو۔ خبیر فرمارہا ہے کہ میں نے ان کے دل جوڑ دیئے۔اُنھیں بھائی بھائی بنا دیا۔اُن کو دوزخ سے نکال لیا۔اب جولوگ ان نفوسِ قدسیہ پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں۔ان کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں وہ خود ہی ذرا انصاف کریں اور بتائیں کہ وہ کون لوگ تھے جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیر وشکر کیا تھا۔وہ کون تھے جن کو دوزخ کے کنارے سے ہٹا کر جنت میں پہنچایا تھا۔حقیقت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتراض کرنا ان پر اعتراض نہیں بلکہ قرآن پر، اسلام پر اور پیغمبر اسلام پر براہ راست اعتراض ہے اور جن کے ذہن فتنہ زانے ان شکوک کو جنم دیا تھا اُن کے پیش نظر صحابہ کو مطعون کرنا نہیں تھا بلکہ چابکدستی سے اسلام اور پیغمبر اسلام کی عظمت کو داغدار کرنا تھا کہ یہ ہیں تمہارے اس نبی کے اولین شاگرد جس کی قصیدہ خوانی سے تم رات دن آسمان سر پر اُٹھائے رکھتے ہو۔ان اعتراضات کرنے والوں پر تو ہمیں حیرت نہیں، افسوس ہمیں ان مسلمانوں پر ہے جو دشمن کے اس دام فریب میں پھنس جاتے ہیں اور ان مقدس ہستیوں کے متعلق بے باکی کی جرأت کرتے ہیں جن کے دفتر حیات کی ہر سطر آفتاب ومہتاب سے تابندہ تر ہے۔

عاشقان او ز خوبان خوب تر
خوش تر و زیبا تر و محبوب تر

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

(ضیاء القران جلد اوّل ص ۲۵۹-۲۶-۲۵۹-۲۶ از پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ)

۳- هُوَ الَّذِیْ اَیَّدَكَ .....عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ (سورۃ الانفال۔آیات 62 تا 63)

ترجمہ: ''وہی ہے جس نے آپ کو اپنی مدد کے ذریعے اور اہل ایمان کے ذریعے طاقت بخشی۔اور (اسی نے) ان (مسلمانوں) کے دلوں میں باہمی الفت پیدا فرمادی۔اگر آپ وہ سب کچھ جو زمین میں ہے خرچ کر ڈالتے تو (ان تمام مادی وسائل سے) بھی آپ ان کے دلوں میں (یہ) الفت پیدا نہ کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان (ایک روحانی رشتے سے) محبت پیدا فرمادی۔بے

Marfat.com

شک وہ بڑے غلبہ والا حکمت والا ہے"۔

☆ اسلام سے پہلے عربوں کا حال یہ تھا کہ ایک دوسرے سے دشمنی کے جذبات رکھتے تھے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ ہر مادی قوت سے ان کے درمیان الفت ومحبت پیدا نہیں کی جاسکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے ذریعہ اور اپنی توفیق سے ان کے دلوں کو جوڑ دیا اور آنحضرت ﷺ کے طفیل اتفاق والے اور دوست بن گئے۔

عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جب غزوہ حنین کے اموال غنیمت کی تقسیم کے وقت ان کے سامنے تقریر کی تو فرمایا کہ کیا تم لوگ گمراہ نہیں تھے تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں ہدایت دی۔ اور کیا تم محتاج نہیں تھے تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں مالدار بنا دیا، اور کیا تم ٹولیوں میں بٹے ہوئے نہیں تھے تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہارے درمیان الفت پیدا کر دی؟ رسول کریم ﷺ کی ہر بات کے جواب میں انصار کہتے تھے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول زیادہ احسان کرنے والے ہیں۔

؎ اقبال کس کے عشق کا یہ فیضِ عام ہے
رُومی فنا ہوا، حبشی کو دوام ہے (اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

عام مومنوں کے بعد اب ذرا اس دائرے کو خاص کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایمان لانے والے مومنین کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے اور احسان جتلایا جاتا ہے کہ اے پیغمبر ﷺ ہم نے آپ کی خاص مدد کی اور ان مؤمنین کے ذریعہ تائید ونصرت کی ہے۔ ان مومنین کے دلوں میں الفت ڈال دی ہے۔ اگر آپ زمین کی تمام چیزیں خرچ کر ڈالتے تب بھی یہ اُلفت اور رافت وشفقت پیدا نہیں ہوسکتی تھی۔ مالک کریم ﷺ نے اپنے غلبۂ قدرت اور حکمت بالغہ کے ذریعہ یہ مسئلہ حل کر دیا ہے۔

دُعائے محمد ﷺ عطائے خدا ہے
صحابہ رضی اللہ عنہم کا سردار فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
جلالت کا پیکر ہے خوددار و غازی
علی رضی اللہ عنہ پاک کا یار فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

Marfat.com

۴– اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا.....اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ ط (الانفال۔آیت۷۲)

ترجمہ: بے شک جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے (اللہ کے لئے) وطن چھوڑ دیئے اوراپنے مالوں اوراپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (مہاجرین کو) جگہ دی اور (ان کی) مدد کی وہی لوگ ایک دوسرے کے وارث ہیں"۔

معرکہ بدر سے متعلق حالات اور واقعات کے اختتام پذیر ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس دور کے مسلمانوں کو دینی مراتب کے اعتبار سے تین قسموں میں تقسیم کیا ہے، ایک تو جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال کے ذریعہ جہاد کیا، اور دوسرے انصار مدینہ جنہوں نے رسول اکرم ﷺ اور مہاجرین کو پناہ دی ان دونوں قسموں کے مسلمانوں کو اللہ کی نگاہ میں بہت اُونچا مقام ہے، ان کے بارے میں اللہ نے کہا کہ یہ لوگ مدد، دوستی اور وراثت میں ایک دوسرے کے حقدار ہیں بعد میں "وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ" کے ذریعہ وراثت کا حکم منسوح ہوگیا۔

مومن جومہاجر ہیں۔مجاہدفی سبیل اللہ ہیں، اپنی جان و مال راہ خدا میں لگا دینے والے ہیں۔اور یہ مومن جومہاجرین کوٹھکانہ دینے والے ہیں اوران ہجرت کرنے والوں کی نصرت وامداد کرنے والے ہیں یہ سب ایک دوسرے کے دوست دار، کارساز اور رفیق زندگی ہیں۔ان کی باہمی موالات ومساوات اور غمخواری کی شہادت اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تصریحاً بیان فرمادی ہے۔

۵– مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ .....اَجْرًا عَظِیْمًا۔ (سورۃ الفتح۔آیت 29)

(ترجمہ)"محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ (ﷺ) کی معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں۔آپ اُنہیں کثرت سے رکوع کرتے ہوئے۔سجود کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ (صرف) اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں۔اُن کی نشانی ان کے چہروں پر سجدوں کا اثر ہے

Marfat.com

(جوبصورت نورنمایاں ہے)۔ ان کے یہ اوصاف تورات میں (بھی مذکور) ہیں اور ان کے (یہی) اوصاف انجیل میں (بھی مرقوم) ہیں وہ (صحابہ ہمارے محبوب مکرم کی) کھیتی کی طرح ہیں جس نے (سب سے پہلے) اپنی باریک سی کونپل نکالی، پھر اسے طاقتور اور مضبوط کیا، پھر وہ موٹی اور دبیز ہوگئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی (اور جب سرسبز وشاداب ہوکر لہلہائی تو) کاشتکاروں کو کیا ہی اچھی لگنے لگی (اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسی طرح ایمان کے تناور درخت بنایا ہے) تاکہ ان کے ذریعے وہ (محمد رسول اللہ ﷺ سے جلنے والے) کافروں کے دل جلائے، اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے"۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی معیت میں رہنے والے پاکباز ومقدس لوگوں کی جماعت ہے۔

(۱)۔ خدا کے دشمنوں کے حق میں سخت ہیں، ان سے دبنے والے نہیں ہیں۔

(۲)۔ باہم مہربان اور نرم دل ہیں، ایک دوسرے سے کینہ رکھنے والے نہیں ہیں۔

(۳)۔ عبادت خداوندی میں لگے رہتے ہیں۔ دنیاوی غرض اور شہرت کے لئے نہیں۔ بلکہ صرف رضائے الٰہی اور خوشنودئ حق ان کا مقصود ومطلوب ہے۔

عزیز ان گرامی قدر! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پہلی دو صفات اپنے اور پرائے کے معاملات کے متعلق ہیں۔ تیسری صفت (عبادت) ان کی ذات سے متعلق ہے۔ یعنی بڑے پرہیزگار اور باخدا لوگ ہیں۔ گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بری باتوں سے متہم کرنا بڑی بدباطنی کی دلیل ہے۔ اور آیت قرآنی کی تکذیب ہے۔

اُن ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم الماس پارے ہیں سب
آسمانِ ہدایت کے تارے ہیں سب

(۴)۔ چوتھی صفت (سِیْمَاهُمْ ..... الخ) ان کی بزرگی اور نیکی کے آثار وانوار چہروں پر

Marfat.com

نمایاں ہیں۔ شب خیز اور باخدا لوگوں کے چہروں میں جو انوار و برکات ظاہر ہوتے ہیں وہ ریاکاروں اور بدباطنوں کے چہروں میں ہرگز نہیں ہوتے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں کی مذکورہ صفات کاملہ صرف قرآن مجید میں ہی مذکور نہیں ہوئیں۔ بلکہ ان کی یہ صفات سابقہ آسمانی کتب تورات وانجیل میں بھی درج چلی آتی ہیں پھر بطور تمثیل بیان فرمایا کہ دین اسلام کی ترقی اور اہل دین کا غلبہ اور ارتقاء بتدریج ہوگا اور ضرور ہوگا۔ پھر یہ تدریجی ترقی منتہائے کمال تک پہنچے بغیر نہیں رہ سکے گی۔ اور اسلام کا ارتقائی دور وقت کے اعتبار سے متصل بالزماں ہوگا۔ اس میں انفصال وانقطاع پیش نہ آئے گا۔ یہاں پیش کردہ مثال اور ممثل لہٗ مطابقت وموافقت ملحوظ رکھنے سے یہ مسائل حل ہو رہے ہیں۔

آیہ ھذا کے آخری حصہ (وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا.....الخ) میں اس جماعت کے حُسنِ مآل اور نیک انجام کا ذکر ہے اس طرح کہ پہلے اس دینا میں ترقی کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد اخروی انعامات اور آخرت کی کامیابی کو بیان کیا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ان مؤمنین صالحین کے ساتھ وعدہ ہے کہ اگر خطا سرزد ہو بھی جائے گی تو مغفرت کردی جائے گی اور نیک اعمال پر اجر ملے گا۔ گناہ معاف ہوں گے اور نیکیاں مقبول ہوں گی۔ گویا جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات کا اجمالی نقشہ آیت ہذا میں اس طرح مذکور ہے کہ پہلے درجہ میں ان کے استکمال ایمان کا بیان ہے پھر ان کی کمال عبادت کا ذکر ہے پھر ان کی اخلاص نیت بتائی گئی ہے پھر تدریجی ترقی کی وضاحت کی ہے۔ آخر میں ان کی خیر انجامی اور حسن عاقبت کے متعلق وعدہ کی صورت میں اعلان کردیا ہے۔

(ملخص از تفاسیر متعددہ)

Marfat.com

☆حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بزبانِ علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ☆

مشہورِ زمانہ کتاب ''نہج البلاغہ'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کلام مذکور ہے کہ باغیوں نے محاصرہ کر کے جب شدت وتنگی پیدا کر دی' اُس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسبِ موقع گفتگو فرمائی۔ اس کلام کے دوران مندرجہ ذیل کلمات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خطاب کر کے ادا کیے' فرمایا کہ:

''یعنی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں ہو رہا کہ آپ سے کیا کہوں؟ (کیونکہ) میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جس سے آپ ناواقف ہوں اور نہ میں آپ کی کسی ایسی چیز کی طرف رہنمائی کر سکتا ہوں' جو آپ کو معلوم نہ ہو۔ کسی معاملہ میں آپ سے میں سبقت نہیں رکھتا' جس کی آپ کو خبر دوں اور نہ خلوت میں' میں نے کوئی چیز حاصل کی جو آپ تک پہنچاؤں۔ اور آپ نے رسولِ خدا کا دیدار حاصل کیا' جس طرح ہم نے زیارت کی۔ اور آپ نے بھی (نبی کریم ﷺ) سے اسی طرح سنا جس طرح ہم نے سنا۔ اور حضور علیہ السلام کے آپ بھی ہم نشین تھے جیسا کہ ہم ہمنشین تھے۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بن ابی قحافہ وعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حق بات پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ حق دار نہیں تھے اور اے عثمان رضی اللہ عنہ!

Marfat.com

آپ نسبی قرابت میں ان دونوں (یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) سے رسولِ خدا ﷺ کے زیادہ قریب ہیں اور آپ کو نبی کریم علیہ السّلام کے ساتھ دامادی کا شرف حاصل ہے' جوان دونوں کو حاصل نہیں ہوا''۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے اس تائیدی بیان نے کئی مسئلے صاف کر دیئے ہیں' انصاف شرط ہے۔ مثلاً:

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی مذہبی اختلاف نہ تھا' وہ ایک مذہب اور ایک دین رکھتے تھے جس پر وہ آخر دم تک متحد و متفق تھے۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے علم و دانش میں برابر اور مساوی تصور کرتے تھے۔

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو اعمالِ خیر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سابق نہیں جانتے تھے۔

(۴) حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار اور شرف ہم نشینی حاصل کرنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا مثل قرار دینا' سیّدنا عثمان کے کامل الایمان اور صالح الاعمال ہونے کے لیے مضبوط ترین شہادت اور قوی دلیل ہے۔

(۵) نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دامادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تصدیق کی اور اپنے ہم زُلف ہونے کی تائید کی ہے۔ اس لیے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ' حضرت رقیہ رضی اللہ عنہ' حضرت اُم کلثوم' باہمی حقیقی ہمشیرگان ہیں اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطنِ مبارک سے نبی پاک کی حقیقی اولاد ہیں۔

مختصر یہ کہ رشتہ ہذا کے اثبات کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیانِ بالا کے بعد مزید کسی حوالہ و حجت کی حاجت نہیں۔ اس لیے کہ دوستوں کے ہاں متفق علیہ عقیدہ ہے کہ ''الحق ینطلق علی لسان علی رضی اللّٰہ عنہ ''(علی رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق بات جاری ہوتی ہے)۔

Marfat.com

☆حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا☆

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے جس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بخوشی ورضا تعجیلاً بیعتِ خلافت کی تھی، ٹھیک اُسی طرح حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بغیر جبر واکراہ کے بیعت کی تھی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ضروری جستجو اور اہم غور وفکر اور دونوں بزرگوں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وحضرت علی رضی اللہ عنہ) سے گفت وشنید کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ودیگر عوام مسلمین کے اجتماع میں ایک مؤثر تقریر کرنے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی۔ پھر ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اور تمام حاضرین نے بیعت کر لی۔ کسی نزاع و اختلاف کے بغیر یہ اہم مرحلہ طے ہو گیا۔ بخاری شریف میں یہ واقعہ بالفاظِ ذیل مندرج ہے:

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جب دونوں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے پختہ عہد و پیمان لے لیا تو فرمایا:

ارفع یدك یا عثمان فبایعه فبایع له علیٌ رضی اللّٰه عنه وولج اهل الدار فبایعوه۔

(بخاری شریف جلد اوّل ص ۵۲۵، باب قصۃ البیعۃ والاتفاق علیٰ عثمان بن عفان)

☆ جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دونوں حضرات (عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ وعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) سے عہد و پیمان لے لیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کہا کہ آپ بیعت لینے کے لیے ہاتھ بڑھایئے، پہلے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بیعت کی، اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کی، پھر تمام حاضرین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ اگرچہ بعض روایات کے اعتبار سے تقدیم وتاخیر منقول ہے، لیکن اس

Marfat.com

میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت سب حضرات نے اس مجلس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تھی۔

☆ اور علامہ ابن تیمیہ الحرانی رحمۃ اللہ علیہ نے منہاج السنۃ' جلد ثالث میں اس مسئلہ کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ذکر کیا ہے' وہ ناظرین کرام کے معلومات میں اضافہ کے لیے پیشِ خدمت ہے: (ترجمہ)

☆ ''یعنی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس طرح بیعتِ عثمان رضی اللہ عنہ پر لوگوں نے اتفاق کر لیا' اس طرح کسی بیعت پر اتفاق نہیں ہوا۔ اہلِ اسلام نے تین روز کی باہم مشاورت کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا والی و حاکم تسلیم کیا۔ اس مسئلہ (یعنی خلافتِ عثمانی پر) مسلمان متفق و متحد ہو گئے۔ انہوں نے آپس میں محبت و دوستی کے ساتھ اللہ کے دین کی رسّی کو مجتمع ہو کر مضبوط پکڑ لیا..... اور کسی دوسرے شخص کو عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر نہ تجویز کیا جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رحمۃ اللہ علیہ نے (اپنے فیصلہ میں) اس چیز کی خبر دی''۔

☆ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیعت کرنے کو حافظ ابن حجر نے ''الاصابہ فی تمییز الصحابہ'' میں اور ابن اثیر الجزری نے ''اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ'' (تذکرہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ) میں ذکر کیا ہے۔

☆ خلاصہ یہ ہے کہ دونوں اکابرین (سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ و سیّدنا علی رضی اللہ عنہ) کے درمیان مسئلہ خلافت خوش اسلوبی سے طے ہو گیا تھا۔ اس موقع پر کوئی ہنگامہ آرائی نہیں ہوئی' کوئی فتنہ و فساد نہیں ہوا۔

☆ اور کسی واقعہ پر رائے زنی کرنا اہل فہم و فکر کے نزدیک کوئی قبیح امر نہیں اور کسی چیز کے متعلق اظہارِ خیالات کرنا عقلمندوں کے ہاں کوئی جرم نہیں بلکہ اسکو مستحسن سمجھا جاتا ہے۔ بس اسی قدر واقعات پیش ہوئے اور انہی حدود کے اندر اندر بیعتِ عثمانی کا

Marfat.com

مسئلہ اتمام پذیر ہو گیا تھا۔

☆ مسئلہ خلافت میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوئی انقباض واقع نہیں ہوا اور کسی قسم کی روگردانی نہیں پائی گئی۔ واقعہ ہذا سے پہلے یہ حضرات جس طرح باہم متفق تھے' اس کے بعد بھی اسی طرح ان کے بہترین تعلقات قائم رہے۔ عثمانی دور کے تمام ایام میں (جو بارہ یوم کم بارہ سال تھے) حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُمورِ خلافت میں معاون و مددگار رہے۔

☆ یہ سب چیزیں صاف بتلاتی ہیں کہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت شرحِ صدر کے ساتھ واقع ہوئی تھی کسی مجبوری و مقہوری کے تحت نہیں ہوئی تھی۔

☆ نیز یہ چیز بھی فریقین کے بیانات سے واضح ہوتی ہے کہ سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان قبائلی تعصب اور خاندانی گروہ بندی ہرگز نہ تھی اور نہ ہی یہ مسائل نسلی عصبیت کے زاویۂ نگاہ سے طے کیے جاتے تھے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح اور شادی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے مخلصانہ اعانت ☆

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح ہوا' اس کی ضروری تفصیلات ''حصۂ صدیقی'' میں (بحث نکاح ہٰذا) کے تحت قبل ازیں درج کر دی گئی ہیں۔ اب یہاں صرف یہ ذکر کرنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شادی کے لیے جو سامان خرید کیا گیا' یا اس موقع کی دیگر ضروریات مہیا کی گئی تھیں' وہ تمام تر نقدی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہدیۃً وہبۃً عنایت فرمائی تھی۔ اور انہوں نے بخوشی قبول کر لی تھی۔ پھر نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں جب عثمانی ہدیہ کی خبر پہنچائی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بہت بہت دعائیں دیں۔

Marfat.com

☆ شرح مواہب اللدنیہ سے

مواہب اللدنیہ بمع شرح زرقانی' جلد ثانی بحث تزویج علی رضی اللہ عنہ میں منقول ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی ونکاح کی ضروریات پورا کرنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ: (ترجمہ:)

''یعنی تو اپنی زرہ کو فروخت کر دے' حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی زرہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو چار سو اسّی درہم میں بیچ دی۔ اس کے بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ پھر علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو واپس کر دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زرہ اور دراہم (نقدی) دونوں چیزیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر پیش کر دیں اور عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ تمام ماجرا بیان کیا تو سرورِ دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں بہت دعائیں فرمائیں''۔

☆ ''کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ'' اور ''بحار الانوار'' سے

ساتویں صدی ہجری کے شیعہ عالم علی بن عیسیٰ الاربلی نے اپنی کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اوّل (ذکر تزویج علی رضی اللہ عنہ بفاطمہ رضی اللہ عنہا) میں اور مجلسی نے ''بحار الانوار'' میں اس واقعہ کو مفصل نقل کیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اپنی زرہ بیچ ڈالیے۔ (ترجمہ:)

''یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (حسبِ ہدایتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے جا کر اپنی زرہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو چار صد درہم کے عوض میں فروخت کر دی۔ جب درہم میں نے وصول کر لیے اور زرہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لے لی تو اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اے ابن ابی طالب! زرہ اب میری ہو چکی اور دراہم آپ کے ہو چکے؟ میں نے کہا: بالکل ٹھیک ہے۔

اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ زرہ آپ کو میری طرف سے بطورِ

Marfat.com

ہدیہ وتحفہ پیش خدمت ہے۔تو میں نے دراہم اور زرہ دونوں چیزیں سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمتِ اقدس میں لاکر حاضر کر دیں اور عثمان رضی اللہ عنہ کا میرے ساتھ یہ حُسنِ معاملہ بھی بیان کیا تو سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی"۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح کا شاہد و گواہ ہونا

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے نکاح کے لیے جو مجلس منعقد ہوئی' اس میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی مدعو کیا گیا اور نکاح ہٰذا (علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی تزوج حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہونے) کا گواہ اور شاہد قرار دیا گیا۔فریقین کی کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

☆ محب الطبری نے ریاض النضرہ و ذخائر العقبیٰ ہر دو کتابوں میں یہ مسئلہ ذکر کیا ہے۔

سردارِ دو عالم نبی کریم علیہ السلام والتسلیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ (ترجمہ:)

"انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے نبی کریم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ! ابوبکر و عمر و عثمان و عبدالرحمٰن و سعد و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کو اور چند آدمی انصار سے بلا لاؤ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ ان تمام حضرات کو بلا لائے' جب یہ سب حضرات حاضرِ خدمت ہو کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا۔کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کر دوں' پس تم لوگ اس چیز کے گواہ اور شاہد ہو جاؤ کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا۔اور چار سو مثقال مہر مقرر کر دیا ہے"۔الخ

Marfat.com

☆ ''کشف الغمہ'' میں علی بن عیسیٰ اربیلی ذکر کرتے ہیں کہ (ترجمہ:)

''انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جاؤ! ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کو اور اتنی تعداد میں انصار کو میرے پاس بلا لاؤ۔ میں چلا گیا اور ان سب حضرات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بلا لایا۔ جب یہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:..... میں تم سب حاضرینِ مجلس کو اس بات کا گواہ اور شاہد قرار دیتا ہوں کہ میں نے چار سو مثقال مہر کے عوض میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کر دیا''۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مؤمن، صالح، متقی، محسن ہونے کی مرتضوی شہادت ☆

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ ان کی جماعت کے ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ اگر لوگ مجھ سے سوال کریں کہ آپ کے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا خیالات ہیں؟ تو میں جواب میں کیا ذکر کروں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (ترجمہ:)

''یعنی فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں میرا بہت عمدہ خیال ہے، یقیناً عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے حق میں قرآن مجید میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

''وہ لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، پھر پرہیزگاری کی اور یقین کیا، پھر تقویٰ اختیار کیا اور نیکوکاری کی، اللہ نیکوکاری کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔

☆ حافظ ابن کثیر عماد الدین دمشقی نے اپنی مشہور تصنیف البدایہ والنہایہ جلد سابع میں سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حالات کے تحت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ذکر کی ہے، اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چند مزید خصالِ حمیدہ کا

Marfat.com

بیان ہے:(ترجمہ)۔

''یعنی علی المرتضٰی نے فرمایا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہم میں سے بہترین شخص تھے اور صلۂ رحمی کرنے والے تھے اور زیادہ حیاء دار اور پاکیزہ تھے' اللہ سے بہت خوف کرنے والے تھے''۔

اس فرمان کی ایک اور روایت سے بھی تائید ہوتی ہے جسے ابوالقاسم السہمی المتوفی ۴۲۷ھ نے اپنی تصنیف ''تاریخ جُرجان'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے (ترجمہ:)

''یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' یا رسول اللہ! آپ نے ہماری موجودگی میں پاؤں نہیں ڈھانکے' مگر عثمان رضی اللہ عنہ کے آنے پر آپ نے کپڑا اڈال لیا ہے' تو جواب میں فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ سے خدا کے ملائکہ حیاء کرتے ہیں' میں بھی اس سے حیاء کرتا ہوں''۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیانات کی روشنی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لقب ''ذوالنورین'' چند دیگر فضائل کے ساتھ ☆

اس مضمون کے اثبات کے لیے یہاں مندرجۂ ذیل روایات نقل کی جاتی ہیں۔ایک نزال بن سبرۃ سے مروی ہے' اس کو متعدد علماء نے تخریج کیا ہے۔دوسری کثیر بن مرہ سے منقول ہے۔

☆ پہلی روایت

خلاصہ روایات یہ ہے کہ

''نزال بن سبرۃ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مقام کے متعلق بیان فرمادیں' تو آپ نے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جن کو ''ملاء اعلیٰ'' (یعنی آسمانوں پر فرشتوں کی جماعت) میں ''ذوالنورین'' کے

Marfat.com

لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام کے داماد ہیں' نبی کریم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے ان کے نکاح میں آئیں''۔

☆ دوسری روایت

کثیر بن مرہ ناقل ہے' علی متقی ہندی نے ابن عساکر کے حوالہ سے کنز العمال میں اس کو ذکر کیا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ (ترجمہ:)

''حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے بعض آدمیوں نے حضرت عثمان کے حق میں سوال کیا تو

(۱) آپ نے فرمایا: وہ بہترین شخص تھے' چوتھے آسمان پر ان کا نام ''ذوالنورین'' تحریر کیا گیا اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں نکاح کر دیں۔

(۲) پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک مکان خرید کر مسجد میں اضافہ کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت فرما دیں گے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ مکان خرید کر مسجد میں ملا دیا۔

(۳) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان فریا کہ فلاں قبیلہ کا مربد (یعنی باڑہ) خرید کر عام مسلمانوں کے لیے جو آدمی وقف کرے گا' اُس کے لیے بخشش و مغفرت ہو گی۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وہ مکان خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

(۴) پھر حضور علیہ السلام نے فرمان جاری کیا کہ جیش العسرۃ یعنی غزوۂ تبوک والے لشکر کے لیے تیاری کا سامان جو شخص پیش کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیں گے' تو عثمان رضی اللہ عنہ نے پالان کسنے کی رسّی تک سامانِ لشکر مہیا کر دیا''۔

☆ علماء کا ایک قول

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء (بحث فضائل عثمانی) میں علماء کا ایک قول

Marfat.com

نقل کیا ہے، ہم بھی ناظرین کے افادہ کے لیے یہاں درج کرتے ہیں (ترجمہ:)

خلاصہ یہ ہے کہ علماءِ اُمت فرماتے ہیں:

(۱) کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بغیر کوئی شخص ایسا نہیں گزرا جس کے نکاح میں نبی کی دو دختر آئی ہوں، اس وجہ سے ان کا نام ''ذوالنورین'' رکھا گیا۔

(۲) عثمان رضی اللہ عنہ پہلے پہلے ایمان والے مسلمانوں میں سے تھے، جنہیں سابقین اوّلین کہا جاتا ہے۔

(۳) عثمان رضی اللہ عنہ اوّلین مہاجرین میں سے تھے (اور دو ہجرتوں کے ثواب حاصل کرنے والوں میں سے تھے)۔

(۴) جن دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنت کی بشارت مل چکی ہے، ان میں سے ایک عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

(۵) جن چھ آدمیوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راضی رخصت ہوئے، ان میں ایک عثمان تھے۔

(۶) جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید جمع کیا، ان میں سے ایک عثمان تھے۔ رضی اللہ عنہ وعن کل الصحابۃ اجمعین۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۰۵، طبع مجتبائی، دہلی، ذکر عثمان رضی اللہ عنہ)

☆ اُمت میں مقام عثمان رضی اللہ عنہ کا تعین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان سے

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس خطبہ کو علامہ ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد بن سلیمان بن اشعث سجستانی المتوفی ۳۱۶ھ نے ''کتاب المصاحف'' میں باسند نقل کیا ہے، اس میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ ناظرین کرام توجہ فرمائیں۔ (ترجمہ:)

''یعنی عبدِ خیر ذکر کرتا ہے کہ (ایک دفعہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دے کر فرمایا کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد سب سے افضل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

Marfat.com

ہیں' اگر میں تیسرے شخص کا نام ذکر کروں تو کر سکتا ہوں۔
عبد خیر کہتا ہے کہ میں نے خیال کیا کہ تیسرا شخص کون ہے؟ یہ چیز میں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ میرے دل میں بھی یہ بات گزری تھی۔ پھر میں نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے خود دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو لوگوں نے ذبح کر ڈالا جیسے گائے ذبح کی جاتی ہے (یعنی افضلیت میں تیسرے شخص عثمان ہیں' جن کو باغیوں نے وحشت ناک کیفیت سے شہید کر دیا)۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع الصحابۃ اجمعین"۔

☆ دینِ عثمان رضی اللہ عنہ کا مقام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظروں میں

گزشتہ مسئلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی زبانی حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا مقام تمام اُمت میں تیسرے نمبر پر مذکور ہوا۔

اب یہ امر نقل کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دین کی اہمیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قلب میں کیا تھی؟ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اسلام کو وہ کس قدر وزنی شمار کرتے تھے؟

ابن عبدالبر نے الاستیعاب فی اسماء الاصحاب (تذکرۂ عثمانی) میں یہ قول نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: (ترجمہ)

"یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دین سے تبرّی و بیزاری اختیار کی' یقیناً وہ اپنے ایمان و اسلام سے بَری ہو گیا"۔

مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیانات کے ذریعہ یہ مسئلہ فیصلہ شدہ ہے کہ جو آدمی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایماندار نہیں جانتا' وہ خود ایماندار نہیں۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیزار ہوگا وہ دینِ اسلام سے بیزار ہوگا۔

(الاستیعاب معہ اصابہ ج ۳ ص ۷۶' تذکرۂ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق سابق الخیرات اور غیر معذب ہونے اور جنتی ہونے کی گواہی

ذیل میں مرویاتِ مرتضوی نقل کی جاتی ہیں، جن میں مندرجہ مسائل درج ہیں:

(۱) علامہ البلاذری نے اپنی مشہور تصنیف انساب الاشراف، جلد خامس (۵)، باب امر عثمان رضی اللہ عنہ میں باسند نقل کیا ہے۔ (ترجمہ:)

''یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں اسی نقش قدم پر چل رہا ہوں جس پر عثمان رضی اللہ عنہ آ رہے تھے، اللہ کے دین کے معاملہ میں انہیں (خیرات وحسنات میں) سبقتیں حاصل ہیں، جن کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو کبھی بھی عذاب نہیں دے گا۔

(۲) علی متقی ہندی نے کنز العمال میں متعدد باسند علماء کے حوالہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ (ترجمہ:)

''مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا، فرمانے لگے کہ اللہ کی قسم! ان کو بہت سے اُمورِ خیر میں سبقت حاصل ہے، اس کے بعد ان کو اللہ تعالیٰ کبھی بھی عذاب نہیں دے گا''۔

(۳) ترجمہ: حاصل یہ ہے کہ ''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، اس سے زمین کرید رہے تھے۔ آیت ہذا (تحقیق وہ لوگ جن کے لیے ہماری جانب سے وعدۂ حسنیٰ، یعنی جنت مقرر ہو چکی ہے، وہ دوزخ سے دور کر دیئے جائیں گے) پڑھ کر فرمایا کہ یہ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں''۔

(انساب الاشراف بلاذری، ج ۵ ص ۱۰، باب امر عثمان بن عفان، طبع جدید یروشلم)

☆ عثمانی خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قرآن سنانا

نوافل میں قرآن خوانی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں ہمیشہ ہوتی تھی اور بعض اوقات جماعت سے ہوتی تھی۔ رمضان المبارک میں یہ مبارک کام باقاعدگی سے مسجد

Marfat.com

نبوی میں جاری رہتا تھا۔ خلافتِ عثمانی کے ایام میں بعض دفعہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ یہ جماعت کراتے تھے' جو خلیفہ کے ساتھ ان کے درست تعلقات ہونے کا بہترین ثبوت ہے۔

چنانچہ یہ واقعہ محدثین نے مندرجہ ذیل عبارت میں درج کیا ہے۔ (ترجمہ:)

حاصل یہ ہے کہ:

''قتادہ نے حسن سے نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہمیں بیس راتیں (تراویح) کی امامت کروائی اور نماز پڑھائی' پھر (بقایا راتوں میں) رُک گئے (نہ تشریف لائے)۔ بعض لوگ کہنے لگے کہ حضرت مرتضٰی رضی اللہ عنہ الگ ہو کر اپنی عبادت میں لگ گئے۔ پھر ابوحلیمہ معاذ القاری نے ان لوگوں کی امامت کرائی' وہ دعائے قنوت پڑھتے تھے''۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قراءۃ عثمانی کی سماعت کرنا

محدث عبدالرزاق نے اپنے ''مصنف'' جلد ثانی میں یہ واقعہ نقل کیا ہے۔ (ترجمہ:)

''یعنی حسن بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ینبع کے مقام سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ میں واپس آیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ روزہ دار تھے اور سواری پر سوار تھے اور میں پیدل ہونے کی وجہ سے روزہ دار نہ تھا' رات کے وقت ہم مدینہ پہنچے' حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مکان کے پاس سے گزر ہوا' وہ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے اور ان کی قراءت سننے لگے' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ فلاں سورۃ (یعنی سورۂ نحل) سے تلاوت کر رہے ہیں۔

ابوبکر عبدالرزاق (صاحبِ کتاب) کہتا ہے کہ مدینہ طیبہ اور مقامِ ینبع کے درمیان چار یوم کی مسافت تھی''۔

تنبیہ

ناظرین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ ینبع کے مقام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جاگیر

Marfat.com

مزروعہ زمین تھی جو خلافتِ فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے متعین فرمادی تھی' اس کی نگہداشت کے لیے گاہے گاہے حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سواری عنایت فرمانا

اس واقعہ کو حافظ ابونعیم اصفہانی (احمد بن عبداللہ) المتوفی ۴۳۰ھ نے اپنی مشہور تصنیف اخبار اصفہان' یا تاریخ اصفہان' جلد ثانی میں محمد بن محمد بن یوسف المکی الجرجانی کے تذکرہ کے تحت لکھا ہے' یہ تمام کتاب باسند ہے۔ اور واقعات کو سند کے ساتھ ہی درج کرتے ہیں' فرماتے ہیں۔ (ترجمہ:)

''یعنی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں ایک دفعہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ناقہ (یعنی اونٹنی) پر سوار ہو کر پہنچے۔ آپ نے فرمایا: یہ کس کی اونٹنی ہے؟ کیسی ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مجھے سواری کے لیے دی ہے۔ (پھر نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ترک ماسوی اللہ اور تعلق باللہ کے متعلق چند نصائح فرمائے) فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! دنیاداری سے بچو! جس کا دنیا سے تعلق کثیر ہو جاتا ہے' اس کے شغل و مشاغل زیادہ ہو جاتے ہیں' جتنے مشاغل ہوں تو حرص بڑھ جاتی ہے' جب حرص و لالچ بڑھ جائے تو افکار و غم بہت ہو جاتے ہیں اور اپنے رب کو انسان فراموش کر دیتا ہے۔ جو شخص اپنے رب کو بھلا دے' اے علی صلی اللہ علیہ وسلم! تو اس کے حق میں کیا گمان رکھے گا؟''

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو دعوتِ طعام دینا

حدیث کی مشہور کتاب سنن ابی داؤد' جلد اوّل' ابواب الحج میں دعوتِ طعام کا واقعہ ہٰذا مذکور ہے۔ (ترجمہ)

''حاصل یہ ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے

Marfat.com

طائف کے علاقہ پر الحارث نامی ایک شخص امیر تھا۔ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے طعام تیار کر کے ارسالِ خدمت کیا۔ طعام میں چکور وغیرہ پرندے اور جنگلی حلال جانور (گورخر وغیرہ) پکے ہوئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی بھیجا کہ طعام کے لیے تشریف لائیے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے اونٹوں کے لیے درختوں کے پتے جھاڑ کر ہاتھ صاف کر رہے تھے۔ عرض کیا گیا: کھانا تیار ہے' تناول فرمائیے۔ آپ نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ احرام نہیں باندھے ہوئے (غیر محرم ہیں) ان کو یہ طعام کھلائیے۔ ہم لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں (محرم کے لیے شکار کے گوشت کا کھانا درست نہیں)۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں ہاشمیوں کے بیانات

☆ سیّدنا امام جعفر صادق بن سیّدنا محمد باقر رضی اللہ عنہما کا بیان

ابن سعد نے اپنی مشہور تصنیف ''طبقات ابن سعد'' میں حضرت سیّدنا امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا تفصیلی ذکر کیا ہے' وہاں ان کے لباس و پوشاک وغیرہ تک کا بیان کیا ہے' اس مقام میں جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں زیب تن کیا کرتے تھے۔ عبارت ذیل ہے:

عن جعفر بن محمد عن ابیه ان عثمان تختّم فی الیسار.

''یعنی جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد محمد باقر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی انگشتری (انگوٹھی) بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے''۔ (طبقات ابن سعد' ج ۳ ص ۴۰' تحت ذکر لباس عثمان' طبع لیدن)

معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد شریف اور ائمہ کرام سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو صرف اچھا ہی نہیں سمجھتے تھے' بلکہ مسائلِ دینیہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو قابل نمونہ سمجھتے تھے اور ان کے اعمال کے ساتھ شرعی مسئلہ میں استدلال پکڑتے تھے۔

Marfat.com

☆نتائج وفوائد☆

(حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اور دیگر ہاشمیوں کے فرمودات کی روشنی میں)

(۱)

جب علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تزویج ہوئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار صد درہم خیر خواہی واحسان کے طور پر پیش کیے، جن سے شادی کے تمام اخراجات کی کفالت ہوئی اور یہ کام انجام پایا۔

(۲۔۳)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مؤمن، کامل، متقی، صالح، احسان کنندہ، حیاء دار، صلہ رحمی کرنے والے، متورع و پرہیز گار، خوف خدا رکھنے والے تھے۔

''ذوالنورین'' کے لقب سے شرف یاب ہوئے، یعنی نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دوبار داماد ہوئے اور اس عزت وشرف میں تمام لوگوں سے ممتاز تھے اور اولادِ آدم میں یہ شرف عثمان رضی اللہ عنہ کے بغیر کسی آدمی کو نہیں نصیب ہوا۔ نیز مسلمانوں کے بڑے بڑے مشکل اوقات میں انہوں نے متعدد بار نصرتیں کیں اور بخشش ومغفرت کا تمغہ حاصل کیا۔

(۴)

اُمتِ اسلامیہ میں شیخین رضی اللہ عنہ کے بعد ان کا مقام تھا، یعنی جس طرح ''خلیفۂ ثالث'' تھے، اسی طرح افضلیت میں تیسرے مقام پر فائز تھے اور سرکشوں وظالموں نے ان کو ظلماً شہید کیا، یقیناً وہ شہید فی سبیل اللہ ہیں۔

Marfat.com

(۵)

حسنات و ''اُمورِ خیر'' میں سبقت لے جانے والے تھے' اس کی وجہ سے ان کو کبھی عذاب نہ ہوگا۔ جنت ان کو نصیب ہوگی اور جہنم سے بعید رہیں گے۔

(۶۔۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک دوسرے کے بارے میں درست معاملہ تھے اور بہتر تعلقات رکھتے' ایک دوسرے کے ایام میں امامت کراتے تھے اور عندالضرورۃ سواری مہیا کرتے اور دعوتِ طعام دیتے تھے۔

(۸)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے بیان سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر تنگی و شدت کے اوقات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بڑی فیاضی سے اہلِ اسلام اور اہلِ مدینہ کی امداد کی جو عنداللہ مقبول ہوئی۔ اور اس پر ان کو عجیب بشارتیں نصیب ہوئیں' جو ان کے لیے آخرت میں کامیابی کے نشانات ہیں۔

(۹)

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے بیان سے متعدد چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافتیں علی الترتیب بالکل صحیح تھیں' ان کے تسلسل خلافت میں کسی قسم کے غصب و بغاوت و عداوت کو کچھ دخل نہ تھا اور تغلّب سینہ زوری کا یہاں کوئی شائبہ نہ تھا۔

اُمتِ اسلامیہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقام درجہ سوم میں ہے' فضیلت اور خلافت دونوں اعتبار سے یہی ترتیب درست ہے۔

قتلِ عثمان رضی اللہ عنہ ظالمانہ تھا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوماً شہید ہوئے' قاتلوں کو عنداللہ سزا ملے گی۔

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے اس بیان کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تردید نہیں فرمائی' بلکہ تائید کردی۔ لہٰذا ہاشمیوں کے بیانات مزید وزنی ہوگئے۔

Marfat.com

(۱۰)

☆ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کے بیان سے واضح ہوا کہ

(۱) علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی اولاد شریف میں تمام حضرات عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق حسنِ عقیدت رکھتے تھے۔ جس طرح شیخین کے لیے طعن و تشنیع نہیں سنتے تھے' اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں مطاعن سننا ناپسند کرتے اور اعتراضات کو قبیح جانتے تھے۔

(۲) جو لوگ حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے تبرّی و بیزاری کرتے' ان سے اولادِ علی رضی اللہ عنہ بھی بیزاری اختیار کرتی اور اجتناب کرتی تھی۔

(۳) نیز خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے طاعنین و مخالفین کا اپنے ہاں سے اخراج کر دیتے تھے' یہ ان حضرات کے ساتھ ہاشمیوں کی حسنِ عقیدت کی بہترین علامت ہے اور مخالفین کے ساتھ قطع تعلقی کا عملی مظاہرہ ہے۔

(۱۱)

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے بیان نے واضح کر دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شخصیت مسائلِ دینیہ میں قابلِ استدلال ہستی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کردار بطور نمونہ کے مقبول اور لائقِ اتباع ہے۔

☆ ہاشمی اکابر کی زبانی حضرت عثمان کا مقام ☆

(۱) سیّدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کا بیان

ابن بابویہ القمی (شیخ صدوق) نے اپنی کتاب ''معانی الاخبار'' میں حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت نقل کی ہے' اس میں خلفاء ثلاثہ (حضرت صدیق' حضرت فاروق' حضرت عثمان رضی اللہ عنہم) کی عظمت کا بیان ہے۔ (ترجمہ:)

''یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے گوش کی طرح ہے اور عمر بمنزلہ میری چشم کے

Marfat.com

ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ میرے دل کے قائم مقام ہے"۔

(۲) سیّدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی زبانی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت

قیامت کے قریب امام مہدی کے ظہور کے دور میں چند علامات (عند الشیعہ) رُونما ہوں گی۔ ان نشانات میں ایک نشان یہ بھی ہوگا کہ اُس وقت آسمان سے (قدرت کی طرف سے) اوّل و آخر یوم میں ایک آواز آئے گی:

"یعنی جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (امام مہدی رضی اللہ عنہ کے دور میں) اوّل دن میں آسمان سے آواز سنائی دے گی کہ اچھی طرح سن لو! علی اور ان کی جماعت کامیاب اور فائز المرام ہے اور آخر دن میں آسمان سے یہ نداء آئے گی کہ گوش ہوش سے سنو! عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت کامیاب و مقصود یافتہ ہے"۔

☆ حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے حق میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ☆

ایک دفعہ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تشریف لے گئے۔ شرفاء قریش اور بھی موجود تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے چند چیزیں دریافت کیں۔ ان میں یہ بات بھی ذکر کی کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مندرجہ ذیل الفاظ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صفات بیان فرمائیں (ترجمہ:)

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ (ابوعمرو) پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے:

(۱) اپنے خدام و غلاموں پر مہربانی کرنے والے تھے۔
(۲) نیکی کرنے والوں میں سے افضل تھے۔
(۳) شب خیز و شب زندہ دار تھے۔
(۴) دوزخ کے ذکر پر نہایت گریہ کرنے والے تھے۔

Marfat.com

(۵) عزت ووقار کے اُمور میں اُٹھ کھڑے ہونے والے تھے۔
(۶) بخشش وعطاء کی طرف سبقت کرنے والے تھے۔
(۷) حیاءدار تھے۔
(۸) بُرائی سے انکار کرنے والے تھے۔
(۹) وفادار تھے۔
(۱۰) اسلامی لشکر کے تنگی کے مواقع میں امداد کرنے والے تھے۔
(۱۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے' جو شخص عثمان رضی اللہ عنہ پر لعن وطعن کرے' اس پر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تک لعنت جاری رکھے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جو گیارہ عدد یہاں فضائلِ عثمانی بیان فرمائے ہیں' یہ خود بخود واضح ہیں' ان میں مزید کسی تشریح کی حاجت نہیں۔ صرف ایک چیز یہاں ناظرین یاد رکھیں کہ شیعہ بزرگوں کی مستند ومعتبر کتابوں میں درج ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علم سے آیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم نبی علیہ السلام کے علم سے حاصل ہوا اور نبی کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

فقال ابن عباس علی علمتنی وکان علمه من رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علمه من اللّٰه من فوق عرشه فعلم النبّی من اللّٰه وعلم علیٍ من النبّی وعلمی من علم علی رضی اللہ عنہ

(کشف الغمہ ج۱ ص۵۰۷' بمع ترجمہ فارسی' المناقب' طبع جدید' طہرانی' امالی شیخ طوسی' ج۱ ص۱۱' طبع نجف اشرف' عراق)

دوستو! یاد رکھو کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے انہی علوم میں سے مندرجہ بالا روایت بھی ہے جس میں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے فضائل وکمالات کو نہایت احسن طریقہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی زبانِ مبارک سے بیان فرمایا گیا ہے۔

☆ مالی حقوق کی ادائیگی کا مسئلہ ☆

شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید الشیعی میں ہے: (ترجمہ)

Marfat.com

''خلاصہ یہ ہے کہ فدک کی آمد کا غلہ لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے جو ان کو کافی ہوتا تھا اور باقی کو تقسیم کر دیتے تھے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے''۔

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید الشیعی ج ۴ ص ۱۱۱' طبع بیروت' باب ما فعل ابوبکر رضی اللہ عنہ بفدک' وما قالہ فی شانہا)

چودھویں صدی کے مشہور شیعہ عالم و مجتہد سیّد علی نقی فیض الاسلام نے اپنی فارسی شرح نہج البلاغہ میں یہی مسئلہ بالفاظِ ذیل درج کیا ہے:

''خلاصہ ابوبکر غلّہ وسُود آں گرفتہ بقدر کفایت باہلِ بیت علیہم السلام میداد و خلفاء بعداز' وہم برآں اسلوب رفتار نمودند''۔

''یعنی فدک کی آمدن (غلّہ وغیرہ) بقدر کفایت اہلِ بیت کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دیا کرتے تھے اور آپ کے بعد والے خلفاء نے بھی اسی کے موافق عمل جاری رکھا''۔ (ترجمہ و شرح فارسی نہج البلاغہ ج ۵ ص ۹۶۰' طبع طہرانی' تحت عبارت بلیٰ کانت فی ایدینا فدک من کل ما اظلتہ السماء الخ)

☆فوائد ونتائج☆

(۱)

احکامِ خداوندی کے اجراء ونفاذ میں ان حضرات (یعنی عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ وعلی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) کے باہم مشورے ہوتے اور اشتراکِ عمل سے حدود اللہ جاری کرتے تھے۔ اسلامی احکام کے اجراء میں ایک دوسرے کے ساتھ پوری طرح تعاون کرتے تھے۔ ان بزرگوں یعنی عثمانی وہاشمی حضرات کا آپس میں کوئی عناد نہ تھا۔ اور خلافت کے معاملات میں اور اجرائے احکام میں کوئی اختلاف نہ تھا بلکہ باہم عملی تعاون قائم تھا۔

Marfat.com

(۲)

عہد عثمانی میں ہاشمی احباب کو بھی حکومت میں عہدے ومناصب دیئے گئے تھے' جیسا کہ بنوامیہ اور دیگر قبائل کو دیئے گئے۔ ہاشمیوں کو اس مسئلہ میں نظر انداز نہیں کیا گیا اور ان کے ساتھ خاندانی تعصب کا برتاؤ نہیں کیا گیا۔

(۳)

ہاشمی حضرات (یعنی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و دیگر ہاشمی لوگ) عندالضرورۃ عدالتِ عثمانی کی طرف رجوع کرتے اور فیصلے طلب کرتے تھے۔ یہ واقعات بتلاتے ہیں کہ بنو ہاشم کے نزدیک بھی خلافت عثمانی برحق تھی اور عدالتِ عثمانی صحیح تھی۔ اس کے فیصلے شریعتِ اسلامی کے مطابق تھے۔ نیز واضح ہوا کہ خلافتِ عثمانی غاصبانہ اور باغیانہ نہ تھی بلکہ منصفانہ اور عادلانہ تھی۔ اس کی عدالت کے فیصلے خلافِ شرع نہیں ہوتے تھے۔ ان کی خلافت وعدالت کو غیر شرعی اور اسلامی قواعد کے برخلاف کہنا حقائق کو جھٹلانا اور انصاف کا خون کرنا ہے۔

(۴)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہاشمی اکابر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ وغیرہ کی عظمت واحترام کو پوری طرح ملحوظ رکھتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت و رشتہ داری کی بناء پر یہ سب معاملہ کیا جاتا تھا اور ہاشمیوں کے جنازے کا موقعہ آتا تو خود امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا ان کے نائب نمازِ جنازہ پڑھانے کا حق ادا کرتے تھے۔ امامت نماز کا حق خلیفہ کو ہوتا ہے۔ اس اسلامی قاعدے کے تحت عمل ہوا کرتا تھا۔ مختصر یہ کہ ان ایام میں ہاشمیوں کے جنازوں کو ہاشمی نہیں پڑھاتے تھے' بلکہ عثمانی حضرات پڑھاتے تھے جو ان کے باہمی اتحاد' مذہب واتفاق مسلک کی بین دلیل ہے۔

(۵)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ایام میں کفار کے ساتھ جہاد کی ضرورت پیش آئی تو ہاشمی بزرگ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد حضرت حسن وحسین رضی

Marfat.com

اللہ عنہما وغیرہما خلیفہ وقت کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے اور مہم سر کرنے میں دوش بدوش ہو کر جنگ کرتے تھے اور غنائم سے حصہ پاتے تھے۔ اس دور میں غنائم قواعد شرعی کے خلاف نہیں تقسیم ہوتے تھے' بلکہ صحیح طریقہ کے مطابق ان کی تقسیم ہوتی تھی۔ اکابر ہاشمیوں کو اس تقسیم پر کوئی اعتراض نہ ہوتا تھا۔ ان حضرات کا غزوات میں یکے بعد دیگرے بار بار شرکت کرنا ہی اس مسئلہ کی صحت کے لیے نہایت عمدہ قرینہ ہے۔ اور افریقہ کے غنائم میں غلط تقسیم کا طعن معترضین کی طرف سے درست نہیں ہے۔ نیز ان بزرگوں کا اشتراکِ عمل جس طرح باہمی اتفاق و اتحاد پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ خلافتِ عثمانی ان اکابر کے نزدیک بھی برحق تھی۔ نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صحیح و برحق خلیفہ ہونے میں ہاشمی حضرات کو کوئی شبہ نہ تھا۔ خلافت کے معاملات میں سب ہاشمی حضرات امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوتے تھے۔ قبائلی عصبیت کا اس دور میں نام و نشان تک نہ تھا' اور خاندانی عداوتیں یکسر مفقود تھیں۔ یہ چیزیں بعد کی پیدا کردہ ہیں۔

(۶)

نیز واضح ہوا کہ چاروں خلفاء (صدیق اکبر' فاروق اعظم' عثمان ذوالنورین' حضرت علی رضی اللہ عنہم) کی خلافتوں کے دور میں خمس و فدک کی آمد کی تقسیم میں کوئی فرق نہ تھا۔ آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم و اولادِ علی رضی اللہ عنہ کی ضروریات کو فدک کی آمدنی سے پورا کیا جاتا تھا۔ رشتہ دارانِ نبوت کے مالی حقوق بشمول حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کسی خلیفہ سابق نے ضائع نہیں کیے۔ حقوقِ مالیہ کے غصب کیے جانے کا یہ پروپیگنڈا صرف صحابہ کرام کے متعلق بدظنی و بدگمانی پھیلانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ جو حقائق کے بالکل برعکس ہے۔

(رحماء بینھم' جلد سوم از حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ' صفحات متفرقہ ملخصاً)

Marfat.com

☆شہیدِ قرآن ابوعبداللہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں☆

امیر المؤمنین ابوعبداللہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تیسرے خلیفہ راشد ہیں۔ شعر اقبال میں اگرچہ ان کا تذکرہ سرسری سا اور برائے نام ہی ہے' تاہم اقبال کے نزدیک وہ ہمارے ان اسلاف واکابر میں سے ہیں جو حاملِ قرآن ہونے کے سبب معزز ومحترم تھے اور جن سے نسبت پیدا کرنا تعمیرِ ملت کے اصول ومبادی میں سے ہے۔

صاحبِ حلیۃ الاولیاء حافظ ابونعیم اصفہانی نے شہیدِ قرآن' خلیفۂ مظلوم کی یوں قلمی تصویر پیش کی ہے: (ترجمہ)

''جماعت اولیاء اللہ کے تیسرے فرد' اطاعت گزار' ذوالنورین' اللہ کا خوف کرنے والے' دو ہجرتیں کرنے والے' دو قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ اُن لوگوں میں سے تھے جو ایمان لائے' نیک کام کیے' پھر تقویٰ اختیار کیا' ایمان میں پختہ ہوئے' پھر تقویٰ اختیار کیا اور بھلائی میں کمال پایا۔ تو گویا آپ ان لوگوں میں سے تھے کہ جو رات کے تمام لمحات میں اطاعت وعبادت میں لگے رہتے' سجود اور قیام میں منہمک رہتے۔ آخرت کے بارے میں احتیاط کرتے اور اپنے رب کی رحمت سے اُمید رکھتے ہیں۔ آپ کے غالب احوال' سخاوت' حیاء' احتیاط اور پُر امیدی سے عبارت ہیں۔ دن میں سخاوت اور روزہ داری آپ کا مقدر تھا۔ رات کو سجود وقیام آپ کا معمول تھا۔ اپنے خلاف بلوی ہونے کی خبر آپ کو دے دی گئی تھی اور ہادیٔ برحق سے سرگوشی کے انعام سے آپ نوازے گئے تھے''۔

Marfat.com

☆ ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام ہیں اور دارِ ارقم کو تربیتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تبلیغِ اسلام کا مرکز بنائے جانے سے پہلے حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے۔ آپ کو حبشہ اور مدینہ کی دونوں ہجرتوں میں شرکت کا شرف حاصل ہے۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی بیماری کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنگِ بدر میں ساتھ جانے سے روک دیا تھا تاکہ ان کی تیمارداری کر سکیں' مگر اس کے باوجود انہیں غازیانِ اسلام کے برابر مالِ غنیمت میں حصہ عطاء کیا گیا۔ رقیہ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لختِ جگر اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کو بھی ان کے نکاح میں دے دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں کا شوہر ہونے کے شرف نے آپ کو ذوالنورین سے ملقب ہونے کا شرف بخشا اور یہ شرف اور کسی انسان کو نصیب نہیں ہوا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ اگرچہ بیعتِ رضوان میں شریک نہ ہو سکے' لیکن ان کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بایاں ہاتھ ''دستِ عثمان'' تصور کرتے ہوئے اپنے ہاتھ میں رکھا اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بیعتِ رضوان میں شریک تصور فرمایا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حلیہ اس طرح قلمبند کیا گیا ہے کہ آپ دوہرے جسم کے سفیدی مائل گندمی رنگ کے مالک تھے۔ خوبصورت چہرہ' چوڑا سینہ' سر اور ڈاڑھی کے بال بہت گھنے تھے۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غور سے دیکھا' آپ خوش شکل تھے۔ رخساروں پر چیچک کے داغ تھے اور کلائی کے بال بہت گھنے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ متمولی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سرفہرست تھے۔ لیکن آپ جتنے مالدار تھے' اتنے ہی دل کے سخی تھے۔ اسی لیے غنی کا لفظ آپ کی لازمی صفت قرار پا گیا اور ہمیشہ عثمان غنی کہلائے۔ مسجد نبوی میں سب سے پہلی توسیع حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ اعلان فرمایا کہ جو مسجد نبوی کی توسیع کرے گا' اللہ اسے جنت میں اسی قدر وسیع گھر عطاء فرمائے گا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسی وقت بھاری رقم خرچ کر کے قطعاتِ زمین مسجد نبوی میں شامل کرنے کے لیے وقف فرما دیئے۔ رومہ نامی کنواں مدینہ کے ایک یہودی کی ملکیت تھا' جس سے باشندگانِ مدینہ اور

Marfat.com

مسافر خرید کر پانی پیتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہودی کو اس کنویں کا بھاری معاوضہ ادا کر کے اسے فی سبیل اللہ وقف کر دیا۔ غزوۂ تبوک میں شریک ہونے والے لشکرِ اسلام کو ''جیشِ عسرت'' یعنی تنگی کا لشکر کہا جاتا ہے۔ اہلِ مدینہ قحط سالی کے باعث نڈھال تھے۔ نئی فصل پک کر تیار تھی' ایسے موقع پر لشکر کی تیاری اور جہاد میں شرکت دونوں مشکل آزمائش کی حیثیت رکھتے تھے۔ حضرت عثمان غنی نے تین سو اونٹ کے برابر دولت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نذر کی' جو لشکر کی تیاری پر صرف ہونے والے سرمایہ کا نصف تھا۔

☆ دولت اور اقتدار کے باوجود حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نرم رو اور نرم خو بھی تھے اور ساتھ ہی آپ میں تواضع اور عاجزی بھی کمال کی تھی۔ خلیفہ بننے کے بعد سر کے نیچے چادر رکھ کر مسجد نبوی میں لیٹ جاتے' لوگ آ کر آپ کے پاس بیٹھتے جاتے' اور یوں لگتا تھا کہ جیسے امیر المؤمنین بھی ان عام آدمیوں میں سے ایک ہیں۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب اپنی شہادت کا یقین ہو گیا تو آپ نے نئے خلیفہ کے انتخاب کے لیے جو مجلسِ شوریٰ نامزد کی' اس میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ مجلسِ شوریٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا اور ۱۹ ذوالحجہ ۲۳ھ کو پیر کے دن خلافت کے لیے آپ کی بیعت ہوئی۔ بارہ سال آپ خلیفہ رہے۔ پھر تیرہ ذوالحجہ ۳۵ھ کو جمعہ کے دن کئی روز تک محصور رہنے کے بعد آپ شہید کر دیئے گئے' ہفتہ کی رات کو آپ کو جنت البقیع میں سپردِ خاک کیا گیا۔ آپ کی عمر اس وقت نوّے سال کے لگ بھگ تھی۔ نمازِ جنازہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سولہ بیٹے بیٹیاں تھے' لیکن آپ کی اولاد میں سے حضرت ابان بن عفان سب سے زیادہ نمایاں اور اصحابِ علم و ادب میں سے تھے۔

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شخصیت و سیرت میں پانچ پہلو ایسے ہیں جو ان کے لیے امتیازی شان کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس میں اور کوئی ان کا شریک نہیں۔

(۱) ذُوالنورین

انسانی تاریخ میں کوئی ایسا شخص نہیں ہوا جس کے عقد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو

Marfat.com

بیٹیاں آئی ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ بھی فرمایا تھا: ''اگر میری کوئی اور بیٹی باقی ہوتی تو وہ بھی ان کے عقد نکاح میں دے دیتا''۔ یہ ایسا شرف ہے جس میں عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا اور کوئی شریک نہیں۔

(۲) اسلام کا سفیرِ اوّل

اسلامی تاریخ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اسلام کا سفیرِ اوّل ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک ایسی تدبیر اور حوصلہ مند شخصیت کی ضرورت تھی' جو کفارِ مکہ کو شر و فساد سے باز رکھ سکے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی سفارتی مہم میں کامیاب ہوئے۔ صلح حدیبیہ کا معاہدہ طے ہوا' جسے اللہ تعالیٰ نے ''فتح مبین'' قرار دیا۔

(۳) شہیدِ قرآن

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور آپ کی شہادت قرآن کی حفاظت و صداقت کے لیے واضح اور روشن دلیل کی حیثیت رکھتی ہے۔ باغیوں اور فتنہ پردازوں نے حضرت عثمان پر بے بنیاد الزام لگائے' گویا انہیں ان کی سیرت و کردار میں کوئی عیب نظر نہ آیا' ورنہ تہمت والزام تراشی کی ضرورت نہ تھی۔ سب سے بڑا الزام یہ وہ سکتا تھا کہ لہجۂ قریش پر اکتفاء کرنے اور باقی تمام لہجات میں لکھے ہوئے مصاحف کو تلف کرنے کا حکم دینے میں آپ نے کتاب اللہ کو کوئی گزند پہنچائی ہے۔ (معاذ اللہ) فتنہ پردازوں اور باغیوں کی طرف سے یہ الزام نہ لگانا' اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مصحفِ عثمانی تمام حروف و حرکات سمیت اسی طرح محفوظ و مصئون ہے' جس طرح ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر پر نازل ہوا تھا۔ شہادت کے وقت آپ مصحفِ مقدس کی تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ کے خون کا پہلا قطرہ قرآن پاک کی اس آیت پر گرا: ''فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ'' یہ مصحفِ عثمانی خلیفۂ مظلوم کے خونِ ناحق کی گواہی کے لیے دست بردِ زمانہ سے آج تک محفوظ ہے۔ گویا شہیدِ قرآن کی شہادت صداقت قرآن پر گواہ ہوئی' جبکہ یہ مقدس مصحفِ عثمانی خلیفۂ مظلوم کے خونِ ناحق کی گواہی دے رہا ہے۔

Marfat.com

(۴) خلیفۂ مظلوم

اس بات سے کسی مؤرخ نے انکار نہیں کیا کہ اگر خلیفۂ ثالث باغیوں اور فتنہ پردازوں کو کچلنے کا اشارہ بھی کر دیتے تو کبارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت اور مدینہ منورہ کے اہلِ ایمان ان کی تکّہ بوٹی کر سکتے تھے۔ والیٔ شام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حفاظت و دفاع کے لیے فوج کی پیش کش کو بھی مسترد کر دیا گیا۔ صرف اس لیے کہ آپ اُمتِ مسلمہ کی خون ریزی گوارا کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ اتنی عظیم سلطنت کا حکمران اور وسائلِ دفاع کا مالک سلطانِ وقت بے کسی و بے بسی اور مظلومیت کے حال میں شہادت کی موت مرنے کے لیے تیار ہو گیا! یہ امتیاز نہ صرف تاریخِ اسلام بلکہ شاید تاریخِ انسانی میں بھی کسی اور حکمران کو میسر نہ آیا ہو گا' کچھ نہ کچھ دفاع تو سب نے کیا ہو گا۔

(۵) کمال حیاء و ایمان

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت و شخصیت میں یوں تو بے شمار امتیازی اوصاف ہیں' لیکن جس امتیاز کی شہادت خود ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور تمام زمانوں میں زبان زدِ خلائق رہی۔ وہ ان کا کمال حیاء اور کمال ایمان ہے۔ حیاء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کا شعبہ قرار دیا ہے اور سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی صفتِ حیاء تو اس درجے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ملائکہ بھی ان سے حیاء کرتے ہیں۔ اس خوبی میں بھی کمالِ امتیاز صرف حضرت عثمانِ غنی کا مقدر ٹھہرا۔

یہ بات ایک گونہ حیرت کا باعث ہو سکتی ہے کہ علامہ اقبال نے اپنی شاعری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ سرسری اور برائے نام ہی کیا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ان اوصافِ عثمانی کا مطالعہ شاعرِ اسلام نے بغور نہ کیا ہو۔ تاہم اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ و مقام حکیم الامت کی نظر میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہم پلّہ نہ ہو یا ان سے کم تر ہو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ایک خوبی جو اُمت کے ہر فرد کو معلوم ہے اور جس کا تذکرہ محراب و منبر سے بکثرت ہوتا ہے' وہ ان کی دولت ہے جو راہِ حق کے لیے وقف تھی۔ شاید اقبال کو یہی وصفِ سیرتِ عثمانی میں پسند آیا' یا اُن کے

Marfat.com

ذہن میں محفوظ رہا کہ انہوں نے ملتِ اسلامیہ کی زبوں حالی اور مکارمِ اخلاق سے محرومی کی ایک شکل یہ بھی قرار دی کہ اس کے افراد عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیسی دولت مندی اور صفتِ سخاوت و بندہ پروری سے بھی محروم ہیں۔ اس دولتِ عثمانی کو اقبال فقرِ حیدری کے ہم پلّہ تصور کرتے ہیں' جو ہمارے اسلاف و اکابر کی امتیازی خوبیوں میں قابلِ تقلید و قابلِ احترام ہیں۔ جو حامل و عاملِ قرآن ہونے کے طفیل معزز اور محترم ہوئے۔ جس طرح دیگر عظیم اصحابِ رسول اس مرتبہ و مقام کے مالک تھے۔

ہر کوئی مست مئے ذوق تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے؟

حیدری فقر ہے نے دولت عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبتِ روحانی ہے؟

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے نجومِ ہدایت از ڈاکٹر ظہور احمد اظہر ص ۹۷ تا ۱۰۲ بتغیر قلیل)

Marfat.com

☆ حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا علم و فضل ☆

علم و فضل میں بھی ایک ممتاز مقام تھا۔ عہدِ جاہلیت میں وہ ان چند نمایاں لوگوں میں شمار ہوتے تھے' جو کتابت یعنی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اسی بناء پر اسلام کے بعد آپ کو کتابت وحی کا شرف حاصل ہوا۔

☆ کتابتِ وحی

اُم کلثوم بنت ثمامہ کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق جب چہ میگوئیاں زیادہ ہونے لگیں تو ایک دن میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا اور ان کے بارے میں اُم المؤمنین کی ذاتی رائے دریافت کی' انہوں نے فرمایا: میں نے خود عثمان رضی اللہ عنہ کو اس گھر میں دیکھا ہے کہ رات کا وقت ہے' گرمی کا موسم ہے' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی ہے' جس کی وجہ سے آپ حسبِ معمول سخت گرانی محسوس کر رہے ہیں۔ اسی حالت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے حکم سے وحی لکھ رہے ہیں' اپنا یہ مشاہدہ بیان کرنے کے بعد اُم المؤمنین نے فرمایا: ظاہر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس درجہ قرب و اختصاص کا شرف اللہ تعالیٰ اسی شخص کو عطاء فرما سکتا ہے جو اعلیٰ اخلاق و صفات کا انسان ہو۔

☆ قراءتِ قرآن

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید سے بڑا شغف اور عشق تھا' آپ کثرت سے اس کی تلاوت ہی نہیں کرتے تھے' بلکہ آپ اس کی تجوید و قراءت کے بھی ماہر تھے' چنانچہ عبداللہ بن عامر حمصی جن کی کنیت ابوعمران تھی اور جو قراء سبعہ میں اور تابعین کے پہلے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں' انہوں نے تجوید و قراءت کا فن حضرت عثمان سے ہی سیکھا تھا' قرآن

Marfat.com

مجید کے حافظ تو تھے ہی' لیکن کثرتِ تلاوت و مزاولت کے باعث حال یہ تھا کہ گفتگو کرتے' خطبہ دیتے' یا کسی کے نام کوئی خط لکھتے تو بے ساختہ قرن کی آیات کا حوالہ دیتے جاتے' یہاں تک کہ طبری نے عام مسلمانوں کے نام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک طویل مکتوب نقل کیا ہے' جو از اوّل تا آخر قرآن کی آیات سے ہی مرتب ہوا ہے۔

کلام الٰہی سے اس درجہ عشق اور شغف تھا کہ ایک مرتبہ فرمایا: اگر ہمارے دل بالکل پاک وصاف ہو جائیں' پھر بھی ہم اپنے رب کے کلام سے سیر نہیں ہوں گے' ایک مرتبہ خود اپنے متعلق فرمایا: خدا نہ کرے' مجھ پر کوئی دن ایسا گزرے جس میں میں نے قرآن کی تلاوت نہ کی ہو۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وھو افضل من قراء القرآن علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم"

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان سب حضرات سے افضل ہیں جنہوں نے قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے''۔

☆ حدیث

قرآن کے بعد مرتبہ حدیث کا ہے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس سے بھی بڑا شغف اور عشق تھا' اگرچہ اکابر صحابہ کی طرح ازراہِ ورع و تقویٰ آپ روایت کم کرتے تھے۔ تاہم آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث روایت کی ہیں' محدثین نے ان کی تعداد ۱۴۶ بیان کی ہے' جن کو حضرت عثمان سے ان کے صاحبزادوں ابان' سعید اور عمرو اور آپ کے موالی حمران' زید' ابوسہلہ' ابوصالح اور ان کے علاوہ اور بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔ ان روایات میں تین متفق علیہ ہیں' یعنی بخاری اور مسلم دونوں میں مذکور ہیں' اور آٹھ روایات صرف بخاری اور پانچ صرف مسلم میں ہیں' اسی بناء پر صحیحین میں آپ کی ۱۶ روایات مندرج ہیں۔

☆ فقہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فقہ میں جو درک تھا' اس کی وجہ سے ان کا شمار فقہائے صحابہ میں ہوتا تھا اور جیسا کہ آپ پڑھ آئے ہیں' اسی لیے وہ شیخین کے عہد میں مجلس افتاء و

Marfat.com

شوریٰ کے رکن رکین رہے' خصوصاً علم فرائض میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔ ابن شہاب الزہری فرماتے تھے: حضرت عثمان اور زید بن ثابت کے انتقال کے بعد اب فرائض کا ایسا جاننے والا کوئی اور نہیں رہا' یہی حال علم المناسک کا تھا۔ صحابہ کرام میں حضرت عثمان اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس فن کے سب سے بڑے ماہر تسلیم کیے جاتے تھے۔

☆ اجتہادات فقہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شمار اگرچہ اکابر مجتہدین صحابہ میں نہیں ہوتا' تاہم مجتہد آپ بھی تھے اور کتب تاریخ وسیر میں آپ کے مجوزہ احکام ومسائل مذکور ہیں' مثلاً:

(۱) آپ کی رائے تھی کہ اگر کسی شخص کو کوڑوں کی سزا دی گئی ہے اور اس نے توبہ بھی کر لی ہے تو اس کی شہادت معتبر ہوگی۔

(۲) گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقام میں ان کے فرزند عبیداللہ نے ہرمزان کو قتل کر دیا تھا تو اس معاملہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے خلاف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیت کا حکم دیا اور وہ بھی خود قاتل کی طرف سے ادا کی۔

(۳) مجامعت بغیر انزال کی صورت میں وضو کر لینا کافی ہے' غسل کی ضرورت نہیں ہے۔

(۴) نبیذ کا پینا مباح تھا' لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں لوگ کثرت سے نشہ آور چیزوں کا استعمال کرنے لگے تھے اور بہانہ یہ تھا کہ نبیذ پی رہے ہیں۔ امیر المؤمنین نے پہلے تو اس پر تنبیہ کی' مگر جب یہ کارگر نہ ہوئی تو لوگوں سے مشورہ کیا اور ان کی رائے کے مطابق نبیذ پینے پر کوڑوں کی سزا کا اعلان کر دیا۔

(۵) حضرت عمر فاروق کے عہد میں گم شدہ اونٹوں کے متعلق دستور یہ تھا کہ ان کو سرکاری چراگاہوں میں داخل کر دیا جاتا تھا۔ وہاں وہ پلتے بڑھتے رہتے تھے۔ حضرت عثمان نے اس کے لیے قاعدہ یہ مقرر کیا کہ گم شدہ اونٹ کی تشہیر کی جائے' پھر اگر اونٹ کا مالک نہ آئے تو اسکو فروخت کر کے اس کی قیمت کو بیت المال میں داخل کر دیا جائے اور اس کے بعد اگر مالک آ جائے تو اونٹ کی قیمت اس کے حوالے کر دی جائے۔

(۶) ربیع بنت معوذ کا بیان ہے: ایک مرتبہ میں نے اپنے شوہر سے کہا: میرے پاس جو چیز

Marfat.com

بھی ہو وہ مجھ سے لے لو اور اس کے بدلہ میں میرا پیچھا چھوڑ دو' شوہر نے کیا کیا کہ میرا بستر تک مجھ سے لے لیا' اب میں شکایت لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تو آپ نے فرمایا: تم نے خود ہی تو کہا تھا: میری ہر چیز لے لو ''الشرط املك '' اور شوہر سے کہا: اس کی سب چیزیں لے لو۔

(۷) اگر کسی آبادی میں کوئی شخص مقتول پایا جائے اور اصل قاتل کا پتہ نہ چلے' یعنی کوئی گواہ نہ ہو تو جس شخص پر شبہ ہو' اس سے اور اس کے اہل خاندان میں سے پچاس لوگوں سے حلف لیا جائے۔

(۸) زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے ایک غلام خریدا اور آزاد کر دیا۔ اس غلام کے ایک حرہ عورت کے بطن سے چند بیٹے تھے' زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے جب غلام کو آزاد کر دیا تو انہوں نے دعویٰ کیا کہ غلام کے بیٹے ان کے موالی ہوں گے' لیکن ان لڑکوں کی ماں کے موالی نے کہا کہ یہ لڑکے ان کے موالی ہوں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ قضیہ پیش ہوا تو آپ نے فیصلہ زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں دیا۔

(۹) پہلے جمعہ کی نماز میں ایک اذان اور ایک اقامت کا رواج تھا۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں آبادی کی کثرت ہو گئی اور بہت پھیل گئی تو آپ نے مقام زوراء میں ایک اور اذان کا اضافہ کیا اور صحابہ کرام نے اس سے اتفاق کیا۔

(۱۰) صلوٰۃ جمعہ کے خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی جس سیڑھی پر بیٹھے تھے' حضرت ابوبکر از راہِ ادب و احترام اس سیڑھی سے نیچے والی سیڑھی پر ہی بیٹھنے لگے تھے' اس کے بعد حضرت عمر کا عہد آیا تو آپ ایک اور سیڑھی نیچے اتر آئے' لیکن حضرت عثمان نے یہ خیال کر کے کہ یہ سلسلہ کہاں تک چلے گا' پھر اسی سیڑھی پر بیٹھنا شروع کر دیا' جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے اور غور سے دیکھئے تو اس میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت بیکراں اور جذبہ اتباع سنت کو بھی دخل ہے۔

(۱۱) قتل خطاء کی صورت میں جو دیت واجب ہوتی تھی۔ اس میں اونٹ دینے کا حکم تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں سہولت یہ پیدا کی کہ اونٹوں کی قیمت ادا کرنے

Marfat.com

کی بھی اجازت دے دی۔

(۱۲) حج کی ایک قسم تمتع ہے' جس میں حج اور عمرہ کے لیے احرام الگ الگ باندھا جاتا ہے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ یہ اس زمانے کے لیے تھا جب کہ دشمن کا خوف ہوتا تھا۔ اب چونکہ خوف نہیں رہا ہے' اس لیے تمتع کی ضرورت نہیں ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے اس کے خلاف تھی۔

(۱۳) منٰی میں دو رکعتیں پڑھنے یعنی قصر کا معمول تھا اور حضرت عثمان خود بھی خلافت کے اوّلین دور میں ایسا ہی کرتے تھے' لیکن آخر زمانہ میں آپ اتمام صلوٰۃ کرنے لگے' لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا: میں نے مکہ میں گھر بنا لیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ سفر میں قصر کرنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک رخصت تھا نہ کہ عزیمت۔

(۱۴) حضرت عثمان پر بعض لوگوں کا اعتراض یہ بھی تھا کہ عہد رسالت اور اس کے بعد عہد شیخین میں گھوڑے ہمیشہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ رہے' لیکن خلیفہ ثالث نے اس پر بھی زکوٰۃ لگا دی۔

☆ اس سلسلے میں ڈاکٹر طٰہٰ حسین لکھتے ہیں:

''اوّل تو حضرت عثمان کی نسبت یہ روایت متواتر نہیں ہے اور یہ ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے گھوڑوں پر زکوٰۃ لگا دی تھی' لیکن اگر یہ صحیح بھی ہو تو ہم اس کی یہ تاویل کریں گے کہ عہد رسالت اور عہد شیخین میں گھوڑوں کی تعداد کم تھی اور دوسری طرف اسلامی لشکروں کو ان کی سخت ضرورت تھی' کوئی اگر پالتا بھی تھا تو جہاد کی نیت سے پالتا تھا۔ اس لیے گھوڑے زکوٰۃ سے مستثنیٰ تھے' لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں فتوحات کی کثرت و وسعت کے باعث جب دولت و ثروت کی ریل پیل شروع ہوئی اور اب لوگ گھوڑے تجارت یا شان و شوکت کی غرض سے رکھنے لگے تو ان پر بھی زکوٰۃ لگا دی گئی' پھر یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ عہد شیخین میں گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں تھی۔ بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے گھوڑوں پر زکوٰۃ لگائی تھی۔

(۱۵) حالت احرام میں نکاح کرنا اکثر صحابہ کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن حضرت عثمان رضی

Marfat.com

اللہ عنہ کے نزدیک ناجائز تھا۔ فرماتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے۔

(۱۶) اگر کسی شخص نے کسی سے قرض لیا۔ لیکن مقروض اس کو ادا کرنے سے پہلے دیوالیہ ہو گیا' اس حالت میں اگر قرض خواہ زبردستی مقروض کی کسی چیز پر اس کے بحکم سرکار دیوالیہ ہونے سے پہلے قبضہ کر لے تو یہ اس کے لیے جائز ہو گا یا نہیں؟ اس میں فقہاء کے درمیان کافی اختلاف ہے۔ لیکن حضرت عثمان کا فیصلہ یہی تھا کہ صاحبِ حق کو اس کا اختیار تھا' اس لیے یہ جائز ہے' اسی طرح مثلاً کسی شخص نے اپنی کوئی چیز کسی شخص کے ہاتھ بیعت کی' لیکن مشتری قیمت ادا نہیں کر سکا' یہاں تک کہ وہ دیوالیہ بھی ہو گیا' اب اگر بائع مشتری کے دیوالیہ ہونے سے پہلے کسی دن اس کے گھر پہنچا اور وہاں سے اپنی فروخت کردہ چیز اٹھالایا تو حضرت عثمان کے نزدیک یہ بھی جائز تھا۔ سعید بن مسیّب اس کے راوی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان کا یہ فیصلہ ترجمۃ الباب میں نقل کیا ہے' اور پھر اسی کے مطابق حسبِ معمول حدیثیں لائے ہیں۔ ساتھ ہی فرمایا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جو فیصلہ تھا اس پر فقہائے مدینہ کا اتفاق تھا۔

☆ مرض الموت میں طلاق

اگر کوئی شخص مرض الموت میں بیوی کو طلاق دے تو یہ طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟ اس مین اختلاف ہے۔ ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابوحنیفہ' امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ علیہم کا تھوڑے تھوڑے فرق سے اس پر اتفاق ہے کہ طلاق واقع نہیں ہو گی اور شوہر کی وفات کے بعد مطلقہ بیوی کو میراث میں حصہ ملے گا' اس کے برخلاف امام شافعی اور علامہ ابن حزم ظاہری کی رائے یہ ہے کہ مریض مرض الموت اور ایک تندرست آدمی' ان دونوں کی طلاق میں کوئی فرق نہیں ہے' یہ طلاق واقع ہو گی اور مطلقہ کو میراث میں کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ اس مسئلہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ وہی تھا جو ائمہ ثلاثہ کا مسلک ہے۔

☆ چنانچہ روایت ہے کہ ایک مرتبہ حبان منقذ انصاری نے جنہوں نے بنی ہاشم کے خاندان کی ایک خاتون ہند بنت ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب سے نکاح کر لیا تھا' مرض

Marfat.com

الموت میں اپنی اس بیوی کو طلاق دے دی جو انصار سے تعلق رکھتی تھی' شوہر کی وفات کے بعد یہ معاملہ حضرت عثمان کے سامنے آیا' تو آپ نے حضرت علی اور زید بن ثابت سے مشورہ کیا۔ دونوں نے رائے دی کہ اس طلاق کا اعتبار نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت عثمان نے اس سے اتفاق کیا اور میراث میں ہند بنت ربیعہ کے ساتھ انصاریہ کو بھی شریک قرار دیا اور ہند سے فرمایا: تمہارے چچازاد بھائی یعنی حضرت علی کا یہ فیصلہ ہے۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ یہ پیش آیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے مرض الموت میں ایک بیوی کو طلاقِ بائنہ دی' لیکن حضرت عثمان نے حکم دیا کہ مطلقہ کو متوفی کی میراث میں سے اسکا حصہ دیا جائے۔ اس پر کسی شخص نے کہا: آپ کو تو معلوم ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے بیوی کو طلاق نہ مطلقہ کو ضرر رسانی کے ارادہ سے دی ہے اور نہ اس کا مقصد اللہ کے حکم سے فرار ہے۔ حضرت عثمان نے جواب دیا: اس حکم (یعنی مرض الموت میں طلاق کے باوجود مطلقہ کو میراث میں اسکا حصہ دلوانا) سے میرا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسا قانون بنا جاؤں جس کے باعث لوگ اللہ کے حکم سے فرار اختیار کرنے میں خوف محسوس کریں۔

☆ اکابر صحابہ میں اعتماد و اعتبار

حضرت عثمان کے تفقہ اور اجتہادی بصیرت کے باعث حضرت عثمان کی رائے اور ان کے فتویٰ کا اکابر صحابہ میں بڑا اعتبار و وقار تھا۔ ایک مرتبہ غسل سے متعلق ایک مسئلہ کے بارے میں کسی شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا' اس کے بعد وہ شخص چند دوسرے صحابہ کے پاس گیا اور ان سے بھی وہی استفسار کیا تو سب کا جواب وہی تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تھا۔

☆ تحریر و خطابت

حضرت عثمان کو تحریر و تقریر دونوں میں بھی کمال حاصل تھا' ابن سعد کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ آپ کم سن تھے' لیکن جب کسی موضوع پر بولنا شروع کرتے تھے تو اس کا حق ادا کرتے تھے' بیعت عامہ کے وقت آپ فراوانی جذبات اور خلافت کی ذمہ داریوں کے شدتِ احساس کے باعث کوئی طویل تقریر نہ کر سکے تھے۔ لیکن اسی میں آپ نے ظاہر کر دیا

Marfat.com

تھا کہ اب نہ سہی! آئندہ تقریر وخطابت کے بہت سے مواقع آئیں گے' اس وقت دیکھا جائے گا' آپ کی تحریریں اور خطابت حدیث وتاریخ اور ادب کی کتابوں میں محفوظ ہیں' ان پر نگاہ ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین کی تحریر ہو یا تقریر' اس کی خصوصیت یہ ہوتی تھی کہ کلام ماقل ودل کا مصداق ہوتا ہے' الفاظ مرصع اور جملے کے جملے فصاحت وبلاغت کی جان اور نہایت مؤثر ودلنشیں ہوتے ہیں' پھر وعظ وتذکیر ان کا وصف فاخر ہے۔

☆فرامین ومراسلات

حضرت عثمان نے مختلف لوگوں کے نام وقتاً فوقتاً جو فرامین یا مراسلات لکھے ہیں' سب کو بڑی محنت وکاوش سے اُردو کا جامہ پہنا کر ہمارے فاضل دوست پروفیسر خورشید احمد فاروق صدر شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی نے حضرت عثمان کے سرکاری خطوط کے نام سے مرتب کر دیا ہے اور ندوۃ المصنفین دہلی نے اس کو شائع کیا ہے' ترجمہ کی زبان بڑی شگفتہ اور رواں ہے' پھر یہ فقط ترجمہ نہیں ہے' بلکہ موصوف نے ایک فاضلانہ مقدمہ کے علاوہ جس میں اسلام کے ابتدائی عہد کی تاریخ نویسی پر بصیرت افروز تبصرہ ہے۔ ہر خط کا تاریخی منظر بھی تحقیق اور ژرف نگاہی سے بیان کیا ہے' شروع میں حضرت عثمان کے مختصر حالات کے علاوہ آپ پر جو اعتراضات کیے جاتے تھے' ان کا بھی جائزہ لیا گیا ہے' اگرچہ بعض ناقابل اعتبار روایات کی اساس پر لائق مرتب نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی نسبت جس رائے کا اظہار کیا ہے' ہمارے نزدیک وہ صحیح نہیں ہے' علاوہ ازیں بعض اور مقامات پر بھی جزوی طور پر اختلاف کیا جا سکتا ہے' لیکن اس میں شبہ نہیں کہ بحیثیت مجموعی کتاب اُردو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جو لٹریچر موجود ہے' اس پر ایک قابل قدر اضافہ ہے۔

☆خطبات

ذیل میں ہم چند خطبات مع ترجمہ کے نقل کرتے ہیں' ان سے خطابت کی فصاحت و بلاغت' زور کلام' جوش بیان اور خلوص واثر آفرینی کا اندازہ ہوگا:

(۱) بیعت خلاف کے فوراً بعد جو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا ہے' وہ یہ ہے:

اما بعد فانی قد حملت وقد قبلت الا وانی متبع ولست بمتبدع'

Marfat.com

الا وان لکم علی بعد کتاب اللّٰہ عزوجل وسنة نبیه صلی اللّٰہ علیه وسلم ثلاثا اتباع من کان قبلی فیما اجتمعتم علیه وسنتم وسن سنة اهل الخیر فیما لم تسنوا عن ملا والکف عنکم الا فیما استوجبتم الا وان الدنیا خضرة قد شهیت الی الناس ومال الیهما کثیر منهم فلا ترکنوا الی الدنیا ولا تنفوا بها فانها لیست بثقة فاعلنوا انها غیر تارکة الا من ترکها۔(طبری ج۴ص۴۲۲)

''حمد وصلوٰۃ کے بعد! مجھ پر خلافت کا بار لادا گیا ہے اور میں نے قبول کر لیا ہے۔ سن لو! میں پیروی کرنے والا ہوں۔ بدعت آفرین نہیں' سن لو! قرآن مجید اور سنت نبوی پر عمل پیرا ہونے کے بعد تم سب لوگوں کے میرے اوپر تین حقوق ہیں: (۱) ایک یہ کہ جن اُمور میں مسلمانوں کا اجماع ہے' ان میں اپنے پیشروؤں کا اتباع (۲) دوسرا یہ کہ جن اُمور میں مسلمانوں کا اجماع نہیں ہے' ان میں اہل خیر حضرات کے مسلک پر چلنا (۳) تیسرا حق یہ ہے کہ میں آپ پر دست درازی نہ کروں۔ بجز اس وقت کے جب کہ اپنے کسی فعل کی وجہ سے آپ خود اپنے آپ کو اس کا مستحق نہ بنا دیں' سن لو! دنیا ایک سبز پری ہے' جو لوگوں کو مرغوب بنا دی گئی ہے اور بہت سے اس پر فریفتہ ہو گئے ہیں' تم دنیا کی طرف نہ مائل ہو' نہ اس طرف جھکو' اور نہ اس پر بھروسہ کرو' کیونکہ وہ لائق اعتماد نہیں ہے' اور یاد رکھو' دنیا بس اسی کا پیچھا چھوڑتی ہے جو اسے چھوڑ دے''۔

(۲) ایک اور خطبہ میں حمد وصلوٰۃ کے بعد آپ نے فرمایا:

''لوگو! تم سب چل چلاؤ کی منزل میں اپنی اپنی باقی عمریں پوری کرنے کے لیے ہو' پس جو مدت باقی رہ گئی ہے اس کو جہاں تک تمہارے امکان میں ہے اچھے کاموں میں بسر کرو' تم اس دنیا میں آئے' تم نے یہاں صبح کی' شام کی' یاد رکھو دنیا ایک دھوکے کی ٹٹی ہے جو لوگ گزر گئے' ان سے عبرت حاصل کرو' پھر جدوجہد کرو' غافل نہ بنو' کیونکہ تم سے غفلت نہ برتی جائے گی' کہاں ہیں وہ دنیا

Marfat.com

کے فرزند اور اس کے بھائی بند' جنہوں نے دنیا کو پسند کیا' اسے آباد کیا اور اس سے ایک طویل مدت تک لطف اندوز ہوئے' کیا پھر دنیا نے ان کو باہر نکال نہیں پھینکا؟ تم بھی دنیا کو وہیں پھینک دو' جہاں خدا نے اس کو ڈال رکھا ہے اور طلب آخرت کرو' کیونکہ اللہ نے دنیا اور جو چیز اس سے بہتر ہے (یعنی آخرت) دونوں کی مثال وَاضْرِبْ لَهُمْ الخ میں بیان کی ہے"۔

☆ طبری کے بیان کے مطابق حضرت عثمان نے یہ خطبہ بیعتِ اہل شوریٰ کے بعد اور بیعت عامہ سے پہلے دیا ہے' اس خطبہ کے بعد ہی لوگوں نے آپ سے بیعت کرنی شروع کر دی' اور جب یہ بیعت ختم ہوگئی تو آپ نے وہ خطبہ دیا جس کا نمبر ایک ہے۔

ان خطبات سے اندازہ ہوگا کہ فصاحت و بلاغت' زورِ کلام اور جوش بیان کے علاوہ ان کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ ان میں مختلف اسالیب بیان سے بڑی قوت کے ساتھ دنیا کی بے ثباتی' بے اعتباری اور عالمِ آخرت کی بقاء و پائیداری کا ذکر بار بار اور بالالتزام کیا گیا ہے' اس کی ایک وجہ تو یہی ہے کہ یہی اسلوب دعوت و تبلیغ اور ارشاد ہدایت کے سلسلے میں قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا' علاوہ ازیں بڑی وجہ یہ تھی کہ اس وقت کا سب سے بڑا فتنہ اور ابتلاء یہی تھا کہ فتوحات کی کثرت اور اس کی وجہ سے دولت و ثروت کی بہتات اور افراطِ زر کے باعث قرنِ اوّل کے مسلمانوں کے برعکس اس زمانے کے لوگوں میں عام طور پر دنیا طلبی کا غلبہ آخرت کوشی پر ہونے لگا تھا۔ اور اسلام کے لیے سب سے بڑا خطرہ یہی تھا' جس طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار متوجہ کرتے رہتے تھے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اوّل دن سے اس فتنہ کو محسوس کرنے لگے تھے' اس بناء پر اپنے خطبات میں شد و مد سے لوگوں کو اس سے باخبر کرنا آپ کے کمال' دور اندیشی و حقیقت رسی کی دلیل ہے۔

لیکن ایک خلیفہ یا فرمانروا محض وعظ و تذکیر پر اکتفاء نہیں کر سکتا' اگر حالات ناسازگار ہوں اور تفہیم و تلقین بے اثر رہیں تو تہدید اور زجر و توبیخ سے کام لینا اس کے لیے ناگزیر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ملک میں جب شورش بڑھی اور نکتہ چینوں نے خلافت پر زبان طعن دراز کرنی شروع کر دی تو امیر المؤمنین نے اس وقت جو خطبہ دیا' اس کے تیور کچھ اور ہیں۔ آپ نے فرمایا:

Marfat.com

''بے شبہ ہر چیز کے لیے ایک آفت اور ہر نعمت کے لیے ایک آزمائش ہے' اس دین میں ایسے لوگ بھی داخل ہیں جن کا کام ہی لوگوں میں کیڑے نکالنا اور ہوائی قلعے بنانا ہے' لوگو! یہ لوگ جب تمہارے سامنے آتے ہیں تو ایسی باتیں کرتے ہیں جن کو تم پسند کرتے ہو اور ان باتوں کو تم سے پوشیدہ رکھتے ہیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو' تم میں اور ان میں خوب گفت وشنید رہتی ہے' لوگ شتر مرغ کی طرح بے مغز و بے دماغ ہیں' جو ان کو پہلے بلاتا ہے' اسی کے پیچھے ہو لیتے ہیں' ان کا سب سے پسندیدہ گھاٹ وہ ہے جو خشک ہو' آج میری جو چیزیں بُری لگتی ہیں وہی چیزیں کثرت سے عمر بن خطاب نے کیں تو تم نے ان کو قبول کر لیا لیکن انہوں نے تم کو جھنجھوڑا اور تم کو اس طرح ہنکایا جیسے ناک میں ڈالی ہوئی نکیل والے شتر مرغ کو ہنکاتے ہیں' خدا کی قسم! میرے پاس مددگار بھی زیادہ ہیں' اور لوگ بھی زیادہ معزز ہیں اور میں بہ نسبت عمر رضی اللہ عنہ کے اس بات کا زیادہ مستحق ہوں کہ میری دعوت سنی جائے' کیا تمہارا کوئی حق ایسا ہے جو تم کو نہیں ملا؟ پھر مجھ کو یہ آزادی کیوں نہیں ہے کہ حق کے معاملہ میں جو چاہوں کروں! ورنہ تو میں امام کیوں ہونے لگا''۔

☆شعروشاعری

عرب میں شعروشاعری کا مذاق بچہ بچہ کی گھٹی میں پڑا تھا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس سے کس طرح مستثنیٰ ہو سکتے تھے۔ چنانچہ آپ کو اشعار کثرت سے یاد تھے' موقع موقع سے آپ انہیں پڑھتے اور ان سے تمثیل کرتے تھے' ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے زیادہ اشعار کے روایت کرنے والے تھے' ایک ایک موقع پر پانچ پانچ شعر ایک ساتھ پڑھ جاتے تھے۔

ایک مرتبہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف شورش بپا تھی' آپ نے خطبہ دیا' جس میں اہل مدینہ کو خبردار اور ہوشیار کیا' پھر کاشانۂ خلافت میں آ کر یہ دو شعر مخالفوں کی اور اپنی تمثیل میں پڑھے:

Marfat.com

ابـــنـــی عبیـــد قـد اتـی اشیـاعـکـم
عـنـکـم مـقـالتکـم وشعر الشـاعر
فـــاذا اتتـــکـــم هـــذه فتـلبســوا
ان الـرمـاخ بـصیـرة بـالـحـاسـر

مسعودی کا بیان ہے کہ حضرت عثمان خود بھی شاعر تھے اور گفتگو یا تقریر میں اپنے اشعار بھی برمحل کثرت سے پڑھتے تھے' اتنے اشعار پڑھتے ہوئے کسی اور کو نہیں دیکھا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اشعار بھی وعظ وتذکیر سے پُر ہوتے تھے' ایک مرتبہ آپ نے فرمایا:

ففـنـی الفـاز ة فـمـن نـال صفوتهـا
مـن الـحـرام ویبـقـی الاثـم والعـار
یـلـقـی عـواتـب سـوء مـن مغیبهـا
لا خیـر فـی لذة من بـعـدهـا النـار

''جو شخص حرام چیزوں سے لطف اندوز ہوتا ہے' ان چیزوں کی لذت تو فنا ہو جاتی ہے' لیکن ان کا گناہ اور ننگ وعار باقی رہتے ہیں' لذتِ حرام کے غائب ہو جانے کے بعد اس کے نتائج بد فنا نہیں ہوتے' تو پھر اس لذت میں کیا بھلائی ہے جس کا انجام دوزخ ہو''۔

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا:

غـنـی النفس یغنی النفس حتی یکفها
وان عـضهـا حتـی یـضـربهـا الفقر
وما عسر ة فـاصبـر لهـا ان تتـابعت
بـبـاقیة الا سیتبـعـهـا یسـر

''نفس کی تونگری انسان کو بے پروا بنا دیتی ہے' خواہ اس کو کیسی ہی تنگ دستی ہو' کوئی تنگدستی ہمیشہ باقی رہنے والی نہیں ہے' عسر کے بعد یسر ضرور آتا ہے' اس لیے کیسی ہی تنگ دستی ہو' اس پر صبر کرو''۔

Marfat.com

☆ملفوظات

فرامین ومراسلات اور خطبات کے علاوہ حضرت عثمان جو نجی گفتگو کرتے تھے' اس میں بھی آپ کے ملفوظات' فصاحت و بلاغت کی جان اور تلمیحات و کنایات سے پُر ہوتے تھے' یہ ملفوظات تاریخ و ادب کی کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں' مثلاً ایک مرتبہ آپ نے محصور ہونے کے دنوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک پیغام بھیجا تو اس میں آپ کے نہایت فصیح و بلیغ اور پُر جوش و مؤثر عبارت میں فرمایا:

''آپ پر واضح ہونا چاہیے کہ اب پانی سر سے اونچا ہو گیا ہے اور اونٹ کے پالان کا تسمہ تھنوں کے پیچھے جا پڑا ہے (یہ دونوں عربی کے مشہور محاورے ہیں جو کسی نہایت سخت حادثہ کے پیش آ جانے کے وقت بولے جاتے ہیں) وہ لوگ مجھے قتل کرنے کے درپے ہیں' جو خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اے علی! مگر تم کسی بات سے عاجز نہیں ہو اور تم اپنی بات بہر حال منوا سکتے ہو۔ شریفوں کے لیے گھٹیا درجہ کے لوگوں سے عہدہ برآ ہونا بے حد مشکل ہوتا ہے۔ تم میرے پاس آ جاؤ' تمہیں اختیار ہے کہ جس ارادے سے چاہو آؤ' دوست بن کر یا دشمن' حامی بن کر یا مخالف''۔

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک شعر لکھا' جس کا ترجمہ یہ ہے:

''اگر میری قسمت میں مقتول ہونا ہے تو مجھ کو قتل کرو' ورنہ آ کر مجھے بچا لو' اس سے پہلے کہ میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاؤں''۔

اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تھا یا ایک معزز قریشی کی معرفت خط سے ملتا جلتا پیغام بھیجا تھا' جس میں مذکورہ بالا شعر بھی تھا۔ بہر حال اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت عثمان کی جوہر فطرت میں فصاحت و بلاغت اور ولولہ انگیز خطابت کا جو ملکہ ودیعت تھا' اس کا اظہار بے ساختہ اس موقع پر بھی ہوتا تھا جب کہ سخت جانی حادثہ سے دوچار ہونے کی وجہ سے بڑے بڑے انسانوں کے ہوش و حواس خطاء ہو جاتے ہیں۔

(حضرت عثمان ذوالنورین از مولانا سعید احمد اکبر آبادی' صفحات ۲۵۹ تا ۲۷۵' بتغیر قلیل)

Marfat.com

☆حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان دینی کارنامہ ''جمع قرآن''☆

اگرچہ اسلام میں ہر فعل جو احکامِ خداوندی کے ماتحت ہو اور جس کا مقصد حصول رضائے الٰہی ہو' دینی اور مذہبی فعل ہے اور اس لیے حضرت عثمان کے تمام کارنامے دینی کارنامے ہیں' تاہم سب سے بڑا اور نہایت عظیم الشان دینی کارنامہ مصحف عثمانی کی ترتیب و تدوین ہے' یہی وہ کارنامہ ہے جس کے باعث قرآن جیسا نازل ہوا تھا' ویسا ہی ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا' اس کی تفصیل یہ ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اس وقت تک قرآن کتابی صورت میں مرتب و مدون نہیں ہوا تھا' بلکہ اس کے اجزاء منتشر اور متفرق تھے' خلافت صدیقی میں یمامہ اور مسیلمہ کذاب سے نہایت شدید جنگ ہوئی اور حفاظ و قراء کی ایک بڑی تعداد اس میں کام آ گئی' یہ دیکھ کر حضرت عمر کو قرآن مجید کے ضائع ہو جانے کا خطرہ پیدا ہوا اور آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ قرآن کی ترتیب و تدوین کرا دیں' چونکہ یہ کام عہد نبوت میں نہیں ہوا تھا' اس لیے حضرت ابوبکر کو شروع میں تامل تھا' لیکن پھر راضی ہو گئے اور نہایت اہتمام سے قرآن مجید کو کتابی شکل میں یکجا کرا دیا' اس بناء پر قرآن کے جامع اوّل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

لیکن حضرت عثمان کے عہد میں ایک اور فتنہ پیدا ہوا' اور وہ یہ کہ عرب میں بہت سے الفاظ کا تلفظ سب قبیلوں کا ایک نہیں تھا' بلکہ وہ مختلف تھا' جیسا کہ آج بھی ہے' اور ایک عربی پر کیا موقوف ہے' کم و بیش ہر زبان کا حال یہی ہوتا ہے' اس بناء پر اگرچہ قرآن کا نزول لغت قریش پر ہوا تھا جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان تھی۔ لیکن دوسرے قبائل کے لیے

Marfat.com

آسان نہ تھا کہ وہ اپنے قبائلی تلفظ کو ترک کر کے ان الفاظ کا تلفظ قریش کے تلفظ اور ان کے لہجہ کے مطابق کریں' اس مجبوری کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قبائل کو وقتی طور پر اجازت دے دی تھی کہ الفاظِ متعلقہ کا تلفظ وہ اپنے اپنے لہجہ کے مطابق کریں' اس کے علاوہ ایک صورت یہ بھی تھی کہ بڑے شہروں میں قرآن مجید کا درس جو صحابہ کرام دیتے تھے تو وہ درس یا زبانی ہوتا یا ان تمام چند اجزاء کے ذریعہ ہوتا جو ان صحابہ کے پاس لکھے ہوئے موجود ہوتے تھے' پھر قبائل میں اختلاف صرف قراءت اور تلفظ الفاظ کا نہیں تھا۔ بلکہ خود الفاظ کا بھی تھا' یعنی ایک معنی اور مفہوم کو ادا کرنے کے لیے ایک قبیلہ ایک لفظ استعمال کرتا تھا اور دوسرا قبیلہ دوسرا لفظ بولتا تھا۔ اس بناء پر کسی قبیلہ کے کسی فرد کو لغت قریش پر نازل شدہ کوئی لفظ نامانوس اور زبان پر ثقیل معلوم ہوتا تھا تو وہ بے تکلف اس لفظ کے بجائے اپنے قبیلہ کی زبان کا لفظ تلاوت کرنے لگتا تھا۔ علاوہ ازیں ایک صورت یہ بھی تھی کہ کسی صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست یا کسی اور صحابی سے قرآن مجید کا کوئی جز سنا اور اپنے صحیفے میں اسے لکھ لیا' لیکن اسی جز میں کوئی لفظ بہ لغت قریش ایسا تھا جس کے معنی معلوم نہیں تھے' اس لیے اپنے صحیفہ میں اس لفظ منزل من اللہ کے ساتھ ایضاح معنی کی غرض سے اپنی زبان کا ایک لفظ بھی لکھ لیا۔ مثلاً عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے صحیفہ میں سورۃ القارعہ میں ''العھن'' کے ساتھ ''القطن'' بھی لکھا ہوا تھا۔ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اکثریت عظمیٰ انہیں حضرات کی تھی جو قرآن کی تلاوت محض اپنی یاد سے کرتے تھے۔ اس بناء پر قبائل اور ان کی شاخوں کی عظیم اکثریت اور ان کے باہمی لغوی اور لہجاتی اختلافات کے پیش نظر یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے کہ پورے قرآن کی تلاوت میں کم و کیف کے اعتبار سے اختلافات کی نوعیت کیا ہوگی؟ خصوصاً اس وقت جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اختلافات کے ساتھ تلاوت کرنے کی اجازت منقول بھی ہو' چنانچہ یہ سب اختلافات موجود تھے' لیکن شدت کے ساتھ ان کا ظہور فتح مکہ کے بعد ہوا' جب کہ چند در چند قبائل مشرف باسلام ہوئے' انہوں نے نیا نیا قرآن پڑھنا شروع کیا اور ان کو خدمت نبوی میں رہنے اور مستند قراء صحابہ سے قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کا موقع بھی نہیں ملا۔

Marfat.com

☆ قرآن مجید کی قراءت اور اس کی وجہ سے کتابت میں جو عظیم اختلافات رونما ہوئے' متعدد مصنفین نے ان پر مستقل کتابیں لکھی ہیں' سات کتابوں کا ذکر ابن ندیم نے کیا ہے' ان میں سے ایک کتاب ابن ابی داؤد سجستانی کی یورپ میں طبع ہو چکی ہے' اختلافات مصاحف پر ان مستقل اور مبسوط کتابوں کے علاوہ ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ (۲۱۳۔۲۷۶ھ) نے تاویل مشکل القرآن میں اور جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الاتقان میں بھی ان اختلافات کا ذکر کیا اور ان کے وجوہ و اسباب پر گفتگو کی ہے' علاوہ ازیں یہ اختلافات صرف قراءت کے نہیں تھے بلکہ قرآن مجید میں کمی بیشی کے بھی تھے' چنانچہ مصحف عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں سورۂ فاتحہ اور معوذتین کا اندراج نہیں تھا اور اس کے برعکس مصحف ابی بن کعب میں دعائے قنوت بھی دو سورتوں کی شکل میں مندرج تھی۔ یہ اختلافات مدینہ' حجاز' کوفہ' بصرہ' عراق اور شام سب میں تھے' لیکن کچھ دبے دبے اور غیر نمایاں سے تھے' فوج میں چونکہ ملک کے مختلف حصوں کے لوگ سب ایک ساتھ نماز پڑھتے ہیں' اس لیے اس نوع کے اختلافات سب سے زیادہ ایسی ہی جگہوں میں نمایاں ہو سکتے تھے' چنانچہ خلافتِ عثمانی میں ایسا ہی ہوا۔

صحیح بخاری کی روایت ہے: حذیفہ بن الیمان آذربائیجان اور آرمینیہ کی جنگ میں جس میں شام اور عراق کی فوجیں ایک ساتھ تھیں' شریک تھے' وہاں انہوں نے اختلافِ قراءت کا یہ ہولناک منظر دیکھا تو پریشان ہو گئے' حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: امیر المؤمنین! خدا کے لیے اُمت کی خبر لیجئے! قبل اس کے کہ قرآن مجید سے متعلق ان کے اختلافات ایسے ہی شدید ہو جائیں' جیسا کہ یہود و نصاریٰ کے باہمی اختلافات ہیں۔ ظاہر ہے اتنا اہم اور عظیم الشان کام امیر المؤمنین خود اپنی رائے سے انجام دینے کی جسارت نہیں کر سکتے تھے' اس لیے آپ نے صحابہ کی مجلس شوریٰ طلب کی' جو کام آپ کرنا چاہتے تھے جب سب اربابِ شوریٰ نے متفقہ طور پر اس کی تصویب اور تائید کر دی تو قرآن مجید کا ایک نسخہ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مرتب ہوا اور اب اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کی مِلک میں تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ نسخہ اُم المؤمنین سے عاریتاً لیا اور ایک

Marfat.com

کمیشن مقرر فرمادیا' جو ارکانِ ذیل پر مشتمل تھا:

(۱) زید بن ثابت (۲) عبداللہ بن زبیر (۳) سعید بن العاص (۴) عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام' کمیشن کو یہ کام سپرد کیا گیا کہ وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مصحف کو بنیاد بنا کر قرآن مجید کا ایک نہایت مستند ایڈیشن تیار کریں' اس کمیشن میں صرف زید بن ثابت انصاری تھے اور باقی تینوں ارکان' نامورانِ قریش تھے' اسی بناء پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کمیشن کو ہدایت کی کہ چونکہ قرآن مجید کا نزول لسانِ قریش پر ہوا ہے' اس لیے تینوں ارکان کو جہاں زید بن ثابت سے اختلاف ہو' وہاں وہ اپنی قراءت کو ترجیح دیں' جب یہ ایڈیشن تیار ہو گیا تو حضرت حفصہ کا مصحف واپس کر دیا گیا' اور یہ ایڈیشن جس کا نام ''مصحف عثمانی'' ہے' اس کی متعدد نقلیں تیار کرا کے انہیں مختلف شہروں میں بھیج دیا گیا کہ بس اس کو مستند مانا جائے اور اسی کے مطابق قراءت اور کتابت کی جائے اور مصحف عثمانی کے علاوہ جتنے مصاحف تھے اور جو دستیاب ہو سکے' ان کو نذرِ آتش کرنے کا حکم دیا۔[1]

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کی اہمیت

نکتہ چینوں نے حسبِ معمول اس پر بھی نکتہ چینی کی اور اسے موردِ اعتراض قرار دیا اور دوسری طرف ہمارے مؤرخین و مصنفین اس واقعہ کا سرسری ذکر کر کے گزر گئے ہیں۔ فرض کیجئے' کسی آبادی میں نہایت شدید قسم کا طاعون پھیل پڑا ہے۔ قریب ہے کہ پوری آبادی اس کا شکار ہو کر لقمۂ اجل ہو جائے' لیکن اچانک ایک نہایت قابل اور مخلص ڈاکٹر جو اس مرض کے علاج میں مہارت خاص بھی رکھتا ہے' مع اپنے عملہ کے یہاں پہنچ جاتا ہے اور شب و روز کی محنت' ہمدردی اور خلوص سے کام کر کے وہ آبادی کو وبا کی زد سے بچا لیتا ہے۔ اب دیکھئے! اس صورت میں آبادی کے مرد و زن جو ڈاکٹر اور اس کے عملہ کی عظیم الشان خدمت کا براہِ راست علم اور تجربہ رکھتے ہیں' انہیں تو یقین کیا عین الیقین ہے کہ ڈاکٹر ان سب کا کتنا بڑا

---

[1]..... مصحف عثمانی کے نسخوں کی تعداد میں اختلاف ہے' بعض کے نزدیک چار' بعض کے ہاں پانچ تھے' لیکن ابو حاتم نے سات نسخوں کا ذکر کیا ہے جو علی الترتیب مکہ' بحرین' شام' کوفہ اور بصرہ بھیجے گئے اور ایک نسخہ مدینے میں روک لیا گیا۔

Marfat.com

محسن ہے اور اس کے کارنامہ کی کیا اہمیت ہے' لیکن ظاہر ہے اس اہمیت کا احساس آئندہ نسل کے لوگوں کو اس درجہ کا نہیں ہوگا' کیونکہ ان کے آباء واجداد کے لیے جو چیز دیدہ تھی' وہ ان کے لیے محض شنیدہ ہے' اور شنیدہ کے بود مانند دیدہ' اس بناء پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس کارنامہ کی اہمیت کا اندازہ کر لینے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اختلافات قراءت کی نوعیت معلوم کر لی جائے' اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ طاعون کس غضب کا تھا۔

☆ اختلافات قراءت کی نوعیت

جو اختلافات شائع وذائع تھے' ابنِ قُتیبہ کے بقول اگر ان کا تفحص اور تجزیہ کیا جائے تو وہ حسبِ ذیل سات قسم کے ملیں گے:

(۱) لفظ کی صورت تو بعینہٖ ایک ہی رہتی ہے' مگر اعراب میں اختلاف ہے' اس اختلاف کا اثر معنی پر کچھ نہیں ہوتا۔ مثلاً سورۂ ھود میں: ھٰؤلاء بناتی ھن اطھر لکم اور اظھر یفتح الراء ۔سورۂ سبا میں: وھل نجازی الا الکفور میں وھل یُجازی۔

(۲) لفظ کے اعراب اور اس کے حرکات میں ایسا اختلاف جس سے معنی بدل جائیں' اگرچہ لفظ کی کتابت میں فرق نہ ہو' مثلاً سورۂ سبا میں: ربنا باعد بین اسفارنا میں بَاعَد۔ سورۃ النور میں اذ تلقونہ بالسنتکمیں تلقونہ۔وادکر بعد اُمَّة (سورۂ یوسف) میں بعد اَمَہ۔

(۳) لفظ کے حروف میں اختلاف ہو' اگرچہ اعراب میں نہ ہو' اور اس اختلاف سے معنی بدل جائیں۔ وانظر الی العظام کیف ننشزھا (سورۂ بقرہ) میں ننشزھا حتیٰ اذا فُزِّعَ عن قلوبھم میں فُرِّغ۔

(۴) الفاظ مختلف ہوں' مگر معنی ایک ہوں' مثلاً: ان کانت الاصیحة کی جگہ الازفیة یا کالعھن المنفوش کی جگہ کالصوف المنفوش۔

(۵) الفاظ مختلف ہوں اور ان کے معنی بھی مختلف ہوں' مثلاً وطلع منضود اور طلح منضود۔

Marfat.com

(۶) تقدیم وتاخیر کا اختلاف ہو' مثلاً: وجاءت سکرة الموت بالحق اور سکرة الحق بالموت۔

(۷) الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف' مثلاً وما عملت ایدیھم اور وما عملته ایدیھم اور ان اللّٰه ھو الغنی الحمید اور ان اللّٰه الغنی الحمید۔

یہ اختلافات تو لفظوں میں محدود تھے' ان کے علاوہ جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا' مصاحف میں اختلاف سورتوں میں کمی بیشی تک کا تھا' پھر الفاظ کے تلفظ کا اختلاف بھی تھا' مثلاً قبیلہ ہذیل کے لوگ حتیٰ کو عتیٰ بولتے تھے' چنانچہ حتی حین کو عتی حین پڑھتے تھے' تعلمون اور تعلم میں اسدی کی قراءت بکسر التاء یعنی تعلمون و تعلم ہے' پھر ایک اختلاف یہ بھی تھا کہ عام قاعدہ کے مطابق اِنَّ اَنَّ جو حروف بالفعل ہیں' ان کا اسم منصوب ہوتا ہے مگر بعض قبیلے اسے مرفوع پڑھتے تھے' مثلاً: ان ھٰذان لساحران اور ان ھٰذین لساحران۔

☆ اس تفصیل اور تجزیہ سے یہ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اختلافات کتنے شدید تھے' اگرچہ قبائل کی سہولت اور آسانی کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداءً قبائل کو اس کا اختیار دے دیا تھا کہ لغت قریش پر نازل شدہ کسی آیت میں اگر کوئی لفظ کسی قبیلہ کے لیے عسیر التلفظ یا عسیر الفہم ہو تو وہ اس کے بجائے اپنے قبیلہ کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں' لیکن ظاہر ہے' یہ اجازت موقت ہی ہو سکتی تھی' دائمی نہیں ہو سکتی تھی' کیونکہ ایسے جنسی کے زمانے کے احکام عارضی ہوتے ہیں' دائمی نہیں ہوتے' پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جو اختلافات مروّج تھے وہ سب وہ نہیں تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت یا آپ کے ارشاد انزل القرآن علی سبعة احرف کے تحت آتے ہیں' بلکہ وہ اختلافات بھی تھے جن کا باعث قاری کا نسیان' بھول چوک اور غیر شعوری طور پر قرآن کے الفاظ میں ردّ و بدل تھا۔

اب غور کیجئے! ایک طرف ایک نہایت عظیم و وسیع مملکت اسلامی ہے' جس میں چند در چند قومیں جن میں عرب اور غیر عرب' بدوی اور حضری' عالم اور جاہل' مصلح اور مفسد سب شامل ہیں' ملی جلی آباد ہیں اور دوسری طرف مصاحف اور قراءت کے اختلافات کا یہ عالم

Marfat.com

ہے جس کا ابھی ذکر ہوا' ان سب کے پیش نظر کون کہہ سکتا ہے کہ اگر ان اختلافات کو یوں ہی رہنے دیا جاتا تو قرآن کا حشر بھی وہی نہ ہوتا تو جو تورات اور انجیل کا ہوا' اس بناء پر کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ جمع قرآن کا کام انجام دے کر اسلام اور دین کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہی خدمت انجام دی ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ' مرتدین اور مسیلمہ کذاب سے نہایت کامیاب جنگ کر کے اور پھر قرآن کی ترتیب وتدوین کر کے انجام دی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ کارنامہ صدیقی کی طرح یہ کارنامہ عثمانی بھی تتمہ اور تکملہ کارِ نبوت کی حیثیت رکھتا ہے۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"من نظر فی تحریه وقت امره بجمع القرآن علم مرتبته وجلالته.....وهو افضل من قرأ القرآن علی النبی صلی الله علیه وسلّم" .

''حضرت عثمان کے مرتبہ ومقام اور جلالت شان کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اس کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے کس طرح وقت کی ایک نہایت اہم ضرورت کا احساس کر کے جمع قرآن کا حکم دیا اور حضرت عثمان ان سب لوگوں میں افضل تھے' جنہوں نے قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا تھا''۔

جو مصاحف منسوخ کیے گئے تھے' ان میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مصحف بھی تھا' اس لیے وہ ابتداءً ناراض تھے' لیکن جب حضرت عثمان نے ان کو یقین دلا دیا کہ انہوں نے جو اقدام کیا ہے' وہ وقت کا ایک نہایت اہم اور ناگزیر مطالبہ تھا اور انہوں نے اسے تمام صحابہ کے مشورہ اور ان کی تائید سے کیا ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے توبہ کی اور مخالفت ترک کر دی۔

غضب خدا کا! اتنا اہم اور عظیم الشان کارنامہ! دشمنوں نے مصاحف کے نذر آتش کر دینے کو بہانہ بنا کر اسے بھی حضرت عثمان کا ایک جرم قرار دے دیا اور اپنے الزامات کی فہرست میں اس کا اور اضافہ کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا: اگر عثمان مصاحف کو نذر آتش نہ کرتے تو میں کرتا' لوگو! عثمان کی شان میں غلو کرنے سے بچو' تم

Marfat.com

کہتے ہو کہ عثمان نے مصاحف میں تحریف کردی' خدا کی قسم! انہوں نے جو کچھ کیا ہے' صحابہ کرام کی رائے اور مشورہ سے کیا ہے' اگر میں حکمران ہوتا تو اس معاملہ میں' میں بھی وُہی کرتا جوانہوں نے کیا۔

☆ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور تابعی عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے' فرماتے تھے کہ حضرت عثمان میں دو صفتیں ایسی ہیں جوان کو شیخین پر بھی ترجیح دیتی ہیں۔ ایک ان کا صبر جس کا انجام شہادت ہوا اور دوسری صفت یہ ہے کہ انہوں نے پوری اُمت کو ایک قرآن پر جمع کردیا۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"من مناقبه الكبار وحسناته العظيمة انه جمع الناس على قرأة واحدة".

''حضرت عثمان کی ایک بڑی منقبت اور ایک عظیم تر نیکی یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کو ایک قراءت پر جمع کردیا''۔

☆ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اُمت میں پہلے شخص ہیں' جنہوں نے اپنی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرتِ حبشہ کی اور پوری اُمت کو ایک قراءتِ قرآن پر جمع کردیا۔

(حضرت عثمان ذوالنورین از مولانا سعید احمد اکبرآبادی ص ۲۷۶ تا ۲۸۴' بتغیر قلیل)

Marfat.com

☆متفرقات☆

☆نسب پاک

سرورِ عالم ﷺ کے ساتھ نسب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے اقرب عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی ان کی نانی ہیں' یہ دُہری قرابت ہے۔

☆ذوالہجرتین

کون عثمان غنی ذوالنورین؟ دو ہجرتوں والے!

ایک ہجرت مکہ سے حبشہ کی طرف

دوسری ہجرت مکہ سے مدینہ کی طرف

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (ترجمہ حدیث) ''اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابراہیم ولوط علیہما السلام کے بعد یہ سب سے پہلے شخص (اپنے اہل خانہ کے ساتھ) ہجرت کرنے والے ہیں''۔ (مسند ابویعلیٰ)

☆خدمتِ قرآن

وہ خاص شرف جو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو صحابہ میں امتیاز خاص عطاء کرتا ہے' خدمت قرآن پاک ہے۔ آج جملہ عالم اسلام قراءتِ عثمانی اور ترتیب عثمانی پر متفق ہے۔ آج جو کوئی بھی قرآن مجید ہاتھ میں لیتا ہے' وہ زیرِ بارِ احسان عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہے۔

☆مرویات کی تعداد

نبی اکرم ﷺ سے آپ رضی اللہ عنہ نے ۱۴۶ مرویات بیان کی ہیں' متفق علیہ: ۴' انفراد

Marfat.com

البخاری:۸ انفراد مسلم:۵۔

☆ سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر سفیر رسولِ خدا بن کر قریش کے پاس پہنچے اور اپنا موقف رعب وجلال کے ساتھ بیان فرمایا' لیکن قریش نے انکار کر دیا اور کہا کہ اے عثمان! اگر آپ رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کا طواف کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں' عمرہ کرنا چاہتے ہیں کر لیں' لیکن اے عثمان! تیرے نبی کو عمرہ کی اجازت ہرگز ہرگز نہیں دیں گے۔ یہ سنتے ہی عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی غیرتِ ایمانی جوش میں آ گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پرجلال لہجے میں فرمایا:

کہ طواف حرم بے رسولِ خدا
نباشد بر پیر دانش روا
نہ ہو جو تُو ہی اے ساقی تو کوئی کیا کرے
ہوا کو' ابر کو' گل کو' چمن کو' صحن بوستان کو

(البیان)

حضرت علامہ پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: محبت اور عشق کی دنیا میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس جواب کا جواب نہیں۔ اس جواب کا مزا کسی دیوانے سے پوچھو..... کسی مستانے سے پوچھو..... کسی عاشق سے پوچھو۔

دعوتِ فکر ہے اُن لوگوں کے لیے جو یہ بات کہتے ہیں کہ..... ہمیں اللہ کی عبادت کافی ہے۔ نمازیں پڑھتے جاؤ..... بستر اُٹھاتے جاؤ..... چکر لگاتے جاؤ..... مونچھیں اور سر منڈاتے جاؤ..... بخشش ہو جائے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق ومحبت کی ضرورت نہیں۔ قسم ہے ربِ ذوالجلال کی کہ مسلمان کی بخشش صرف عبادت سے نہیں..... نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت سے ہوگی۔

عشق والو..... محبت والو..... تاریخ اسلام پڑھنے والو..... آؤ سیرتِ عثمان پر غور کرو..... اور پھر سوچ کر یہ بتاؤ کہ..... اگر کوئی خوش نصیب!

Marfat.com

شہر مکہ میں ہو.....اور خانہ کعبہ بھی ہو
حجر اسود بھی ہو.....سودائے سرمد بھی ہو
حطیم بھی ہو.....مقام ابراہیم بھی ہو
رکنِ یمانی بھی ہو.....فضل ربانی بھی ہو
آبِ زم زم بھی ہو.....مقام مستجار وملتزم بھی ہو
منیٰ اور مزدلفہ بھی ہو.....صفا ومروہ بھی ہو
احرام بھی باندھا ہو.....اور روکنے والا بھی کوئی نہ ہو

تو کون ہے جو ایسی صورت میں بغیر طواف کے آنا پسند کرے گا.....مگر واہ عثمان!..... تجھے میرے نبی کے ساتھ جو عشق ہے میں اس پر قربان جاؤں۔اے عثمان! تیرے عشق کو میرا سلام ہو پیکرِ عشقِ رسالت نے فرمایا:

جس نے مجھے کعبے کا پتہ بتایا.....وہ تو حدیبیہ میں ہے
جس نے مجھے طواف کا طریقہ سکھایا.....اسے تو یہاں آنے کی اجازت نہ ہو
اور میں طواف کرتا پھروں.....یہ نبی سے وفا نہیں جفا ہے
محبت نہیں منافقت ہے.....مودت نہیں عداوت ہے
فرمایا: میں دَم ادا کردوں گا.....کفارہ دے دوں گا
مگر جب تک کملی والا ساتھ نہیں ہوگا.....طواف کرنا تو کجا کعبے کی طرف دیکھوں گا بھی نہیں۔

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

(البیان جلد دوم ص ۱۹۹)

☆ ذوالبیعتین.....دو بیعتوں والے

کون؟ عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ
(۱) بیعتِ اسلام (۲) بیعتِ رضوان

Marfat.com

جب حدیبیہ کے مقام پر سرکارِ دوعالم ﷺ نے سفیر بنا کر سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا تو یہ خبر مشہور ہوئی کہ عثمان کو مکے والوں نے شہید کر دیا ہے' حضورِ انور ﷺ نے صحابہ سے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قصاص کی بیعت لی۔ جب سب صحابہ سے بیعت لے چکے تو اپنے دست مبارک کو بلند کیا۔ اے صحابہ دیکھ لو!

یہ میرا ایک ہاتھ میرا ہاتھ..... یہ میرا دوسرا ہاتھ عثمان کا ہاتھ..... میں اپنے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ کہہ کر..... بیعت کرتا ہوں..... مصطفیٰ ﷺ نے کہا: میرا ہاتھ..... عثمان کا ہاتھ..... ھذا یدی ید عثمان..... خدا نے فرمایا: یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ..... محبوب تیرا ہاتھ..... میرا ہاتھ۔

☆ ذوالبشارتین..... دو بشارتوں والے

کون؟ عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ

جن کو سرورِ کائنات ﷺ نے دو مرتبہ انفرادی طور پر جنت کی بشارت دی:

(۱) ایک مرتبہ غزوۂ تبوک میں مجاہدینِ اسلام کی مالی معاونت پر'

(۲) دوسری مرتبہ بئر رومہ کی خریداری پر

جبکہ اجتماعی طور پر تو حضور اکرم ﷺ نے کئی حضرات کو جنت کی بشارت دی۔ آج لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی کو کل کی خبر نہیں جبکہ حضور تو یہ بھی جانتے ہیں کون کون جنتی ہے؟ ان کو جنت کی بھی سند دیتے ہیں اور بشارت بھی دیتے ہیں۔ آنحضور سرورِ کائنات ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر فرمایا: عثمان میں آج بشارت دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے۔

بئر رومہ خرید کر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا: عثمان! اس کنویں کے بدلے میں تجھے جنت کی بشارت دیتا ہوں۔

اب آپ کا جی چاہے تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالبشارتین کہہ لو اور جی چاہے تو ذوالجنتین کہہ لو۔

☆ ذوالنورین..... دو نوروں والے

☆ کون؟ عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ

رسولِ رحمت ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں کے بعد دیگرے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

نکاح میں دے دیں' ایک صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا جب وصال فرما گئیں تو حضور اکرم ﷺ نے دوسری صاحبزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد فرمایا: اگر میری چالیس بیٹیاں (دوسری روایت میں ۱۰۰ ہیں) بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے سب کا تیرے ساتھ (عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ) نکاح کر دیتا۔

اس شرف (ذوالنورین) میں آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو انفرادی فضیلت حاصل ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس موقع پر مبارک باد دی: ''نلت من صهره مالم ينالا'' جس کا ترجمہ امام اہل محبت نے یوں فرمایا:

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا نور کا

حضرت علامہ پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

کون عثمان غنی؟

جو منبع جود و سخا بھی ہے.....پیکر شرم و حیاء بھی ہے
جو مجموعہ صبر و رضا بھی ہے.....مجسمہ مروّت و وفا بھی ہے
جو ذوالبیعتین بھی ہے.....اور ذوالبشارتین بھی
جو صاحب الہجرتین بھی ہے.....ذوالنورین بھی
جو امیر المؤمنین بھی ہے.....امام المجاہدین بھی
جو جامع القرآن بھی ہے.....کامل الایمان بھی
جو دامادِ نبی بھی ہے.....ہم زلف علی رضی اللہ عنہ بھی
جو قرآن کا قاری بھی ہے.....مسجد کا نمازی بھی
جو کعبے کے حاجی بھی ہے.....میدان کا غازی بھی
جو خلافت کا قاضی بھی ہے.....اور میرے نبی کا صحابی بھی

Marfat.com

☆ شہید مظلوم.....شہید قرآن

کون؟ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ

جو جامع القرآن بھی ہیں اور شہید قرآن بھی'

شہادت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے'

آپ کے خون کے چھینٹے.....قرآن کی آیت ''فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝'' پر پڑے.....یوں قرآن آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا گواہ بن گیا۔

قیامت کے دن حشر کے میدان میں جب خدا کی بارگاہ میں شہید حاضر ہوں گے تو

کسی کی شہادت کی گواہی.....بدر کا میدان دے گا

کسی کی شہادت کی گواہی.....اُحد کا میدان دے گا

کسی کی شہادت کی گواہی.....تبوک کا میدان دے گا

کسی کی شہادت کی گواہی.....خندق کا میدان دے گا

کسی کی شہادت کی گواہی.....خیبر کا میدان دے گا

کسی کی شہادت کی گواہی.....کربلا کا میدان دے گا

مگر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی باری آئے گی'

تو ان کی شہادت کی گواہی خدا کا قرآن دے گا۔

اے سیّدنا عثمان غنی.....اے شہید مظلوم.....ہم گنہگاروں کی طرف سے سلامِ عقیدت قبول کرو۔ (البیان جلد سوم ص ۲۰۵۔۲۰۶)

ان کا پاکیزہ لہو اوراقِ قرآں پر گرا
راہِ حق میں ہو گئے قربان عثمان غنی
ہائے مظلوم و شہید خنجر جور و جفا
اہلِ تسلیم و رضا کی آن عثمان غنی

☆ عثمان کا دشمن، دشمنِ خدا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کا جنازہ پڑھنے سے صرف اس لیے انکار کر دیا تھا

Marfat.com

کہ یہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بغض کی وجہ سے خدا کا دشمن تھا۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بغض دل میں ہو تو جنازہ جائز نہیں۔ (ترمذی شریف جلد۲ ص۲۱۲' بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ)

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں

قرآن کریم' صحیح روایات اور مخالفین کی معتبر مذہبی کتب کی روایات سے یہ واضح ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ سورۂ احزاب میں ہے: (ترجمہ)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنی ازواج سے اور اپنی بیٹیوں سے یہ کہہ دو کہ وہ اپنی چادروں سے گھونگھٹ نکال لیا کریں''۔

(ترجمہ مقبول احمد' ص۸۱۹)

اس ترجمہ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں ایک سے زائد تھیں جیسا کہ لفظ بیٹیوں سے ظاہر ہے جو کہ بنات کا ترجمہ ہے اور بنات' بنت کی جمع ہے' جمع کے لیے کم از کم تین افراد ضرور ہوا کرتے ہیں۔

دوسری دلیل: (ترجمہ:) ''جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا' جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر بیس سال سے کچھ زائد تھی' حضرت خدیجہ سے قبل از بعثت قاسم' رقیہ' زینب اور اُمِ کلثوم پیدا ہوئیں اور بعثت کے بعد طیب' طاہر اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تولد ہوا۔ اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ حضور کو بعد از بعثت صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں اور طاہر و طیب بعثت سے پہلے پیدا ہو چکے تھے۔ (اُصول کافی ابواب التاریخ ص۲۷۸' سطر:۳)

(نہج البلاغہ خطبات علی المرتضیٰ شیرِ خدا' مشکل کشاء' حاجت روا' اسد اللہ ج۱ ص۳۷۴)

(ترجمہ:) ''حضرت عثمان کی فضیلت (جزوی صدیق و فاروق پر یہ ہے کہ) حضور علیہ السلام نے اپنی دو بیٹیوں' رقیہ اور اُم کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کیا' جس کی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے''۔

☆ اللّٰھم صلّ علٰی رُقیّۃ

''تحفۃ العوام'' ایک نہایت ہی معتبر' مستند اور مقبولِ عام کتاب ہے۔ اس میں جہاں

Marfat.com

دعا کا ذکر ہے' وہاں یہ جملے بھی موجود ہیں:

''کہ اے اللہ! اس پر لعنت نازل فرما جو نبی کو ان کی صاحبزادی رقیہ کے معاملے میں یا اُم کلثوم کے معاملے میں ایذاء پہنچائے''۔

درود اور لعنت کے پورے جملے یہ ہیں:

(ترجمہ:) ''اے اللہ! تو اپنے نبی کی صاحبزادی رقیہ پر درود بھیج اور جو شخص تیرے نبی کو اس صاحبزادی کی وجہ سے تکلیف دیتا ہے' اس پر لعنت نازل فرما' اے اللہ! تو اپنے نبی کی صاحبزادی اُم کلثوم پر بھی درود اور رحمت نازل فرما' جو شخص تیرے نبی کی صاحبزادی کی وجہ سے تکلیف دیتا ہے' اُس پر لعنت نازل فرما''۔ (تحفۃ العوام' مطبوعہ لکھنؤ' ص ۱۰۱۶)

قارئینِ محتشم! اس درود سے اظہر من الشمس ہے کہ حضرت رقیہ اور اُم کلثوم رضی اللہ عنہما' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرح حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادیاں ہیں' اسی وجہ سے ان پر درود بھیجا جاتا ہے۔

دو نبی زادیوں کا عقد ہوا ہے مجھ سے
شاہ نے عہدِ رفاقت بھی کیا ہے مجھ سے
خلد کو چند دفعہ بیچا گیا ہے مجھ سے
تم کو قرآنی صحیفہ بھی ملا ہے مجھ سے
مجھ سے آقا ﷺ نے کہا تجھ سے اگر فتنہ گر
لینا چاہیں جو خلافت تو نہ دینا رہبر

☆ مقام عثمان بزبان حضرت علی رضی اللہ عنہ

نزال بن سبرۃ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مقام کے متعلق بیان فرما دیں' تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عثمان وہ شخص ہیں جن کو ملاء اعلیٰ (یعنی آسمانوں پر فرشتوں کی جماعت) میں ''ذوالنورین'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داماد ہیں۔ نبی

Marfat.com

کریم ﷺ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے ان کے نکاح میں آئیں۔
(کنزالعمال' تاریخ الخلفاء للسیوطی' الاصابہ مع استیعاب)

☆ دین عثمان کا مقام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظروں میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دین سے تبری و بیزاری اختیار کی' یقیناً وہ اپنے ایمان واسلام سے بری ہو گیا۔ (الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ((تذکرہ عثمانی))

مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیانات کے ذریعہ یہ مسئلہ فیصلہ شدہ ہے کہ جو آدمی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایماندار نہیں جانتا وہ خود ایماندار نہیں' جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیزار ہوگا' وہ دینِ اسلام سے بیزار ہوگا۔

Marfat.com

☆حادثہ قتل کی تحقیق☆

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کے فوراً بعد مروان اور اس کے بیٹے فرار ہو گئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کس نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ''میں ان لوگوں کو تو نہیں جانتی' جو اندر داخل ہوئے' ہاں ان کے ساتھ محمد بن ابوبکر تھے اور محمد بن ابوبکر نے امیر المؤمنین کی داڑھی بھی پکڑی تھی''۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً محمد بن ابوبکر کو بلایا اور قتل کے بارے میں دریافت کیا۔ محمد بن ابوبکر نے کہا: ''وہ سچ کہتی ہیں' میں ضرور اندر داخل ہوا تھا اور میں نے ان کے قتل کا ارادہ بھی کیا تھا' لیکن جب انہوں نے میرے والد کا ذکر چھیڑ دیا تو میں ان کو چھوڑ کر ہٹ گیا' میں اس فعل پر نادم ہوں اور اللہ سے توبہ کرتا ہوں۔ خدا کی قسم! میں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو پکڑا۔ محمد بن ابوبکر کے اس قول کی تائید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ نے بھی کی' لیکن یہ کہا کہ ان بلوائیوں کے گھر میں لانے والے یہی تھے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ (زوجہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے غلام کنانہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کسی مصری نے شہید کیا تھا' جس کی نیلی آنکھیں تھیں اور جس کا نام حمار تھا۔

(رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے رسول)

(ص ۴۱۰ از پروفیسر محمد اکرم رضا)

Marfat.com

☆ مآخذ و مراجع ☆

قرآن حکیم

احادیث مبارکہ کے مجموعے

بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، ابن ماجہ شریف، ترمذی شریف

خلفائے راشدین، محمد علی چراغ، نذیر سنز، اُردو بازار، لاہور

عرفان السنہ، پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور

منہاج السوی، پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور

نقوش رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر (جلد نہم)، محمد طفیل صاحب، ادارہ فروغ اُردو، لاہور

تفسیر ضیاء القرآن (۵ جلد)، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

تفسیر الحسنات (۷ جلد)، علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ (اُردو، ۳ جلد)، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ/ پروفیسر محمد سعید احمد صاحب، مکی دارالکتب، لاہور

تفسیر مظہری (اُردو، ۱۰ جلد)، علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

تاریخ اسلام (۳ جلد)، شاہ معین الدین احمد ندوی، سعید کمپنی، کراچی

تاریخ اسلام (مکمل)، اکبر شاہ نجیب آبادی، نفیس اکیڈمی، کراچی

تاریخ ابن خلدون (اوّل)، علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون، نفیس اکیڈمی، کراچی

رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، پروفیسر محمد اکرم رضا، دارالقلم، سرائے عالمگیر

اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے نجومِ ہدایت، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، فیروز سنز، لاہور، کراچی، راولپنڈی

تجلیات حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، محمد یوسف کیفی ایم۔اے، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

رُحماءُ بینھم (جلد سوم)، حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ، دارالکتاب، اُردو بازار، لاہور

ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۷ جلد)، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

Marfat.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عہد تاریخ' خالد محمود' زاویہ پبلشرز' داتا دربار' لاہور
عشرہ مبشرہ' قاضی حبیب الرحمٰن' مکتبہ نذیریہ' اچھرہ لاہور
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم' شبلی نعمانی/سید سلیمان ندوی' دارالاشاعت' کراچی
خلفائے راشدین' مفتی جلال الدین امجدی' شبیر برادرز' لاہور
تاریخ الخلفاء (اُردو)' علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ' مدینہ پبلشنگ کمپنی' کراچی
سیرت خلفائے راشدین' محمد الیاس عادل' مشتاق بک کارنر' اُردو بازار' لاہور
کراماتِ صحابہ' شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی' رضا پبلی کیشنز' داتا دربار' لاہور
تاریخ ملت جلد اوّل و دوم' زین العابدین سجاد میرٹھی' المیزان ناشران کتب' اُردو بازار' لاہور
اقبال اور حبِ اصحاب و آل رضی اللہ عنہ' عبدالستار نجم' مکتبہ الحسن' اُردو بازار' لاہور
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ' علی اصغر چوہدری' الفیصل' اُردو بازار' لاہور
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (تاریخ کی روشنی میں)' ڈاکٹر طٰہٰ حسین' بک سیلرز انٹرنیشنل' اُردو بازار' لاہور
البیان (جلد دوم)' حضرت علامہ پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ' تنظیم الاسلام پبلی کیشنز' گوجرانوالہ
انسانیت موت کے دروازہ پر' مولانا ابوالکلام آزاد صاحب' گوشہ ادب' انارکلی' لاہور
برقِ سوزاں اُردو ترجمہ الصواعق المحرقہ' شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی' مترجم: علامہ اختر فتح پوری' شبیر برادرز' لاہور
یارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مع وارثانِ خلافت راشدہ' الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری' نوریہ رضویہ پبلی کیشنز' گنج بخش روڈ' لاہور
تاریخ اقوامِ عالم (۲ جلد)' مرتضیٰ احمد میکش' تاج کمپنی' لاہور
مناقب عثمان' علامہ شمس الزماں قادری' مکتبہ شمسیہ رضویہ' سمن آباد' لاہور
تاریخ اسلام' محمد عبداللہ ملک' اُردو بازار' لاہور
پچاس صحابہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے' طالب ہاشمی' البدر پبلی کیشنز' اُردو بازار' لاہور
شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا' سید قاسم محمود' شاہکار بک فاؤنڈیشن' گرین ٹاؤن' لاہور
مسلم شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا' ایم۔ایس۔ناز' شیخ غلام علی اینڈ سنز' چوک انارکلی' لاہور
مدارج النبوت (اُردو)' شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ' مدینہ پبلشنگ کمپنی' کراچی
نزہۃ المجالس (اُردو)' علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ' قادری رضوی کتب خانہ' گنج بخش روڈ' لاہور
شہیدِ مظلوم' ڈاکٹر اسرار احمد' مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن' لاہور

Marfat.com

خلافت وملوکیت' سیّد ابوالاعلیٰ مودودی' ادارہ ترجمان القرآن' لاہور
ماہنامہ رضائے مصطفیٰ' گوجرانوالہ
کلیاتِ اقبال رحمۃ اللہ علیہ (اُردو)' حضرت علامہ محمد اقبال' شیخ غلام علی اینڈ سنز' چوک انارکلی' لاہور
صحابہ کا عشقِ رسول' صوفی محمد اکرم رضوی
سیارہ ڈائجسٹ' خلفائے راشدین نمبر' لاہور
حضرات القدس (اُردو)' علامہ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ' مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ' سیالکوٹ
تاریخ ابن ہشام (اُردو ترجمہ)' شیخ غلام علی اینڈ سنز' چوک انارکلی' لاہور
حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ' مولانا سعید احمد اکبرآبادی' مکتبہ الحسن' لاہور
سفرنامہ ارض القرآن' (روداد سفر مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی) محمد عاصم الحداد' الفیصل ناشران کتب' لاہور
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ' محمد حسین ہیکل' اُردو ترجمہ مرزا اصفدر بیگ' بک کارنر' جہلم
آئینہ اسلامی تہذیب وتمدن' خالد بک ڈپو' لاہور
مظاہر حق جدید (شرح مشکوٰۃ شریف) علامہ محمد قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ' مکتب العلم' لاہور
تاریخ المدینۃ المنورۃ' محمد عبدالمعبود' مکتبہ حبیب' راولپنڈی
معجم البلدان' ڈاکٹر غلام جیلانی برق' شیخ غلام علی اینڈ سنز' لاہور
عجائب القرآن مع غرائب القرآن' حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ' مکتبہ المدینہ' کراچی
تاریخ ارض القرآن' علامہ سیّد سلیمان ندوی' دارالاشاعت' کراچی
عرب مصنف ول ڈیورانٹ' مترجم: یاسر جواد' تخلیقات' لاہور

Marfat.com

مصنف کی دیگر زیرِ تکمیل تصانیف

تجلیات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

قرآن حکیم اور تصوف

اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور تصوف

تذکرہ اولیاء اللہ خواتین

عظیم مسلمان فاتحین

تجلیات اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

معجزات قرآن حکیم

انوارِ اولیاء اللہ

تاریخ انبیائے قرآن

کشکولِ علمیہ

کونوا مع الصادقین

Marfat.com

محمد یوسف کیفی ایم۔اے

کی دیگر کتب

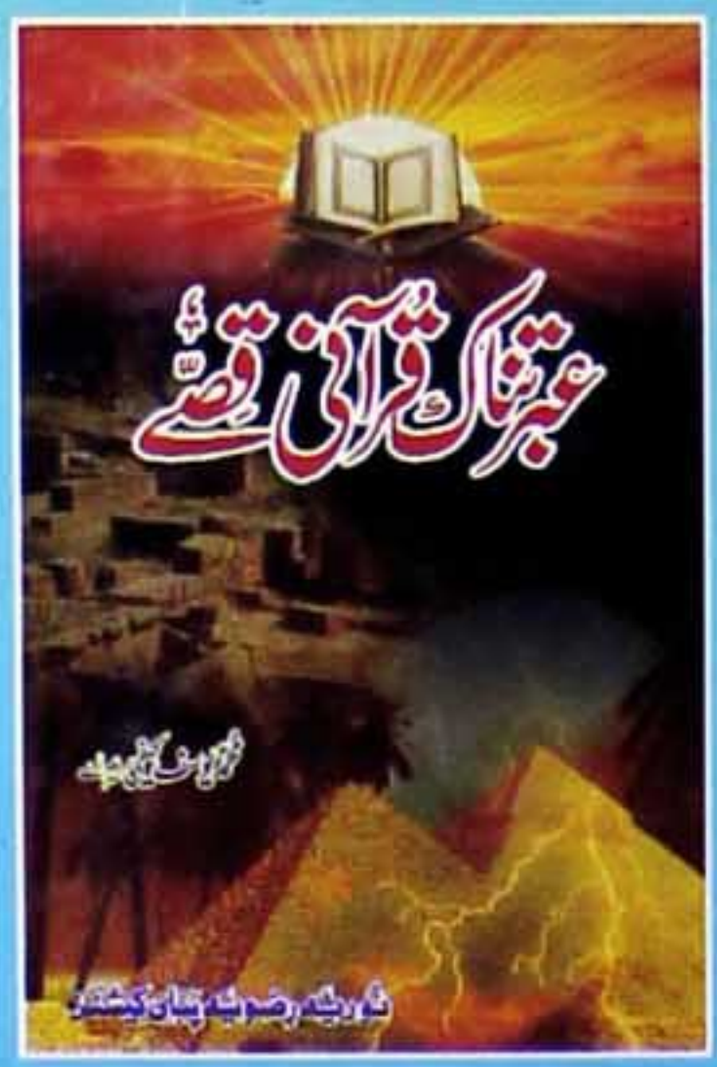

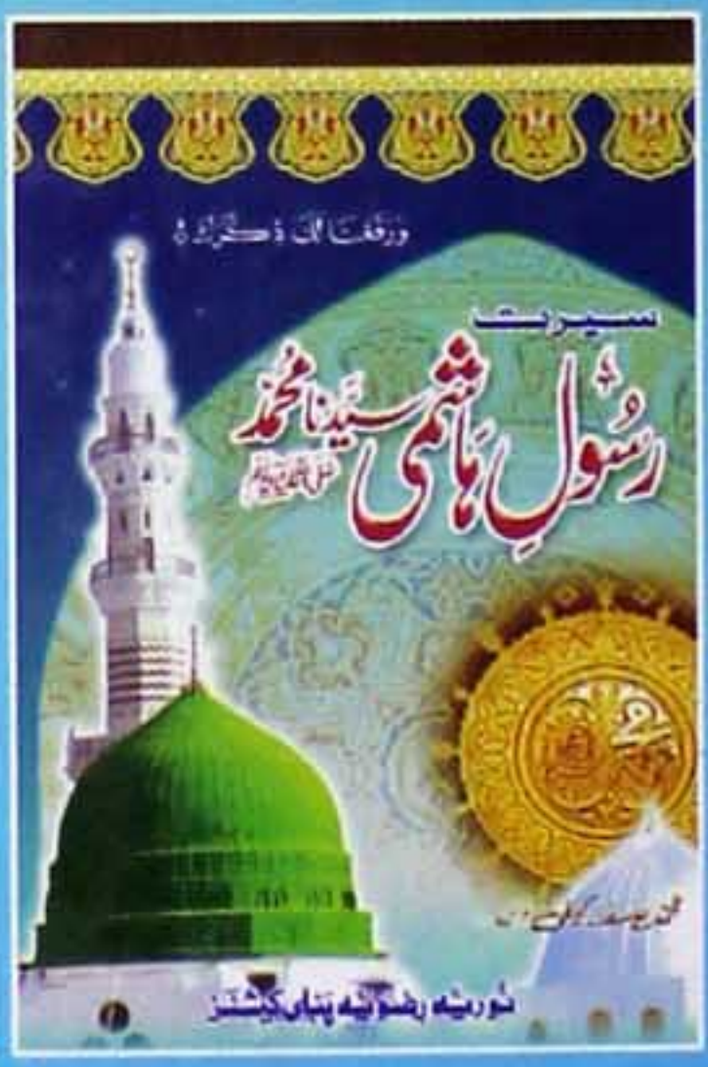

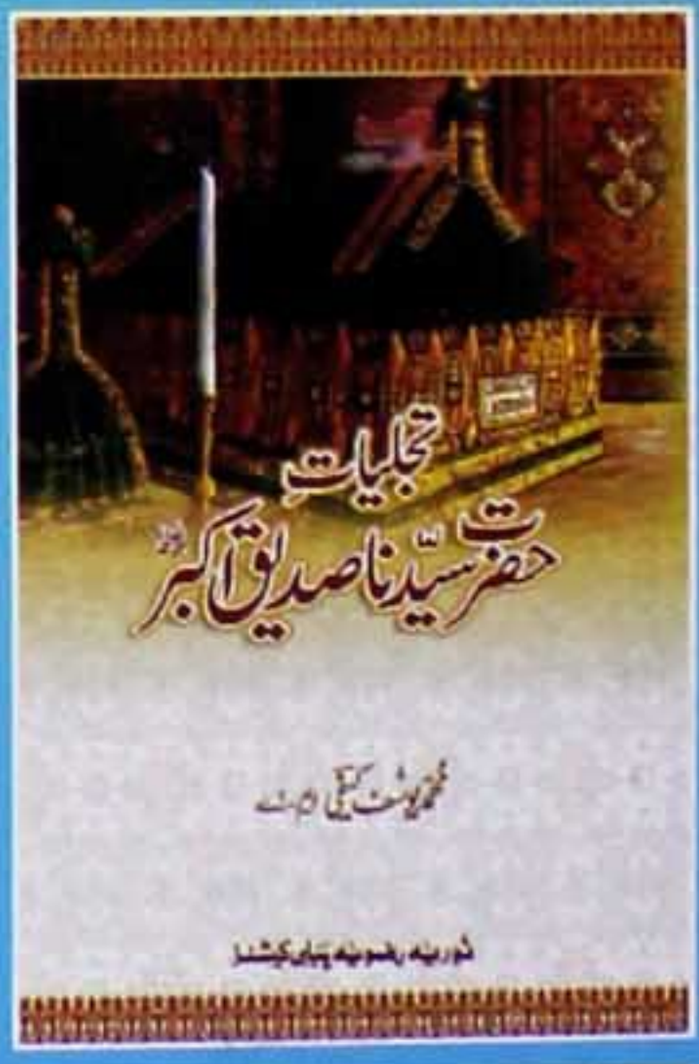

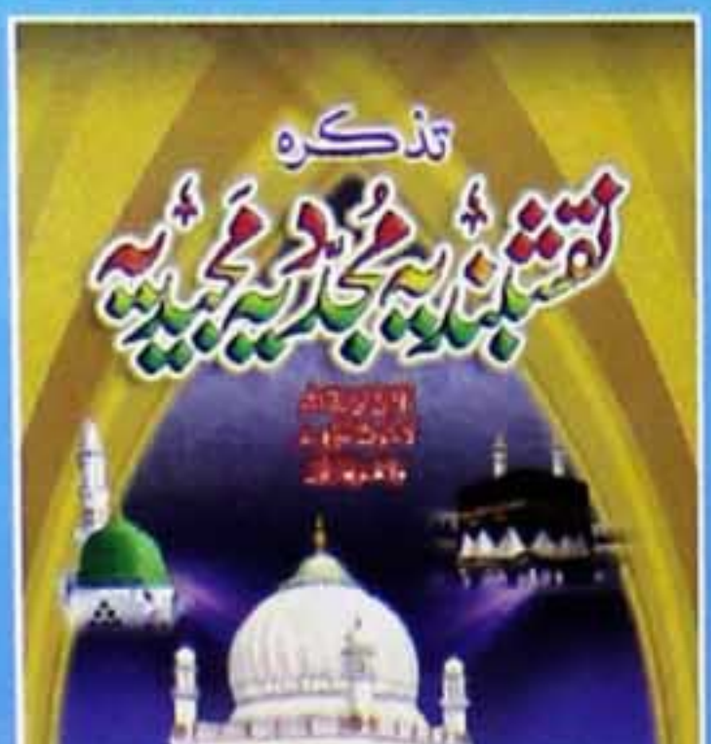

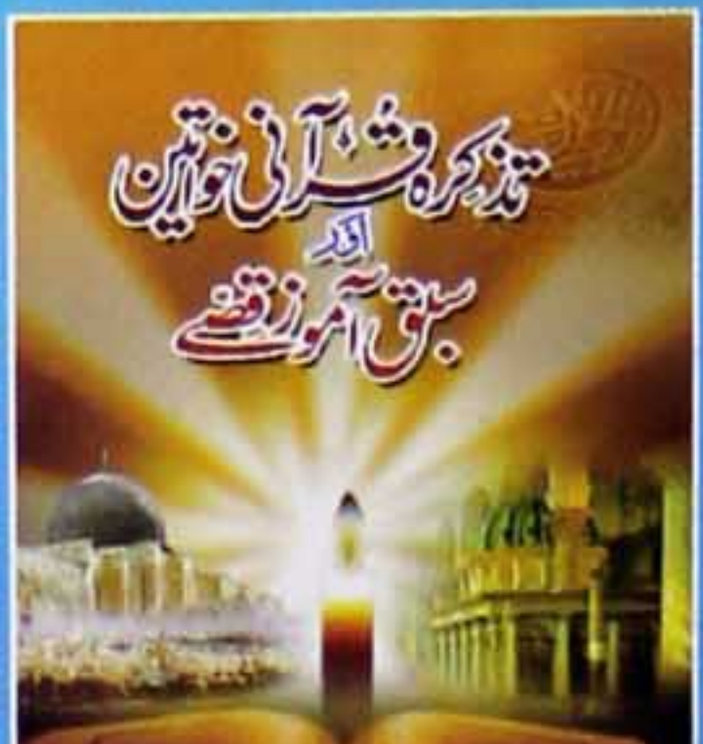

نُوریّہ رِضویّہ پبلی کیشنز 11 داتا گنج بخش روڈ، لاہور

042-37313885, 37070663 E-mail: noorlarizvia@hotmail.com